بفیض خالق زمین و زمن و بفضل بانی دین و آئین تعالی شانہ



فلاح دارین

بمطبع نامی منشی نولکشور طبع آمد مقبول جہان ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد سبحانہ اللہ تعالیٰ کے اور صلوٰۃ بے نہایت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ و
تابعیہ کے کہتا ہے مسکین محمد قطب الدین دہلوی کہ حاجی غلام مصطفیٰ رحمہ اللہ کہ میرے بزرگون
مین ہین انکی کتاب مغنی الطالب کے اخیر مین کچھ مضامین عقائد اور سلوک وغیرہ کے بہت مختصر اور نہایت
مفید تھے بزبان فارسی سو مدت سے اس نحیف کے خیال مین تھا کہ اگر یہ بزبان اُردو ہو کر ایک رسالہ
علیحدہ ہو جاوے تو مسلمانون کو بہت مفید ہو سو ان ایام نیک فرجام مین بسبب عدم فرصتی اپنے
کے کچھ ترجمہ ابتدا مین تو مولوی سبحان بخش صاحب سے لکھوایا اور کچھ غیرہ سے مین نے لکھا اور
بعضے فوائد اور کتب معتبرہ سے اُسپر لکھے اور نام اُسکا فلاح دارین رکھا یا اللہ تو قبول فرما اُسکو اور
مسلمانون کو اُس سے نفع پہونچا آمین رب العالمین جاننا چاہیے کہ تمام احکام اور عقائد کا مدار
اس اعتقاد پر ہے کہ خداے تعالیٰ کی مخلوقات مین سے ہر ایک شی کے لیے واقع اور نفس الامر مین
جدی جدی حقیقت ثابت ہے ہمارا نرا خیال اور وہم ہی نہین ہے مثلاً اپنی ذات اور حقیقت
مین پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے اگرچہ کسی کو اسکا علم اور اعتقاد ہو یا نہو پس اشیا کی حقیقت انسان کے
علم اور اعتقاد کے تابع نہین ہے جیسا کہ قوم سوفسطائی کہتے ہین کہ اگر مثلاً ہم پانی کو آگ سمجھنے لگین تو
آگ ہی ہو جاویگا اور سرد کو گرم جلنے لگین تو گرم ہی ہو جاویگا خداے تعالیٰ انکو کھووے انکا یہ
علاج ہے کہ انکو آگ مین ڈال دین اگرچہ جب جل ہی جاوین تو کیا خوب خس کم جہان پاک اور یقین

تو آگ کی گرمی کا اقرار کرکر اپنے خیال فاسد سے باز آوینگے جب یہ بات ثابت ہوئی کہ ہر چیز کی
خاص خاص حقیقت ہی تو ہر ایک چیز سے وہ ہی اثر پیدا ہوگا جو اسمین ہی حاصل یہ ہی کہ مثلاً پانی سے
جلا دینا اور آگ سے سیرابی نہین ہوسکتی کیونکہ پانی کی طبیعت سیرابی ہی اور آگ کا کام جلا دینا
ہان سب حکم الٰہی کے تابع ہین اگر کسی موقع پر کسی چیز کو حکم فرماوے تو وہ اپنی طبیعت کو چھوڑ دیوے
بلکہ اپنی ضد کا کام پیدا کرے چنانچہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی
پر یہ خداے تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہی آگ کی طبیعی بات نہین ہی اسی لیے اُسکو خرق عادت
اور معجزہ کہتے ہین اور بغیر اس طور کے ہرگز ممکن نہین ہی کہ کوئی چیز اپنی اصلی حقیقت اور طبیعت سے
بدل جاوے اور اسلیے دونون جہان کے کاروبار اسی جبلیات کے محکوم ہین اور یہ اعتقاد کرنا
چاہیے کہ تمام عالم یعنی سواے خداے تعالیٰ کی ذات کے اور صفات کے تو پیدا اور نیستی سے
وجود مین آیا ہی اور پیدا ہونے کے بعد پھر فنا اور نابود ہو جاویگا اور قیامت کو پھر سب جی
اُٹھینگے خداے تعالیٰ قدیم اور اپنی ذات سے موجود زندہ یگانہ نہ اُسکا کوئی شریک ہی اور
نہ ہمسر بیچون اور بیچگون تمام اشیاء جزئیات اور کلیات کا جاننے والا جو چاہے سب چیز پر قدرت والا
اپنے کام کا آپ مختار دیکھتا اور سنتا تمام صفات کمال سے موصوف اور حدوث اور نقصان
اور زوال سے بری نہ وہ جسم ہے اور نہ جوہر اور نہ عرض نہ اُسکی کوئی شکل نہ
صورت اور نہ حد اور نہ گنتی کیونکہ یہ تمام ممکنات کی صفتین ہین اور وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہی
کسی جہت اور کسی جگہ مین اور زمانہ مین نہین ہی لیکن زمانہ کے ساتھ ہی اور اُسکے علم سے کوئی شے
اور کوئی جگہ باہر نہین ہی اور اُسکا کوئی مخالف نہین نہ اُسکی جنس کا اور نہ اُسکے غیر جنس کا اور وہ
کسی چیز مین حلول نہین کرتا اور اُسمین مل جل کر ایک نہین ہو جاتا کیونکہ یہ تمام امور اجسام کی
خاصیتین ہین اور اعتقاد کرے کہ خداے تعالیٰ قیامت کے دن اپنا دیدار اپنے مومن
بندون کو جیسے چاہیگا بے مقابلہ اور آمنے سامنے اور بے کیف بینائی مین قوت بصارت
عطا فرماکر دکھاویگا اور عورتین اور فرشتے اور جن اس بشارت مین شامل ہین پر ہر ایکسکو

اپنے اپنے حال اور رتبت کے موافق مشاہدہ ہوگا خاص مومنون کو صبح اور شام دونون وقت اور
عوام کو جمعہ کے جمعہ اور عورتون کو کبھی کبھی جیسے عید کا دن دنیا مین ہر اور جن اور فرشتون کو بھی
اس نعمت سے کسی کسی وقت شرف ہوگا اسلئے کہ خداے تعالی کا فضل تمام اشیا سے وسیع تر ہر
اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے یون منقول ہر کہ بہشت مین جن نہین داخل ہونگے سو دیدار بھی نہین
نصیب ہوگا یہ مضمون شیخ عبد الحق نے تکمیل الایمان مین نقل کیا ہر اور یہ تفصیل بہ خصوصیت
اس دیدار کی ہر جو بہشت مین ہوگا اور بہشت کی تمام نعمتون سے لذیذ تر ہر اور قیامت کے
وقت مومن کافر اور منافق بھی خداے تعالی کو دیکھینگے بکمال قہر اور جلال کی حالت مین تاکہ
انکا عذاب سخت تر ہو جاوے علی الخصوص جب محجوب ہو جاوینگے اسلئے کہ حسرت ہی حسرت ہوویگی
اس سے خداے تعالی اپنی پناہ مین رکھے اور اسمین اختلاف ہر کہ خداے تعالی کو خواب مین آیا
دیکھ سکتے ہین یا نہین صحیح تر یہ ہر کہ جائز ہر اور سلف مین اکثر شخصون نے دیکھا ہر اور خداے تعالی
کا دیدار دنیا مین ان آنکھون سے محال اور ممتنع ہر جو کوئی اسکا دعوی کرے وہ جھوٹا ہر اور
منتظر و غیرہ کتابون مین ایسے مدعی کو کافر لکھا ہر ہمارے رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا معراج
کی شب مین خداے تعالی کو ان آنکھون سے دیکھنا یہ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی خصوصیت ہر اور ہر کا اسمین کیا رتبہ ہر بلکہ اسکو دنیا مین نہ کہنا چاہیے اسلئے کہ لامکان
مین اتفاق ہوا تھا واللہ اعلم اور اعتقاد کرے کہ ہر ایک چیز کا اندازہ کرنا قدر معین پر اور
پیدا کرنا نیکی اور بدی اور نیک اور بد اور فائدہ اور نقصان کا اور تدبیر یعنے ہر کاروبار کے
انجام کا سمجھنا اور اشیا کو کمال استحکام سے پیدا کرنا خداے تعالی ہی کا کام ہر کوئی اور ایسا
اندازہ کرنے والا اور مدبر نہین ہو سکتا حکم اُسی کا حکم ہر اور کوئی حاکم نہین ہو سکتا اور اسی
حکم سے اعمال واجب اور حرام اور نیک اور بد ٹھہر جاتے ہین اسطور پر کہ نیک عمل پر ثواب اور
بد عمل پر عذاب ہوویگا پس نیک اور بد اس اعتبار سے وہی ہوتا ہر جسکو شرع نے نیک
اور بد کہا ہر اور اُسکا امر اور نہی کیا ہر کیونکہ آخرت کے ثواب اور عذاب کے اسباب تو بجز خداے تعالی

اور رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اور کوئی نہین جانتا ہان عقل کے نزدیک کسی فا با
ین جیسے عدل اور ظلم مدح اور مذمت کا ہونا اور کوئی صفت کمال یا نقصان کی ہو نی …
اور جہالت اسمین کچھ گفتگو اور کوئی شبہ نہین ہے اور چونکہ بھلائی اور برائی نوع اول کی …
حکم شرع ہی پر موقوف ہے تو وہ شخص اگر کہ پہاڑون کے رہنے والے اور جو کہ ایام فترت یعنی نبی کے
نہونے کے وقت مر گیا ہے اور جسکو اسلام کی دعوت نہین پہونچی اور نہ اسنے انکار کیا ہے ایسے
لوگ آخرت مین مواخذ نہین ہونگے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَمَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ
حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا الآیہ اور ہم عذاب نہین کرینگے جب تک کہ رسول نہ بھیجین آخر آیت تک
فرمایا اور بعضے کہتے ہین کہ انسے بھی ایمان اور توحید کا سوال ہوگا واللہ اعلم لیکن شیخ ابن ہمام
کہتے ہین کہ پہلا مذہب مختار ہے اور اعتقاد کرے کہ افعال الٰہی تمام بے غرض ہین جو چاہتا ہے
سو کرے اور کوئی انمین کا حکمت سے خالی نہین ہے اور اس حکمت کے فائدے … خلقت کے
واسطے ہین اور حکمت کی رعایت اور کار مین مصلحت اور اور کوئی چیز خدا … تعالی کے
واجب اور لازم نہین ہے اپنے حقیقی جود سے جو چاہتا ہے سو کرتا ہے لیکن چونکہ اسکی ذات
نری خیر ہی خیر اور بالاصالت محمود ہے تو اسکے تمام افعال خود بخود محمود ہین اور ہر حالت عدل
اور قہر اور لطف اور فضل اور کرم اور ثواب دینا اور عذاب کرنا سب محمود ہے پس فرمان بردارون
کا ثواب اسکے فضل سے ہے اور گنہگارون کا عذاب اسکے عدل سے اوپر کسی کا کوئی حق اور
استحقاق نہین ہے مگر اتنا ہے کہ اسنے خبر دی ہے کہ فرمان بردارون کو ثواب اور گنہگارون کو
عذاب دونگا پھر ویسا ہی ہوویگا جیسی خبر دی ہے اگرچہ یہ بھی اسپر واجب نہین ہے اگر
بالفرض اسکے خلاف بھی کرے تو بھی عدل ہے اور کسی کو مجال نہین ہے کہ اسپر اعتراض کرے
ہان سچی خبر جھوٹ نہین ہوا کرتی اور یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالے کی ایک مخلوق فرشتے ہین
کہ انکی حقیقت یہ ہے روحین غیر مادی ہین اور اجسام لطیف نورانی رکھتے ہین اور جس طرح
کی چاہین صورت بنالین اور نہ انمین نر اور مادہ ہوتے ہین اور نہ اولاد بنیاد اور عالم کی

ہر ہر چیز پر ترتیب اور تدبیر اور حفاظت کے واسطے آسمان اور زمین میں فرشتے تعینات ہیں
اور ایک انسان کے ساتھ کئی کئی فرشتے رہتے ہیں کرام کاتبین اور نگہبان اور آسمان
زمین میں سے کوئی جگہ فرشتوں سے خالی نہیں ہے اور فرشتوں کے بازو ہوتے ہیں
چنانچہ آیت شریف سے ثابت ہے اور چار فرشتے سب سے زیادہ مقرب ہیں جبرئیل علیہ السلام
جو انبیا علیہم الصلوٰۃ پر وحی لاتے تھے اور میکائیل علیہ السلام جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہیں
اور عزرائیل علیہ السلام جو جانداروں کی جان نکالتے ہیں اور اسرافیل علیہ السلام جو صور
پھونکینگے اور اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ جبرئیل علیہ السلام سب سے افضل ہیں اور بعضوں کے
نزدیک چاروں برابر ہیں اور تمام فرشتوں میں سے ہر ایک کے لیے درگاہ الٰہی میں ایک
مقام اور قربت معلومہ اور مرتبہ خاص خاص ہے اُس سے زیادہ نہیں بڑھ سکتے اور ہر ایک کا کمال
اُسکی حیثیت اور مرتبہ کے موافق اب بالفعل بلا انتظار حاصل ہے اسلیے اُنہیں کسی چیز کا اشتیاق
نہیں ہوتا کیونکہ شوق تو واسطے پیدا کرنے غیر موجود کے ہوتا ہے اور یہی مطلب ہے اس مقولہ کا
جو کہتے ہیں کہ ملائک کو عشق نہیں ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ مولے کی محبت اور مبداکی معرفت نہیں
ہوتی اور تمام فرشتے جو انکو حکم ہوتا ہے خدائے تعالیٰ کے فرمان بردار ہیں ہرگز خلاف اور معصیت
کا رستہ نہیں چلتے اور شیطان جو نافرمان ہو گیا سو جن تھا اور یہ اعتقاد کرے کہ خدا تعالے
کی اُتاری ہوئی کتابیں ہیں جو بعضے بعضے رسولوں پاس بھیجی ہیں وہ سب ایکسو چار
بتاتے ہیں اُنہیں سے چار کتابیں بڑی اور بہت مشہور ہیں توریت جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
پاس آئی اور انجیل حضرت عیسےٰ علیہ السلام پاس بھیجی اور زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو
ملی اور قرآن مجید حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوترا جو کہ باوجود اختصار کے تمام کتب
منزلہ سے اعظم اور کامل اور افضل ہے اور عبارت کا معجزہ صرف اسی میں ہے اگرچہ اس لحاظ سے
کہ خدائے تعالیٰ کا کلام ہے سب کتابیں برابر اور یکسان ہیں پر اس لحاظ سے کہ کیسے بزرگ
پر اوترا اور عبارت معجزہ اور اسمیں مضمون کیسا بعضے بعضے سے افضل ہیں جیسے انبیا کا عقبا

ف تفصیل اُن کتب کی جو نازل ہوئیں حضرت آدم علیہ السلام پر دس صحیفے حضرت شیث علیہم السلام پر پچاس صحیفے حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے حضرت موسےٰ علیہ السلام پر توریت حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید مجالس الابرار ۱۲

صرف نبوت کے تو سب یکسان ہین اور بلحاظ اور اور حالات کے مرتبہ مین کمتی بڑھتی اور
یہ اعتقاد کرے کہ خداے تعالیٰ کے نام پاک توقیفی ہین یعنے شرع مین جو نام آگیا ہی اسکا
وہی نام لینا چاہیے اور لفظ نہ بدلے اگرچہ دونون کے ایک ہی معنی ہون چنانچہ خداے تعالیٰ
کو شافی کہتے ہین طبیب نہین کہتے ہان اُسکے ذاتی نام جو ہر ایک بولی مین مقرر ہین اُنسے
خداے تعالیٰ کا یاد کرنا مضایقہ نہین ہی پر جو لفظ خاص کفار کی بولی کا ہو اور اُسکے معنی معلوم نہون
کیونکہ اُسمین کفر کا خوف ہی اور اعتقاد کرے کہ خداے تعالیٰ نے جیسے اپنے بندون اور تمام
اشیا کو پیدا کیا ہی بندون کے افعال و حرکات کو بھی وہ ہی پیدا کرتا ہی پس کفر اور گناہ اور طاعات
اور ایمان اور نیکی اور بدی سب اُسکے پیدا کیے ہوے ہین اور اُسی کے ارادہ اور حکم
اور مشیت اور تقدیر سے وجود مین آتے ہین پر ایمان اور طاعت اور نیکی سے راضی ہی
اور بدی ... کا امر ... کفر ... سے ناخوش اور اُس سے منع کیا ہی اور
اُسمین یہ حکمت ہی کہ مخلوقات کا احوال دنیا مین ایک کا دوسرے پر ظاہر ہو جاوے کیونکہ
باوجود اپنے علم اور تقدیر کے کہ ... ایمان نہ لاوے گا پھر بھی اُسکو ایمان کا امر کیا ہی
... اُسکے کفر ... عالم پر ظاہر ہو جاوے ... کا قصور ہو چکا ہی اور بھی حکمتین ہین
جو خداے تعالیٰ کے سواے کوئی نہین جانتا اور یہ اعتقاد کرے کہ ... تمام اشیا ... تعالیٰ کے ارادہ
اور تقدیر سے پیدا ہین پھر بھی بندے کو فاعل مختار بنایا ہی اسلیے کہ ثواب اور عذاب کا ہونا ظاہر
حال ہین بدون اختیار کے درست نہین بیٹھتا نہین تو ظلم سا معلوم ہوتا ہی اللہ تعالیٰ اس سے بری ہی اور
بندہ کے اختیار سے یہ مراد ہی کہ اُسکے دل مین کسی چیز یا کسی کام کا خطرہ پیدا ہو کر بے اختیار اُس کام کا شوق
یا اُس کام سے نفرت پیدا ہو جاتی ہی پھر اُسی شوق یا نفرت سے کچھ کیا جاتا ہی اور کر بیٹھتا ہی سو آدمی کو
ایکطرح کا اختیار ہوا پر اپنے اختیار مین بے اختیار ہی اسلیے کہتے ہین کہ اپنے فعل مین مختار ہی اور
اپنے اختیار مین ناچار اور یون کہتے ہین ظاہر مین مختار حقیقت مین مجبور اور حقیقت تو یہ ہی کہ قضا و قدر
کا مسئلہ بندہ کے اختیار کا قائل ہو کر بہت مشکل ہی اور حیرت کی جگہ ہی ایمان والون کو اسمین فکر اور

اور سوچ بچار اور تکرار نہین کرنی چاہیے یہ دونون مسئلے یعنی مسئلہ قضا و قدر اور مسئلہ اختیار جنکی شرع
شریف مین قطعی دلیل سے ثابت ہی انپر ایمان لانا اور اعتقاد کرنا چاہیے اور اُسکی حقیقت کو خدا تعالی حوالہ
کرے اسکی بڑی بحث اور تکرار ہی کہ جسکی انتہا نہین اور سوائے تسلیم کے کوئی بات تسلی کی نہین ہے جب
تو سمجھ چکا تو ظاہر ہوا کہ جبر اور تری قدر دونون باطل ہین حق بات جسپر اہل سنت وجماعت ہین ہے
کہ دونون کے بیچ بیچ مین ہی اور جبریہ ہوتا ہی کہ آدمی کے لیے کچھ اختیار نہو اور قدریہ وہ کہ آدمی کو
اپنے افعال کا مستقل خالق تصور کرے اور یہ اعتقاد کرے کہ بندون مین ہدایت اور ضلالت پیدا کرنیوالا
خدائے تعالی ہی جسکو چاہے راہ راست پر لادے اور جسکو چاہے گمراہ کردے اور یہ جو ہدایت قرآن مجید اور
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اور ضلالت کو ابلیس اور بتون کی طرف نسبت کرتے ہین اسکے معنی ہین
کہ راہ راست دکھاتے ہین یا گناہ کا رستہ سوجھاتے ہین اور دکھاتے ہین اور اُس راہ پر لیجاتے مین
پر فرق ہی راہ پر لیچلنا خدائے تعالی ہی کا کام ہی اور سے نہین ہوسکتا اور یہ اعتقاد کرے کہ قبر کے اندر عذاب
کافر اور بعض فاسقون کا اور عیش اور آرام فرمان بردارون کو موافق علم اور مشیت الٰہی کے اور مرنے
بعد چلے جانے آدمیون کے منکر نکیر کا یہ سوال کہ تیرا پروردگار کون ہی اور رسول کون ہی اور تیرا
دین کیا ہی سب برحق ہی اگر توفیق الٰہی سے اسکا یہ جواب باصواب ہوا کہ میرا رب اللہ ہی اور
رسول میرا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور دین میرا اسلام ہی تو جبھی سے نازو نعمت مین داخل ہوا اور
اُسکی قبر باغ بہشت کا ایک چمن ہوا نہین تو رنج و عذاب مین پھنسا اور اُسکی گور دوزخ کے
گڑھون مین سے ایک گڑھا بنا اور یہ سوال یا تو بدن مین روح ڈالکر یا روح کے مقابلے مین یا کسی
اور طرح یہ جیسی خدائے تعالی کی مرضی مبارک ہو ہوویگا اُسکی کیفیت علم الٰہی پر حوالہ کرنی چاہیے
اور منکر نکیر دو فرشتے ہین بڑے بڑے اور سیاہ ہیبتناک کرنجی آنکھون کے جو ہر ایک کی قبر
مین آتے ہین اور مذہب اصح کے موافق انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اس سوال سے مستثنی ہین
انبیا سے اگر سوال ہو تو توحید اور امت کے حال کا تعظیم و تکریم سے ہوگا اور مومنون کے بچون کو
اکثر علما کے نزدیک فرشتے جواب سکھاوینگے اور بعضے کہتے ہین کہ بچون سے کچھ سوال

نہوگا اور مشرکین کے بچون مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ توقف کرتے ہین اور ایسے ہی اُنکے ثواب
اور عقاب مین توقف ہی اور بعضے کہتے ہین کہ دوزخ مین جاوینگے اور بعضے کہتے ہین بہشت مین
جاوینگے اور شہدا کو بھی عذاب قبر نہین ہوتا اور جسکو درندے نے پھاڑ کھایا ہو تو اُسکے پیٹ کے
اندر اور جو جہان مریگا اُس سے وہین سوال ہوگا کیونکہ قبر سے مراد عالم برزخ ہی
دنیا آخرت کے بیچ بیچ مین یہ خاص گور مراد نہین ہی جو زمین مین کھودتے ہین اور جنون سے
بھی سوال ہوویگا انمین سے کافر بالاتفاق عذاب مین گرفتار ہونگے اور انمین سے مسلمانون
کی کیفیت ثواب مین امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو توقف ہی اور یہ کہتے ہین کہ انکے ثواب کا غایت
درجہ یہ ہی کہ دوزخ اور عذاب سے بچ جاوین پر بہشت مین نہین جاوینگے اور بعضے کہتے ہین
کہ شہید اور جو جمعہ کے دن یا رات مین مرے اور مستغنا اور جو بتون مین مرنے والا اور جو کہ
ہر رات کو سورہ ملک پڑھتا ہی قبر کے سوال سے مستثنی ہی اور اسباب مین تعمیم اور توقف بھی منقول ہی
اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ گنہگار کی قبر مین ستر ستر سانپ اور بچھو ایسے ایسے ہونگے اگر انمین سے
ایک بھی پھنکار مارے تو تمام دنیا اور درخت جل جاوین انتہی اور حقیقت مین یہ تمام اُسکے
اعمال بد ہونگے جو آخرت مین سانپ اور بچھو کی صورت بنکر ستاوینگے چنانچہ یہ مضمون اور احادیث
مین آیا ہی اور بہشت کی نعمتین بھی اسی قیاس پر ہین اور یہ اعتقاد کرے کہ مُردون کو گور مین سے
دوبارہ زندہ کر کر اٹھانا برحق ہی حدیث شریف مین آیا ہی کہ قیامت کے روز آسمان سے مینہ
برسیگا اور تمام مردے زمین سے نکل پڑینگے اور کہتے ہین کہ آدمی کی تمام ہڈیون مین سے
دھڑ کی ہڈی زمین مین بچ رہیگی وہی بیج کے مثال ہی کہ اُس مینہ سے گھانس کے مثال
اُگاوینگے اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ حیوانات بھی زندہ ہونگے اور انکا بدلہ آپسمین لیا جاویگا
یہان تک کہ اگر کسی چیونٹی کو ناحق ستایا ہوگا اُسکا بدلہ لیا جاویگا اور بدلہ لیکر حیوانات کو پھر معدوم
کر دینگے اور حلال جانورون کو بہشت کی خاک کر دینگے اور یہ زندگی صور کی دوسری آواز سے ہوگی
جیسے صور کی پہلی آواز پر ابتداے قیامت مین تمام جاندار ہلاک ہو جاوینگے اور ان دونون نفخون کے

بیچ میں چالیس برس کا فاصلہ ہوگا اور نفخہ موت کی ابتدا سے جنت میں جانے تک کی مدت کو
روز قیامت کہتے ہین اور یہ اعتقاد کرے کہ تلنا بندون کے اعمال کا قیامت کے دن برحق ہے
اور یہ اعتقاد کرے کہ کتاب یعنی بندون کے اعمال خیر و شر جسکے لکھنے مین کراماً کاتبین ہر وقت مصروف
ہین پھر اسکے ہاتھ حساب اور سوال اعمال کا سب برحق ہی اور مومنین کے اعمالنامے داہنے ہاتھ
مین اور کفار کے اعمالنامے بائین ہاتھ مین پیٹھ کے پیچھے سے اس طرح پڑینگے کہ ہاتھ
پیٹھ سے لگا دینگے یا چھاتی مین سے پشت کی طرف نکال دینگے اور فرشتون سے بھی
حساب ہوویگا ہر ایک سے وہی پوچھا جاویگا جس کار پر مامور رہے اور انبیا علیہم السلام سے وحی
کی تبلیغ کا اور امانت رسالت کے ادا کا سوال ہوگا اور پہلے پہل نماز کے ادا کا حساب شروع ہوگا
اور مظالمات مین سے پہلے حساب خون ناحق کا ہوگا اور ظالم کے حسنات مظلوم کو دینگے اور مظلوم کے
گناہ ظالم پر پھینکینگے ایک روایت مین آیا ہی کہ اگر بالفرض کسی شخص کے پاس ستر نبیون کا سا
ثواب ہو اور ایک ٹکہ کا اُس سے کسی کا اوجھا ہو تو وہ بہشت مین نہین جانے پاویگا جب تک
اسکا مدعی راضی نہوگا اور یہ بھی روایت ہی کہ سات سو مقبول نمازین ایک ٹکے کے بدلے مدعی کو
مل جاوینگی اگر خدا تعالے چاہے اور جسکے لیے چاہے تو مدعیون کو بہشت دکھلا کر راضی کر کر
مدعیون سے حق معاف کرا دے اللہ تعالے بڑے فضل والا ہی اور سب چیز پر قدرت رکھتا ہی
اور یہ اعتقاد کرے کہ حوض کوثر ہمارے نبی علیہ السلام کے واسطے قیامت کے روز برحق ہی
اسکی مسافت ایک مہینے کی راہ ہی اسکا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار
اور اسکے آبخورے آسمان کے ستارون سے زیادہ اور بہت روشن جو کوئی ایک دفعہ اسمین سے
پی لیگا کبھی پیاسا نہوگا اور یہ حوض پل صراط سے گذرنے کے بعد بہشت مین جانے سے پہلے
ہوگا اور حدیث شریف مین ہی کہ حوض کوثر کے ساقی حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ ہونگے اب
جو کوئی انکا محب نہین ہوگا تو اسکو حوض کا پانی ملنا بھی مشکل ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے
روایت ہی کہ فرماتے تھے جسکے دل مین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کی محبت

نہین ہو گی اُسکو کوثر کے پانی مین سے ایک بوند نہ دونگا اور یہ اعتقاد کرے کہ پل صراط بال سے
باریک اور تلوار سے تیز زیادہ دوزخ پر کھڑا کرینگے اور اُسپر سے تمام خلائق کا گذرنا برحق ہے پھر
بہشتی اُسپر سے گذر کر بہشت مین جاوینگے بعضے بجلی کی طرح چمک جاوینگے اور بعضے جیسے ہوا چلتی ہے
اور بعضے جیسے تیز رو گھوڑا جاتا ہے اور دوزخی پھسلکر دوزخ مین گر پڑینگے اور ابن عباس رضی اللہ
تعالے عنہ سے ایک روایت ہے کہ ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عبور سے مستثنی
ہین تمام خلقت اُنکے سامنے گذریگی اور آپ کھڑے ہونگے انتہی اور حق یون ہے کہ یہی منزل اول
ہے اور اگر عبور فرماوین تو گنہگارون کی غمگساری کے لیے ہو واللہ اعلم اور یہ اعتقاد کرے کہ انبیا اور
اولیا اور صلحا اور علما اور بالکا کی شفاعت گنہگارون کے واسطے برحق ہے اور شفیعون مین سب سے
پہلے اور بزرگتر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اُنکی شفاعت سے تمام گنہگار بخشے جاوینگے
وہی باقی رہجاوینگے جنکے حق مین قرآن مجید دائمی دوزخ کا حکم کرتا ہے یعنی کفار چنانچہ بخاری اور
مسلم کی حدیث مین یہ آیا ہے کہ دوسرے کی شفاعت کی حاجت نہین ہو گی پر اس مضمون کو
آپ ہی کی امت سے خصوصیت بتاتے ہین یا یون ہے کہ اور لوگ حضرت نبوی مین شفاعت
کرین اور آپکی شفاعت خدائے تعالے کی درگاہ مین ہو یہ دوسری تقریر نہایت اسلم اور بہ
احسن اور اتم ہے کیونکہ ایک اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت کی شفاعت کے بعد کوئی
دوزخ مین نہین رہیگا مگر وہی جو صرف لا الہ الا اللہ پڑھتا تھا اور اُسکے سوا کوئی بھلائی
نہو گی اور سراسر گناہ ہی گناہ ہونگے اور حق تعالے اُنکے حق مین فرماویگا کہ یہ لوگ مجھسے متعلق ہین
اِنکو اپنے فضل سے معاف کرونگا انتہی پس اگر وہ شفاعت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
اُنکی امت کے لیے مخصوص ہوتی تو گنہگار مسلم اور امتون کے بھی باقی رہجاتے واللہ اعلم اور
یہ سمجھو کہ شفاعت کے مقام بہت ہین ایک تو موقف مین ہو گی تاکہ اس جگہ وقوف مین تخفیف ہو
شدت نہو اور وہان کی ہیبت اور دہشت اور اژدحام مین کمی ہو دوسرے سوال کی آسانی
اور حساب کے رفع ہونے کے لیے یا مناقشہ نہونے کے لیے حساب مین تیسرے آئین کہ احکام خدا کے

ہونے کے لیے نہ جاری ہو چوتھے دوزخ مین سے نکالنے کے لیے پانچوین رفع درجات اور
ثواب ملنے کے لیے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت تمام امت کے لیے عام ہی
بلکہ جمیع خلق کے لیے اور علی الخصوص اہلبیت وساکنان مدینہ منورہ اور قبر شریف کے زوار اور درود حضرت پر
زیادہ پڑھنے والون اور سنت سنیہ پر مواظبت کرنے والون کے واسطے زیادہ تر متحقق اور ثابت ہی اور
یہ اعتقاد کرے کہ بہشت اور دوزخ برحق ہین اور وہ دونون اب مخلوق اور موجود ہین اور ساتھ اہل جنت
اور اہل دوزخ کے ہمیشہ کو باقی رہینگے فنا نہین ہونگے اور وہ کس جگہ ہین اسمین اختلاف ہی بعضے
کہتے ہین کہ جنت تو چوتھے آسمان مین یا ساتوین آسمان سے اوپر ہی اور دوزخ زمین کے تلے ہی
اور ایک قول کے موافق آسمان سے اوپر اور ایک جماعت نے دونون کے مکان مین توقف
کر کے علم الٰہی پر تفویض کیا ہی اور اکثر لوگون کا یہ مذہب ہی کہ جنت آسمان پر عرش کے تلے ہی اور
دوزخ ساتون طبقات زمین کے تلے ہی لیکن اعراف یعنی وہ مکان جو بہشت اور دوزخ کے بیچ مین ہی
ثابت نہین ہی اور بعضے سلف سے یون منقول ہی کہ وہ مکان اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے بچون کے
لیے اور زمان فترت کے لوگون کے واسطے پیدا کیا ہی اور شیخ جو اعراف کا ذکر قرآن مجید مین
آیا ہی اس سے مراد حجاب کی بلندیان اور ایک دیوار ہی کہ دوزخ اور بہشت کے درمیان مین حائل
کر دی ہی اسپر انبیا اور شہدا اور کامل مومن اور علما اور آدمیون کی صورت مین فرشتے ہونگے اور
یہ اعتقاد کرے کہ مخبر صادق نے علامات قیامت کی جو خبرین سنائی ہین جیسے مغرب کی طرف سے
آفتاب کا نکلنا کہ اس روز توبہ کے دروازے بند ہو جاینگے اور دجال لعین کا ظاہر ہونا اور
دابۃ الارض کا پیدا ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اوترنا اور مہدی کا نکلنا اور
سوا انکے سب برحق ہین اور جو حکم اور جو شریعت مقرر کی ہی برحق ہی اور یہ اعتقاد
کرے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل سے سچا سمجھنا اور یقین کرنا اور انکی رسالت کو مان
لینا اور زبان سے اقرار کرنا ایمان ہی بلکہ ایمان کی حقیقت تو وہ ہی دل کی تصدیق ہی اور
زبان سے اقرار کرنا اس تصدیق کی نشانی ہی تاکہ ظاہر مین احکام ایمان کے جاری ہون اور اسی لیے

گونگے کے حق مین اور جب سے کوئی شخص زبردستی کلمہ کفر کا کہلاوے اور جو شخص دل سے تصدیق
کرتے ہی مر جاوے اقرار زبانی شرط نہین ہی اور اور اماموں کے نزدیک اعمال بھی ایمان مین داخل
ہین اور حقیقت مین دیکھیے تو کچھ اختلاف نہین ہی اسلیے کہ کامل ایمان ہمارے نزدیک بھی وہ ہی ہی
جو وہ کہتے ہین اور ایمان بے عمل ناقص ہوتا ہی پر ان اصل ایمان سے باہر نہین اور سمجھا چاہیے
کہ تصدیق اذعان اور قبول کا نام ہی اور علم فقط سمجھ لینا ہوتا ہی اور نرے علم سے ایمان کا کام
نہین چلتا اسلیے کہ عرب کے تمام کفار وجود اور صدق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا خوب جانتے
تھے جیسے کوئی اپنے بیٹے کے احوال سے واقف ہوتا ہی پر شرف ہدایت ایمان سے
مشرف نہوے اور دوزخ مین گرفتار ہوے اور یہ اعتقاد کرے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہین اور
اور ائمہ کے نزدیک گھٹتا بڑھتا ہی اور یہ خلاف اُسی پہلے ہی اختلاف پر مبنی ہی کیونکہ نری
تصدیق قابل گھٹنے بڑھنے کے نہین ہی اور تصدیق عمل کے ساتھ ملکر کمی زیادتی قبول
کرتی ہی اور یہ سمجھے کہ ایمان اور اسلام ایک ہی چیز ہی یعنی جو مومن ہی وہ مسلم ہی اور جو
مسلم ہی وہ مومن ہی پر اکثر اوقات ایمان کے مفہوم مین دلی تصدیق اور باطن کا حال معتبر
ہوتا ہی اور اسلام مین ظاہری خضوع اور اطاعت لیتے ہین اور یہ روا نہین ہی کہ مومن
یون کہے انشاء اللہ تعالے مین مومن ہون اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک روا ہی
اور یہ اسلیے کہ گویا واسطے برکت کے کہتا ہی کچھ یقین مین شک اور تردد کے لیے نہین کہتا
اور یہ اعتقاد کرے کہ خوف کا ایمان مقبول نہین ہی اور خوف سے مراد ہی وقت سکرات موت
اور دیکھنے احوال آخرت کے کہ نزع روح کے وقت حاصل ہوتا ہی اوس وقت مین ایمان لانے کا
کچھ اعتبار نہین ہی کیونکہ لازم یہ ہی کہ ایمان غیب پر اور بندہ کے اختیار سے اور امر الٰہی کی
اطاعت کے قصد سے ہو اور سکرات کا وقت اضطراری ہوتا ہی ایمان بالغیب نہین ہی
اُسوقت کی توبہ گناہون سے بھی اکثرون کے نزدیک مقبول نہین ہوتی اور بعضے کہتے ہین
مقبول ہی اور گناہ کبیرہ سے کافر نہین ہوجاتا بلکہ فاسق اور عاصی ہوتا ہی اور کبیرہ وہ ہی جسکا

قتل ہونا یقینی دلیل سے معلوم ہو چکا ہو اور خصوص اسکے عمل پر شہر اوارد ہوئی ہو جیسے خون
ناحق اور زنا اور اغلام اور پارسا عورت کو زنا کی تہمت اور کفار کے مقابلہ پر سے اگر دو چند سے
زیادہ کفار نہوں بھاگنا اور جادو کرنا اور یتیم کا مال ناحق لینا اور مسلمان ماں باپ کو ناحق
ستانا اور حرم شریف مین وہان کے ممنوعات کرنے اور بیاج اور جواری اور چوری اور کوئی
نشہ کھانا پینا اور سور کا گوشت کھانا اور جھوٹی گواہی دینی اور بے عذر گواہی چھپانی اور
رمضان کے روزے بدون عذر شرعی کے نرکھنے اور نماز نہ پڑھنی اور بے وقت نماز
ادا کرنی اور مال کی زکوۃ نہ دینی اور جھوٹی قسم کھانی اور ناتہ ناتے وارون سے توڑنا اور
پیمانہ اور تول مین چوری کرنی اور مسلمانون سے بے وجہ لڑنا اور صحابہ کرام کو برائی سے
یاد کرنا اور رشوت لینی اور سلطان کے ہان چغلی کھانی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
قدرت ہوتے سوتے ترک کرنا اور قرآن مجید کو یاد کرکے بھلا دینا اور جاندار کو آگ مین جلانا
اور بی بی کو نافرمانی شوہر کی اور شوہر کو بی بی پر ظلم کرنا اور خاوند جورو مین لڑائی کروا دینی
اور دیوثی اور اہل علم اور حافظ قرآن شریف کی اہانت کرنی اور خدا تعالی کی مغفرت سے
ناامید ہونا اور اسکے عذاب سے بے پروا ہونا اور انکے مانند جنکے کرنے پر شرع شریف مین
سزا تجویز ہوئی ہے اور صغیرہ گناہ کی کوئی انتہا نہین ہے پر اسکے بارہ مین چندان دشواری
نہین ہے کیونکہ صغیرہ سے بچنا دشوار ہے اور مذہب مختار کے موافق تقوے مین بھی اگر اسپر
اصرار نکرے تو خلل نہین آتا اسلیے کہ صغیرہ پر اصرار کبیرہ ہوتا ہے پس ہر مومن کو لازم ہے کہ حتی المقدور
کبیرہ بلکہ صغیرہ سے بھی بچتا رہے اور یہ سمجھے کہ معصیت اگرچہ ایمان سے الگ نہین کرتی پر یہ
خوف ہے کہ رفتہ رفتہ آخرکار کفر پر لگا دیتی ہے حد ضروری پر قائم رہنے مین سلامتی ہے کہ وہ لقمہ
بھوک کھونے والا ہے اور کپڑہ ستر ڈھکنے والا اور اتنا مکان جو جاڑے گرمی سے بچا دے اور
حد ضرورت سے بڑھنا اول مناجات کی فراخی مین لیجاتا ہے اور مناجات کی فراخی شبہات
اور مکروہات مین پہونچا دیتی ہے اور مکروہات مین پھنسکر محرمات مین چلا جاتا ہے اب اسلام کی

سرحد تمام ہو جاتی ہی پھر اسکے بعد کفر ہی اور اگر نعوذ باللہ منہ اور یہ اعتقاد کرے کہ مومن اگرچہ
کبیرہ گناہ کرتا رہے اور اگرچہ بے توبہ کیے مرجاوے وہ مومن ہی ہی اسلیے کہ توحید اور خلاص
پر مرتا ہی ہمیشہ کو دوزخ مین نہین رہیگا کیونکہ دائمی دوزخ صرف کفار اور منافقین ہی سے مخصوص ہی
او گنہگار بے توبہ خداے تعالی کی مرضی مین ہی اگر چاہے معاف کر دے چاہے گناہ کے موافق عذاب
دیکر پھر بہشت مین داخل کرے پھر اسمین ہمیشہ کو رہے بلکہ یہ جائز ہی اگر چاہے صغیرہ پر بھی
عذاب کرے اور توبہ کرنے والا مطیع کے برابر بہشتی اور مخلد ہی اور کفار سب کے نزدیک دائمی
دوزخی ہین اسلیے کہتے ہین کہ اللہ تعالے کے وعدہ مین خلاف ہونا جائز نہین ہی اور وعید
مین جائز ہی کیونکہ کریمون کی یہ عادت ہوتی ہی کہ کرم اور احسان کے وعدہ کو پورا ہی کیا
کرتے ہین اور قہر اور عذاب کی دھمکی کو معاف کر دیا کرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ قطعا دونون
مین خلاف نہین ہوگا کیونکہ اللہ تعالے کی خبر مین کذب لازم آتا ہی اور اسکا یہ جواب ہی
کہ وعید کی خبرون مین مشیت کی شرط مقدر ہی چنانچہ بعضی بعضی جگہ شرط کی تصریح کی بھی ہی
یا وعید سے مراد عذاب کا استحقاق ہی بالفعل اسکا ہو جانا مراد نہین ہی یا وعید سے مراد
انشا ہی حقیقت اخبار نہین ہی تاکہ کذب لازم لاوے شیخ نے تکمیل الایمان مین یہی تاویل
کی ہی اور یہ اعتقاد کرلے کہ خداے تعالی کے تمام پیغمبر برحق ہین اور خلقت کی طرف اُسکے
بھیجے ہوے ہین تا انکو ہدایت کا رستہ دکھاوین اور گمراہی سے بچاوین اور دنیا اور آخرت
دونون کی نجات کی صورت تعلیم کرین اور ابنیا ثواب کے بشارت رسان ہین اور عذاب سے
ڈرانے والے اور حق تعالی نے انبیا علیہم السلام کی معجزات باہرہ سے تایید کی ہی تاکہ انکے
سچے دعوی پر یقینی گواہ ہووین انکے دیکھتے ہی نبی کی صداقت کا علم خود بخود حاصل ہو جاتا ہی
اور دیکھنے والے کو انکار کی مجال نہین رہتی اور معجزہ خلاف عادت معمولی کو کہتے ہین کہ نبوت کے
دعویدار کے ہاتھ پر دعوی کے موافق ظاہر ہوتا ہی اور اللہ تعالی کی طرف سے اُسکے رسول کے
ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہی کیونکہ خلاف عادت بندہ سے ممکن نہین ہوتا سب انبیا سے پہلے آدم علیہ السلام

ہین سب سے پیچھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ خاتم النبیین ہین جو کوئی اُنکے بعد نبوت کا
دعوی کرے وہ جھوٹا ہی اور ادا ہے یہ ہی کہ انبیا کی گنتی معین نکرے بلکہ اسطور رکھے کہ مین تمام
انبیا پر ایمان لایا کیونکہ سب برحق ہین اور بعضی خبرون مین آیا ہی کہ تمام انبیا ایک لاکھ چوبیس ہزار
گذرے ہین پر تعداد بیان نہین کرسکتے ہین کیونکہ یہ خبر یقینی نص نہین ہی اور سکندر اور لقمان اور خضر کی
نبوت مین اختلاف ہی اصح بات ہی کہ سکندر تو بادشاہ عادل تھا اور لقمان حکیم تھا اور خضر علیہ السلام
نبی ہین اور بعضے خضر کو ولی بتاتے ہین اور خضر قیامت تک آبحیات پینے کے سبب زندہ
اور باقی رہینگے پر نظرون سے غائب جمہور علما کا یہی مذہب ہی اور بعضے خضر کی حیات کا انکار
کرتے ہین لیکن صوفیون سے اُنکی ملاقات بہت مشہور ہی بہرحال یہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ نبی
سب کے سب سچے ہین اور اُنکے تمام احکام امر و نہی برحق خداے تعالی کی طرف سے ہین اور
تمام انبیا خطا سے معصوم ہین نبوت اور کبائر سے مطلقا سہوا اور صغائر سے عمدا اور بعضے
کہتے ہین کہ انبیا سے کبیرہ بھول کر اور صغیرہ عمدا جائز ہی پر وہ گناہ جائز نہین جس سے
لوگون کو نفرت پیدا ہو یا خست پر دلالت کرتا ہو جیسے لقمے کی چوری یا دانہ کا
اوچک لینا لیکن مذہب مختار جمہور اہل سنت کا یہ ہی کہ انبیا تمام کبائر اور صغائر سے
عمدا اور سہوا معصوم ہین اور یہی اُنکی عظمت منصب اور علو مرتبت کو زیبا ہی صلوات اللہ
علیہم اجمعین ہان بھول چوک افعال دنیاوی مین ہوسکتی ہی اور جو امور رسالت اور تبلیغ
احکام سے متعلق ہین اُنمین جائز نہین ہی اور وہ جو اُنکی خطا اور زلت منقول ہین بعضی
غلط ہین اور جو صحیح ہین اُنکی محمل اور تاویلین ہین اُنکے ظاہر معنون کا اعتقاد نکیا چاہیے
اور انبیا نبوت سے معزول نہین ہوتے اور موت کے بعد رسالت قائم رہتی ہی انبیا سب
زندہ اور باقی ہین اُنکی موت اتنی ہوتی ہی جو ایکبار ہوئی پھر روح اُنکے بدنون مین
آجاتی ہی اور اُنکی وہان کی زندگی دنیا کی سی زندگی شہدا کی زندگی سے کامل تر ہی کیونکہ یہ
معنوی ہوتی ہی اور شریعت منسوخ ہونے سے نبوت منسوخ نہین ہوجاتی اور یہ اعتقاد رکھے

کہ ہمارے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب انبیا علیہم السلام سے افضل ہین اور انکی نبوت بہت معجزات باہرہ اور متواترہ سے ثابت ہوئی ہے اور انکے تمام معجزات برحق ہین اور سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جو کہ کلام الٰہی قدیم ہے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلقت کی طرف مبعوث ہین کیا جن اور کیا انسان اور کیا تمام موجودات کے اقسام چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یٰاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا الخ یعنی تو کہدے اے لوگو مین اللہ تعالیٰ کا رسول ہون تمہارے سب کی طرف آخر تک اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابراہیم علیہ السلام کو فضیلت ہے اور انکے بعد موسیٰ علیہ السلام کو انکے بعد عیسیٰ علیہ السلام کو انکے بعد نوح علیہ السلام کو یہ پانچون نبی اولو العزم اور سب رسولون سے برتر ہین اور یہ اعتقاد کرے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج جاگتے ہین ہوئی جسم سمیت آسمان تک اور وہان سے جہان تک خداے تعالیٰ کو منظور تھا برحق ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو تحقیقاً انھین آنکھون سے دیکھا واللہ اعلم اور یہ اعتقاد کرے کہ امتون مین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت سب سے بہتر ہے اور انکی شریعت سب شریعتون سے کامل ہے اور انکا دین سب دینون کا ناسخ ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یار سب امت سے بہتر ہین اور بہتر اور چارون خلیفہ باقی اصحاب سے بہتر ہین اور ان چارون مین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل ہین انکے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے بعد عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکے بعد علی کرم اللہ وجہہ ہین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور یہان افضلیت سے مراد خداے تعالیٰ کے نزدیک ثواب کی کثرت ہے اور وجوہات سے افضلیت مراد نہین ہے جیسے علم کی زیادت یا نسب و شجاعت اور شہامت کی شرافت اور اسباب کثرت ثواب کے جیسے ایمان کی سبقت اور دین کی نصرت اور اسلام کی تقویت اور مسلمانون کی امداد اور خیرات کی زیادتی اور صلوات مبرات اور لوگون کی ہدایت اور انکے مانند جو ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات مین زیادہ ترتھی اور نسب کی شرافت اور جوہر شجاعت اور اور اسکے مانند علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مین تھین انکو ان صفات مذکورہ سے کچھ منافات نہین ہے

اور افضلیت کی ترتیب مین بھی خلاف ہی اکثر محققین ظنی کہتے ہین اور بعضے یقینی بتاتے ہین
جیسے خلافت کی ترتیب بالاتفاق یقینی ہی اور شیخ نے تکمیل الایمان مین بیان کیا ہی امام
علم الدین عراقی شیخ جلال الدین سیوطی سے یہ نقل کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالے
عنہا اور ابراہیم انکا بھائی بالاتفاق چارون خلفا سے افضل ہین اور پھر یہ کہا ہی کہ یہ بھی مقصود کے
برخلاف نہین ہی کیونکہ یہ فضیلت ایک خاص وجہ سے ہی یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جزئیت کی شرافت ہے
اور سمجھ لو کہ صحابی اُسے کہتے ہین کہ جسنے ایمان کی حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
دیکھا ہی اور دنیا سے باایمان اُٹھا ہی اگرچہ ایک ہی دفعہ دیکھا ہو اور بعضون نے صحبت دراز
شرط کی ہی اُسکا ادنے درجہ چھ مہینے ہین لیکن جمہور نے اول ہی تعریف اختیار کی ہی اور یاد رکھو کہ
ان چارون یار باصفا کی خلافت تیس برس تک رہی ہی اُسمین سے ابوبکر رضی اللہ تعالی
عنہ کی خلافت صحابہ کے اتفاق اور اُنکی مرضی سے بطوع و رغبت اور افضل کو غیر افضل پر مقدم سمجھکر
ہوئی ہی نہ کسی کے جبر اور زبردستی سے منعقد ہوئی دو برس چھ مہینے رہی اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالے عنہ کی خلافت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے خلیفہ کرنے سے ہوئی دس برس کئی
مہینے رہی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت بارہ برس رہی اور حضرت علی رضی اللہ
تعالے عنہ کی خلافت چھ برس رہی اور حق یون ہی کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے بعد
خلافت کی مدت کے چھ مہینے باقی تھے سو اُسکی تمامی حضرت حسن رضی اللہ تعالے عنہ کی
خلافت پر ہوئی جب وہ مدت پوری ہوگئی تو حضرت حسن رضی اللہ تعالے عنہ آپ سے
چھوڑ کر بیٹھ رہے پھر جو کچھ ہوا ہی سو بادشاہ اور امیری ہی اور شیخ عبد الحق نے حضرت
علی رضے اللہ تعالے عنہ کی خلافت چار برس اور نو مہینے لکھی ہی لکھا ہی کہ تحقیق اور مختار
یہی ہی جو جمہور کا مذہب ہی یعنی صحابی غیر صحابی سے افضل ہی اور یہ سمجھنا چاہیے کہ چارون
خلفا کے بعد باقی کے عشرہ مبشرہ اور صحابہ سے افضل ہین یعنے طلحہ اور زبیر اور عبد الرحمن بن
عوف اور سعد بن ابی وقاص اور سعید ابن زید اور ابو عبیدہ بن الجراح کہ ان چھون کو

چار یار کے ساتھ ملا کر عشرہ مبشرہ کہتے ہین اور فاطمہ اور حسنین اور خدیجہ اور عائشہ اور
حمزہ اور عباس اور سلمان اور صہیب اور عمار بن یاسر اور بعضے اور صحابہ کو بھی جنت کی بشارت ملی ہی اس بشارت
کا حصر انہی دس پر حصر کر لینا غلط ہی پر اہتمام اور تذکرہ اور شہرت ان دس شخصون کی کجروون کے
رد کرنے کے واسطے ہی اور انکی علوشان کا اظہار ہی چنانچہ شیخ اپنے تکملہ وغیرہ کتب مین
کہتے ہین اور عشرہ مبشرہ کے بعد اہل بدر کہ تین سو تیرہ ہین باقی صحابہ سے افضل ہین
انکے بعد احد والے باقی صحابہ سے افضل ہین اور انکے بعد بیعت رضوان والے باقی صحابہ سے
افضل ہین انکے بعد فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا بہشت کی عورتون مین سردار اور
حسنین جوانان بہشت کے سردار ہین اور فاطمہ کی فضیلت مین عائشہ پر بعد خدیجہ کے
اختلاف ہی اصح یون ہی کہ فاطمہ افضل ہی اور بعضے برابر قرار دیتے ہین اور بعضے توقف
کرتے ہین اور سمجھنا چاہیے کہ اہل سنت کا یہ مذہب ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تمام صحابہ کو سواے بھلائی کے یاد نکرے اور لعنت اور برا بھلا کہنے سے اور اونپر اعتراض
کرنے سے بچتا رہے اور انکی اصلا بے ادبی نہ کرے اسکا پاس ضرور ہی کہ انکو رسول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی صحبت یقینا حاصل ہوئی ہی اور انکے عموما فضائل اور مناقب آیات اور
احادیث مین وارد ہوے ہین اور انکے آپس کی جو کچھ لڑائی جھگڑے اور حقوق اہلبیت کی
عدم رعایت وغیرہ نقل کرتے ہین اگر صحیح ہو تو بھی ظنی ہی اور ظن کا یقین سے کیا مقابلہ ظن
سے یقین رد نہین ہوتا سواد لے اور احتیاط اسمین ہی کہ انکے تمام حالات کو بھلائی سے بیان
کرے اور انکا آپس کا معاملہ خداے تعالے پر حوالہ کرکے چپ ہو رہے اور اللہ خبر
دیتا ہی وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ یعنے اور ہمنے نکال لیا جو انکے
دل مین رنج تھا قیامت کے دن ان سب کو آپسمین راضی کر دیگا یا اللہ تعالے لے جو
چاہیگا سو کریگا پر ہماری سلامتی چپ رہنے مین ہی کیونکہ انکا سب اور طعن اگر نص قطعی کے
مخالف ہوا تو کفر ہی جیسے عائشہ کی تہمت زنا سے نعوذ باللہ منہ اور نہین تو بدعت اور

فسق مین کیا شبہہ ہی اور یہ اعتقاد کرے کہ مجتہد خطا بھی کرتا ہی اور وہ اُسمین معذور ہی بلکہ ماجور ہی اور بعضے کہتے ہین کہ ہر مجتہد ہمیشہ مصیب ہوتا ہی اسلیے کہ انجام اُسکے اجتہاد کا اگرچہ حقیقت مین خطا پر ہو اُسکے حق مین صواب ہی اسلیے کہ بعد اُسکی صرف کوشش کے جتنی اُسکے اختیار مین تھی پیدا ہوا ہی اور سمجھنا چاہیے کہ جو شخص ہمارے طریق پر قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہی اُسکو کافر کہنا نہ چاہیے اگرچہ اُسکے بعضے کلمات سے کفر لازم آتا ہو جب تک وہ آپ اپنے اوپر لازم نہ کرلے اور جان لے رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہین اور رسل ملائکہ عامہ بشر سے افضل ہین اور عامہ بشر عامہ ملائکہ سے افضل ہین لیکن خواص ملائکہ عوام بشر سے افضل ہین بالاجماع اور بعض محققین کے نزدیک عامہ ملائک عوام بشر سے افضل ہین اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام ملائکہ اور تمام مخلوقات سے افضل ہین واللہ تعالے اعلم اور بعضے علما بشر کی تفضیلت مین فرشتون پر اور اُسکے عکس یعنی فرشتون کی فضیلت مین بشر پر توقف کرتے ہین اور یہ اعتقاد کرے کہ اولیا اللہ کی کرامتین برحق ہین اور ولی اُسکو کہتے ہین کہ کمال معرفت اور دوامی طاعات سے موصوف ہو اور معاصی سے اجتناب کرے اور مباح لذات اور شہوات مین نہ کھپے اور کرامت کا پیدا ہونا ولایت کی شرط نہین ہی ولایت اصل مین دین کی استقامت ہی پھر اگر اوس سے کوئی خارق عادت بھی ہوجاوے تو جائز ہی اُسکو کرامت کہتے ہین اور حقیقت مین یہ نبی کا معجزہ ہی کیونکہ نبی متبوع کی صداقت پر دلیل ہی اور معجزہ بھی یہی خرق عادت ہی جو نبوت کے مدعی کے ہاتھہ پر ظاہر ہوتا ہی اور اگر یہی خرق عادت صالح کے ہاتھہ سے ہوجاوے تو اُسکو معونت کہتے ہین اور کافر کے ہاتھہ سے ہو تو استدراج کہلاتا ہی اور جادو کے شعبدے اور طلسمات اور اُسکے مانند خوارق نہین ہوتے کیونکہ اُسکے پیدا ہونے مین عمل اور اسباب کو دخل ہوتا ہی اور سمجھنا چاہیے کہ کوئی ساولی کسی نبی کے مرتبہ کو نہین پہونچتا کیونکہ انبیا علیہم السلام معاصی سے معصوم اور معزول ہونے سے اور خاتمہ کے خوف سے محفوظ اور وحی سے مشرف اور واسطے تبلیغ احکام کے مامور ہوتے ہین بعد اُسکے اولیا کے

تمام کمالات سے موصوف ہو چکتے ہین چنانچہ کہتے ہین کہ ولایت کا انتہا اور نبوت کا ابتدا ہے مراد
یہ ہے کہ تمام کمالات باطنی اولیا کے جسکو ولایت کہتے ہین حاصل کرکے خلق کی دعوت اور
نبوت کے احکام پر مامور ہوتے ہین اور اولیا کا کامل درجہ اتنا ہی ہے نبوت مین سے
کچھ نصیب نہین ہوتا اب جو کوئی ولی کو نبی سے افضل جانے وہ کافر ہے اور یہ بھی سمجھنا چاہیے
کہ کوئی آدمی جب تک ہوش و حواس مین ہے اس رتبہ کو نہین پہونچتا کہ اسپر سے احکام
شرعی موقوف ہو جاوین جو کوئی ایسا اعتقاد رکھتا ہو وہ ملحد ہے اور سراسر کفر اور گمراہی ہے
اور آیات اور احادیث کے ظاہری معنی لینے چاہیین اور بدون ضرورت کے
تاویل کرنی نہین چاہیے ظاہر معنون کو چھوڑ کر اور معنی لینے جو ملحد اور باطنیہ فرقہ
دعوی کرتے ہین الحاد اور کفر ہے کیونکہ اگر ظاہر معنی مراد نہ لین اور فقط رمز اور اشارہ
باطنی لین جیسا کہ وہ ملعون کہتے ہین تو نماز روزہ بلکہ تمام شریعت اور دین برباد ہوتا ہے
نعوذ باللہ منہ ہان اگر ظاہر معنی مسلم رکھکر رموزات اور اشارات اُس سے
بڑ معنی نکالین جیسے ارباب تحقیق صوفی وغیرہ کہتے ہین تو احسن اور اولی ہے اسمین
علم اور معرفت بڑھتی ہے مثلاً حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کے قصہ مین حضرت
موسی اور فرعون کے وجود اور اُنکی منازعت کو مان کر جسطور قران اور حدیث
مین آیا ہے اگر اشارہ روح اور نفس کی خصومت کی طرف بھی سمجھین تو یہ مسلم ہے اور یہ
اعتقاد کرے کہ زندہ کی دعا مردے کے لیے اور صدقہ خیرات دینا اُسکی نیت سے
مردہ کو بڑا فائدہ دیتا ہے اور مردہ کو ثواب ملتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ عالم اور
متعلم جب کسی گانون مین جاتے ہین تو چالیس دن تک وہان کے گورستان سے عذاب
موقوف کر دیتے ہین اس حدیث سے علم اور تعلیم اور تعلم کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے
اور یہ جانے کہ خدا تعالے دعا ئین قبول اور حاجت روا کرتا ہے مومن کی دعا اگر
صدق توجہ اور تضرع سے ہو وے اور رکھانا اسکا حلال وجہ کا ہو تو بیشک دنیا مین یا

آخرت مین مقبول ہوتی ہی اور دعا عبادت کا مغز یعنی عمدہ ہوتی ہی پس عبادت کی طرح
دعا بھی عمل مین لانی چاہیے اور کافر کی دعا مقبول نہین ہوتی ہان جب وہ مظلوم ہو تو
مقبول ہوتی ہی اور یہ اعتقاد کرے کہ نماز صالح اور فاسق کے پیچھے جماعت سے ادا کرنی
جائز ہی بہر حال جماعت کو اس حیلہ سے ترک نہ کرے ہان یہ ہی کہ امام صالح اور پرہیزگار
بہتر ہی اور اعتقاد مسح موزہ کے جواز کا بھی نشانی اہل سنت اور جماعت کی ہی اگرچہ
عزیمت پانون کے دھونے مین ہی اور موزہ کا مسح رخصت ہی اور تہمت کی جگہ رخصت
پر عمل کرنا بھی اولی ہوتا ہی اور کہتے ہین کہ عادات اور نشانیان اہل سنت اور جماعت
کی دس ہین اول جماعت کی نماز دوسرے تمام صحاب کی تعظیم مع تفضیل شیخین اور
محبت دونون دامادون کی تیسرے موزہ پر مسح چوتھے بادشاہ کی فرمان برداری
عادل ہو یا ظالم ہو پانچوین غلہ کی گرانی اور ارزانی خدائے تعالے کی طرف سے
سمجھنی چھٹے اہل قبلہ مین سے کسی گنہگار کو کافر نہ کہنا آٹھوین عشرہ مبشرہ کے حق مین
بہشت کی گواہی دینی اور باقی کے حال مین یون کہے مومن بہشتی ہین اور کافر دوزخی
نوین مطیع اور عاصی کی نماز جنازہ ادا کرنی دسوین نماز مین پیچھے بر اور فاجر کی اقتدا جائز
جاننا یہ سب شرح عقائد وغیرہ مین ہی اور ایمان کے واجب ہونے کی شرط عقل اور
بلوغ کو کہتے ہین اور طاعات کی شرط ایمان ہی اور ایمان کے رکن دو ہین زبان سے
اقرار کرنا اور دل سے تصدیق کرنا اور تفصیلی ایمان یہ ہی کہ یون کہے مین ایمان لایا اللہ پر
اور اسکے فرشتون پر اور اسکی کتابون پر اور اسکے رسولون پر اور قیامت کے دن پر اور
خیر اور شر کی تقدیر پر اللہ تعالے کی طرف سے اور زندگی پر بعد موت کے اور مجمل ایمان یہ
ہی کہ یون کہے مین ایمان لایا اللہ تعالے پر جیسا وہ اپنے اسما اور صفات مین ہی اور
مین نے اسکے تمام احکام قبول کیے اور ایمان کی سات شرطین ہین اول ایمان اپنے
اختیار سے لانا دوسرے ایمان غیب پر لانا تیسرے علم غیب کو صرف خاصہ خدائے تعالی کا جاننا چوتھے خدائے تعالے

کی حلال کی ہوئی چیزون کو حلال سمجھنا پانچوین خدا کی حرام کی ہوئی چیزون کو حرام سمجھنا چھٹے
خداے تعالی کے عذاب سے ڈرتے رہنا ساتوین اُسکی رحمت کا امیدوار رہنا اور احکام
ایمان کے فائدے بھی سات مین اول ایماندار کو بدون شرعی وجہ کے قتل نہ کرنا چاہیے
دوسرے اُسکی اولاد کو قیدی اور غلام نہ کرنا چاہیے تیسرے اُسکا مال ناحق نہ لینا چاہیے
چوتھے بدون شرعی وجہ کے اُسکو ایذا نہ دے پانچوین اُسپر بدگمانی نہ چاہیے یہ پانچون
حکم تو دنیا مین متعلق ہین چھٹے آخرت مین اُسکی جگہہ بہشت ہی ساتوین دوزخ کے ابدی
عذاب سے خلاص ہوا اور مسلمانی کی بنیاد پانچ چیزین ہین اول نماز دوسرے روزہ
تیسرے زکوۃ چوتھے حج پانچوین کلمہ طیب اور شہادت کہنی اور یہ پانچوین بنیاد عمل مین سب سے
مقدم ہی اُسکے بعد نماز ہی پھر روزہ پھر زکوۃ ہی پھر حج ہی اور اُنکی افضلیت اسی ترتیب پر
ترغیب الصلوۃ اور جامع الرموز مین یہی مذکور ہی اور یہ اعتقاد کرے کہ گناہ کو صغیرہ ہو یا کبیرہ
حلال سمجھنا اور ہلکا جاننا اور شریعت پر ہزل اور اہانت کرنی اور کلمہ کفر پر ہزل کرنا سب
کفر ہی اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ یہ کفر کا کلمہ ہی اور بعضے علما کے نزدیک اگر نہ جانتا ہو تو معذور
ہی ہان اگر کفر کا کلمہ بھول کر یا چوک کر یا سبقت لسانی سے زبان سے نکلجاوے تو بالاجماع
کفر نہین ہوتا اور ایسے ہی جو شخص مست بیہوش اور بیہودہ بکتا ہو اگر کلمہ کفر کا کہہ بیٹھے تو کافر
نہین ہوجاتا اگرچہ اُسکے اور تصرفات جیسے اسلام اور طلاق اور عتاق اور خرید فروخت اور
اقرار جائز ہی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ کفر نشہ باز کا بھی کفر ہوتا ہی اور
کاہن کو جو مدعی علم غیب کا ہو سچا سمجھنا کفر ہی اور منجم بھی اس بات مین کاہن کے مثال ہی
اور خداے تعالے کی رحمت سے ناامید ہونا اور اُسکے عذاب سے نڈر ہونا کفر ہی پھر تو یون
چاہیے کہ ایمان خوف اور رجا کے بیچ مین ہو یعنی مومن کو خوف اور رجا برابر ہو مسئلہ
اگر کوئی یون کہے کہ خداے تعالی جانتا ہی کہ مین نے فلانا کام نہین کیا اور وہ جانتا ہی کہ
مین کرچکا ہون یا یون کہے کہ خداے تعالی جانتا ہی کہ مین نے فلانی چیز دس درم کو مول لی ہی

اور وہ جانتا ہی کہ دس درم سے کم کو حلال لی ہو کافر ہو جاتا ہی اور جورو نکاح سے باہر ہو جاتی ہی
یہ نصاب مین مذکور ہی اور حلوائی کے قول کے موافق کافر نہین ہوتا اور اصح قول مین اور سرخسی
کے قول کے موافق اگر وہ جانتا ہی کہ ایسی بات مین کافر ہو جاتا ہی تو کافر ہو جاتا ہی اور اگر نہین جانتا
تو کافر نہین ہوتا اور اسی پر فتوی ہی سراجیہ مین مذکور ہی اور جو کوئی حرام کھانے کو بسم اللہ پڑھ کر
کھاوے ایک روایت کے موافق کافر ہو جاتا ہی اور جو کوئی فقیر کو حرام مال مین سے کچھ دیکر
ثواب کا امیدوار ہووے کافر ہو جاتا ہی اور اگر فقیر اُسکو حرام مال جان بوجھ کر دینے والے کو
دعا دیوے کافر ہو جاتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور نوروز کی تعظیم کرنے سے کافر ہو جاتا ہی ظہیریہ
مین ہی اور جو کوئی روانگی کے ارادہ شہر سے باہر نکلے اور عقعق وغیرہ کی آواز سے بدشگنی لیکر
ہٹ جاوے مرتد کافر ہو جاتا ہی اور جورو نکاح سے الگ ہو جاتی ہی پھر وہ اگر اسلام پیش کرنے
سے مسلمان ہو جاوے تو بہتر نہین تو اُسکو قتل کرین یہ ذخیرہ مین ہی **باب اسلام کی**
آداب اور مستحبات کا سر پر اگر بال ہون تو کبھی کبھی تیل ملنا مستحب ہی خصوصاً
دن جمعہ کے اور سب سے اچھا بنفشہ کا تیل ہی اور یہان روغن خوشبو مشہور ہی اور سرمہ لگانا
بھی مستحب ہی اور مناسب یہ ہی کہ سرمہ لگانے کے وقت طاق گنتی کا لحاظ رکھے چنانچہ داہنی
آنکھ مین تین سلائیان اور بائین مین دو یا دونون آنکھوں مین تین تین سلائیان لگاوے
اور شروع داہنی آنکھ سے کرے اور آئینہ دیکھنا اور سر اور داڑھی مین کنگھی کرنی بھی مستحب ہی
کہ ایکدن بیچ کیا کرے اور مستحب ہی کہ ہر کار نیک اور مستحسن کو داہنے ہاتھ سے کیا کرے یا
داہنے ہاتھ اور پاؤن سے شروع کرے جیسے کھانے اور پینے کی چیزون کا لینا دینا اور
مصافحہ اور جوتی پہننی اور کپڑا پہننا اور مواضع متبرکہ مین جانا جیسے مسجد اور مقابر اور گھرون اور
اُسکے مانند داہنے ہاتھ اور پاؤن سے شروع کرے اور میل کچیل دور کرنا اور استنجا اور
سنکنا اور ناک صاف کرنا اور پلیدی کا دھونا اور کپڑے جوتے اتارنے اور متبرک مکان سے
باہر نکلنا اور اُسکے مانند بائین ہاتھ اور پاؤن سے کرے اگر معذور ہو تو ناچاری ہی

مسئلہ اگر کسی کے گھر جاوے تو پہلے اجازت طلب کرلے تو یون کہے السلام علیکم مین اندر
آؤن پھر جب صاحب مکان اجازت دیوے تو اندر جاوے اور جہان بٹھاوے وہان بیٹھ
جاوے اور اگر اجازت نہ دیوے تو پھر جاوے اور اجازت کی طلب تین دفعہ تک مسنون ہے
ہان اگر احتمال ہو کہ سنا نہین ہے تو زیادہ بھی جائز ہے اور اس حکم مین یعنی طلب اجازت مین
بیگانہ اور ناتہ دار اور محرم سوائے اپنی بی بی اور لونڈی کے سب برابر ہین اور اپنی بی بی
اور لونڈی کے پاس جاتے ہوے یہ اولی ہے کہ آواز دے یا کھانس کر جاوے تاکہ انکو
اسکا آنا معلوم ہو جاوے اور رات کے وقت اپنے گھر مین اچانک نہ گھس جاوے یعنی
سفر سے پھر کر اور جب اپنے گھر مین جاوے تو پہلے گھر والون سے سلام علیکم کر کر بات
چیت مین مشغول ہو اور اگر وہان کوئی نہو تو السلام علینا من ربنا کہے اور جب دروازہ
کھولے تو بسم اللہ پڑھے تاکہ شیاطین دفع ہون اور دونون فرشتے جو خدا تعالی
کی طرف سے اسکی غیبت مین اسکے مال اور اہل پر تعینات رہتے ہین اسکے ساتھ گھر مین
جاوین اور اسکے گھر کی چیز بست اچھی طرح دکھاوین اسکا عیش پسندیدہ کر دیتے ہین اور وہ
خوشدل رہتا ہے اور اگر بدون بسم اللہ کہے پڑھے اور بے سلام کیے گھر مین جاتا ہے تو فرشتون
کی جگہ شیاطین اسکے ساتھ چلے جاتے ہین اور سب چیز بست اور کاروبار مین خلل انداز ہو جاتے
ہین اور اسمین اسکے اہل مین لڑائی جھگڑا ڈالتے ہین اور اسکا عیش تلخ کر دیتے ہین اور ناخوش
اور اداس رہتا ہے مسئلہ سانپ اور بچھو اور کالے کٹکھنے کتے اور جون اور کھٹمل اور پسو
اور چوہے اور چھپکلی اور شیر وغیرہ درندے کا جو ایذا رسان جانور ہین ایذا دینے سے پہلے
مار ڈالنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ گھر مین رہنے والے سانپ کو تین دفعہ یہ کہہ دے
کہ جان لیکر چلا جا اور ایذا مت دے پھر اگر غائب نہووے تو مار ڈالے اور گرگٹ کا مار ڈالنا
بھی ثواب ہے اور تمام جانورون غیر موذی کو پانی پلانا بڑا ثواب ہے اور کتا پالنا اور گھر مین رکھنا
سوائے شکاری کتے یا محافظت کھیتی اور مویشی کے اور بہائم کو تکلیف دینی اسکی طاقت سے

زیادہ یعنی بوجہ لادنا اور سفر کرنا یا گھاس پانی نہ دینا ایسین روا نہین بڑا گناہ ہی مسئلہ
بیماریون کا علاج کرنا بدن کی صحت کے واسطے پچھنے لگوا کر یا فصد کھلوا کر یا داغ دیکر اور
اودویات کا پینا اور بواسیر کی رگین کٹوانی اور اور اسکے مانند جائز ہی ہان حرام چیزون سے
علاج کرنا جیسے شراب یا زہر کے اقسام اور گندی چیزین اوسے مردار او رگدہی کا دودہ جائز نہین ہی
اور بعضے علما نے اسے بھی کسی کسی سے جائز کیا ہی مسئلہ صلی اللہ علی فلان اور رضی اللہ عنہ اور
مانند اسکے ہر مسلمان کے واسطے کہنا حدیث شریف مین آیا ہی لیکن علما نے یون مقرر کر رکھا ہی
کہ صلی اللہ صرف انبیا پر اور رضی اللہ عنہ صرف صحابی کے نام پر کہے اور اوریا اولیا اور علما کے
نام پر رحمۃ اللہ علیہ اور قدس سرہ اور اسکے مانند کہے مسئلہ موت کی آرزو کرنی منع ہی
اسواسطے کہ مرد صالح کو صلاح اور عمل مین ترقی ہوتی ہی اور بد سے توبہ اور تدارک کی توقع
زندگی مین ہو سکتی ہی اور موت کے بعد کچھ توقع نہین ہی ہان اگر دین کے بگڑنے یا فتنہ اور
فساد دینی کا خوف ہو یا شوق اللہ تعالی کے دیدار کا غالب ہو جاوے یا کوئی اور شرعی
عذر موت کی آرزو پر لاوے تو مضایقہ نہین ہی اور یہ صورت جو اکثر عوام کچھ مصیبت پیش آنے
سے یا رنج یا فقر سے بعضی باتین کہتے ہین اور موت مانگتے ہین بڑا ہی گناہ ہی بلکہ قریب کفر
ہی مسئلہ تمام دن اور تاریخین منحوس یا متبرک خدای تعالے کی طرف سے سمجھنا چاہیے اور
عوام مین جو باتین مشہور ہین اسکا مقید نہ ہونا چاہیے اور دنون اور تاریخون کی سعادت اور نحوست
جتنی مشہور ہی حدیث اور آثار سے کچھ ثابت نہین ہی ہان اتنا ہی کہ بعضی روایتون مین آیا ہی
کہ پچھنون کے واسطے چہینے کی سترھوین اور انیسوین اور اکیسوین تاریخ بہتر ہی اور دنون مین سے
پیر کا دن اور جمعرات کا دن بہتر ہی اور سفر اور تجارت وغیرہ کے واسطے جمعرات اور ہفتہ کا
دن بہتر ہی اور جمعہ کا دن خطبہ و نکاح کے واسطے ہی اور جمعہ کی مطلق فضیلت اور خوبی بہت
حدیثون مین آئی ہی مسئلہ پگڑی سات گز کی مستحب ہی اور جمعہ اور عید کے دن بارہ گز کی
اور شملہ لٹکانا بھی مستحب ہی آدھی پشت تک دراز دونون مونڈھون کے بیچ مین چھوڑے

اور پگڑی بیٹھکر نہ باندھے اور پاجامہ کھڑا ہوکر نہ پہنے اور صحیح روایت مین آیا ہی کہ پگڑی کا کنارہ زری کا یا ریشمی بقدر چار انگل کے حرام نہین ہی اور ذخیرۃ الفقہ مین آیا ہی کہ جب پگڑی کھلجاوے تو پیچ پیچ کھولے ترغیب مین یہ مذکور ہی اور صوف اور پشمینہ پہننا مسنون ہی اگر دکھلاوے کے واسطے نہو اور پیوند دار لباس موٹا جھوٹا بھی مسنون ہی اور عورت ایسا باریک کپڑا نہ پہنے کہ جسمین بدن جھلکے اسپر لعنت آئی ہی یہ کتاب شرعۃ الاسلام مین ہی اور بہتر یہ ہی کہ تمام پوشاک موافق اپنے ہمجنس اور ہم مکان کے آدمیون کے پہنا کرے تاکہ انگشت نما ہو جاوے پہ اس صورت مین کہ نیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصلحا کے اتباع کی غالب ہو جاوے اور انکا سا لباس پہننے لگے تو بہتر ہی لیکن اسراف اور بدلوگون کی عادات سے بچے مسئلہ داڑھی منڈوانی حرام ہی اور ایک مشت کے برابر بڑھانی واجب ہی اور اسکو سنت جو کہتے ہین تو اسلیے کہ اسکا ثبوت سنت سے ہوا ہی جیسے عید کی نماز اور پانچون نمازون مین جماعت اور ایک مشت سے زیادہ بڑھانی بھی جائز ہی باین شرط کہ اعتدال سے نہ بڑھ جاوے اور اعتدال سے بڑھنے کے بعد کترنا مستحسن ہی اور کوئی کہتا ہی مکروہ ہی اور سفید بال اکھاڑ ڈالنے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہی اگر زینت کے واسطے ہو یہ مطالب المؤمنین مین ہی اور مونچھین جڑ سے دور کرنی نہ چاہیے اور حنفیہ کی کتب سے یون معلوم ہوتا ہی کہ مونچھون کا کتروانا اور بھوون کے برابر کر دینا مسنون ہی چنانچہ اسی پر علما کا اسی پر فتوی ہی اور سراجیہ مین لکھا ہی کہ مونچھون کا کترنا مسنون ہی اور منڈانا بدعت ہی اور غازی کو مونچھون کا بڑھانا مستحب ہی چنانچہ ذخیرہ مین ہی اور لب کے تلے کے بال منڈانے مین جسکو بچہ ریش کہتے ہین اختلاف ہی انکا رکھنا بہتر ہی اور اسکے آس پاس کے بال منڈانے بھی اولی نہین اور سارا سر منڈانا جائز ہی اور سارے سر پر بال رکھنے مستحب ہین پر اگر رکھے تو اچھی طرح اور پاکیزہ رکھے اور کبھی کبھی دھو کر تیل ڈالتا رہے اور بالون مین مانگ نکالنی بھی سنت ہی اور زلفین گوندھ کر کانون پر لٹکانی مردون کو مکروہ ہی اور عورتون کو جائز ہی اور بال مونچھ کے اکھاڑنا مکروہ ہی اور ایک قول کے موافق عورتون کو خاوندون کی خاطر جائز ہی چنانچہ

یہ غنیۃ الطالبین مین ہے اور چوٹی اور پٹہ گرد اسر پہ رکھنا منع ہے اور مشائخ کے اتفاق سے
مہندی سے بالون کا رنگنا مردون کو سنت ہے اور سیاہی مین رنگنا غازیون کو دشمن کی ہیبت
کے واسطے جائز ہے اور عورتون کے دکھانے کو اور زینت کے واسطے ہمارے اکثر علما کے
نزدیک مکروہ ہے اور عورت کو واسطے زینت اور خاوند کے دل لبھانے کے واسطے ہاتھ پانون کو
مہندی لگانی روا ہے بلکہ مستحب ہے بایں شرط کہ تصویرین نہ بناوین اور لڑکے کے مہندی لگانی مکروہ
ہے کچھ عذر ہو تو جائز ہے یہ سفر السعادت کی شرح مین ہے اور مردون کو ہاتھ پانون پر مہندی
لگانی حرام ہے اور ایسی ہی مشتی ملنی حرام ہے یہ متفق مین ہے اور مناسب ہے کہ حجامت بنواتے
ہوے رو بقبلہ بیٹھے اور داہنی طرف سے شروع کرے اور بالون کو دفن کردے زمین
مین یہ نوادر الفتاوے مین ہے اور حجامت بنوانے کے واسطے جمعہ کا دن بہتر ہے اور جنابت
کے حال مین بال منڈانے اور ناخن ترشوانے نہین چاہیے اور چھاتی اور کمر کے بال
منڈانے ترک ادب ہے چنانچہ یہ مغرب مین ہے اور حلقوم پر کے بال مقراض سے کتروانے
چنانچہ احیا مین ہے اور بغل کے بال اکھاڑ ڈالنے بہتر ہین اگرچہ مونڈنے بھی جائز ہین
اور موے زیر ناف چالیس دن سے زیادہ باقی رکھنے مکروہ ہے اور انکا مونڈنا ناف کے
تلے سے چاہیے چنانچہ تجنیس مین ہے اور نورے سے اڑا دینے بھی جائز ہین چنانچہ
تہذیب مین ہے اور ناخن ترشوانے مسنون ہے اور جمعہ کے دن مستحب ہے داہنے ہاتھ کی
انگشت شہادت سے کترنا شروع کرے چھنگلی تک پہونچے پھر اسکے بعد بائین ہاتھ کی چھنگلی
شروع کر کر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے چنانچہ صلوۃ مسعودی مین ہے اور سب ناخن دبا
دے اور اگر پھینک دیوے تو بھی کچھ ڈر نہین لیکن پاخانہ یا غسل خانہ مین ڈالدینے مکروہ
ہے چنانچہ یہ کبیری مین ہے اور ناخن دانتون سے کترنے اور جنابت کی حالت مین ناخن
ترشوانے اور سر منڈانا مکروہ ہے چنانچہ یہ کفایۃ الشعبی مین ہے اور سر منڈانا مسنون ہے
اور بہت امراض کو دفع کرتا ہے اور حجامت کے بعد نہانا مستحب ہے چنانچہ یہ شرعۃ الاسلام

مین ہی اور ہاتھ اور پائون اور سینہ کے بال منڈانے مین اختلاف ہی بہتر ہو توقف رکھنا ہی
اور بعض روایتون مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورہ استعمال کرتے تھے
چنانچہ سفر السعادت مین مذکور ہی مسئلہ سفر السعادت کی شرح اور مطالب المومنین وغیرہ مین ہی
مرد کو مرد سے مصافحہ مطلقاً مسنون ہی اور یہ جو عید یا جمعہ کی نماز کے بعد وقت کی تخصیص سے
کیا کرتے ہین بدعت ہی اور جوان عورت اور امرد خوبصورت سے مصافحہ حرام ہی اور بڑھیا عورت
سے کچھ ڈر نہین اور ذمی کے ساتھ مصافحہ مکروہ ہی چنانچہ یہ خانیہ مین ہی اور معانقہ بھی مشروع ہی جب
سفر سے آوے اور شیخ ابومنصور ماتریدی سے منقول ہی کہ جو معانقہ شہوت کی راہ سے ہو وہ
مکروہ ہی اور جو واسطے بر اور کرامت کے ہو وہ مشروع ہی اور بعضے کہتے ہین کہ یہ اختلاف
عریانی کی حالت مین ہی اور قمیص یا جبہ پہنے ہوسے ہو تو بالاجماع ڈر نہین ہی اور یہی صحیح ہی
چنانچہ کافی مین ہی اور عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چوم لینا جائز ہی اور بعضے مستحب کہتے ہین
اور یہ جو مصافحہ کے بعد اپنا ہاتھ چوستے ہین یہ کام جہال کا مکروہ ہی اور علما اور امرا کے
سامنے زمین چومنی حرام ہی چومنے والا اور جو اُس سے خوش ہو گنہگار ہوتے ہین یہ کافی
مین ہی اب اگر کوئی شخص عالم سے پابوسی کی خواہش کرے تو اجازت نہ دینی چاہیے اور
چومنے نہ دے اور اطفال کے منہ چومنے مین رخصت ہی اگرچہ اور کا بچہ ہو کیونکہ اطفال کا منہ چومنا
سنت ہی اور بعضون کے نزدیک واجب ہی اور نیا چاند دیکھکر مصافحہ کرنا اور مبارکی سلامتی
کچھ ثابت نہین ہی مگر ماہ رمضان اور عیدین مین تہنیت ماثور ہی اور ایسے ہی سواے
رمضان اور عید اور ذیحجہ کے چاند کا دیکھنا خواہ مخواہ لازم کر لینا مسنون نہین ہی مسئلہ
بادشاہ عادل اور والدین اور اہل دین اور پرہیزگار اور معزز آدمی کے لیے تعظیماً کھڑا
ہو جانا مستحب ہی پر فاسق اور فاجر کے واسطے مکروہ اور ممنوع ہی اور بعضون کے نزدیک
کسی کے واسطے کھڑا ہونا نہ چاہیے اور پہلے سلام کرنا مسنون ہی اور اُسکا جواب دینا فرض
کفایہ ہی اور سلام کے الفاظ مین اختیار ہی چاہے السلام علیکم کہے چاہے سلام علیکم کہے اور

ترجمہ مین لایا ہے کہ علیکم جمع کا لفظ ہے اسلیے کہ آدمی ملائکہ سے خالی نہین ہوتا اور مستحب ہے کہ
سلام کے جواب مین کچھ زیادہ کرے پس اگر پہلے سلام کرنے والا السلام علیکم کہے تو جواب دینے والا
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہے اور اگر سلام کرنے والے نے رحمۃ اللہ بھی کہا ہو تو جواب دینے والا
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے اور مسنون یہ ہے کہ بڑے درجے والا اپنے کمتر کو پہلے سلام کرے چنانچہ
سوار پیادہ اور بیٹھے ہوے کو اور چلتا ہوا بیٹھے کو اور استاد شاگرد کو اور آقا اپنے نوکر کو
پہلے سلام کرے اور جماعت مین سے ایک کا سلام کرنا اور ایک کا جواب دینا سب کی طرف سے
کافی ہے اور عورتین عورتون کو سلام کیا کرین لیکن مرد بیگانہ عورت کو اور اپنی ساس کو اپنی
بی بی کی پھوپھی اور خالہ اور بھتیجی اور بھانجی اور کافر عورت کو اور لونڈی کو کہ حرہ کے ہو
ہوے کرلی ہو اور امرد کو سلام نکرے اور اگر یہ اسامیان سلام کرین تو انکا جواب دینا مرد پر
لازم نہین ہوتا اور ایسے ہی سلام بادشاہ کو عدل کرنے کے وقت اور قاضی پر قضا کے وقت
اور مفتی پر فتوے لکھتے ہوے اور خطیب پر خطبہ پڑھتے ہوے اور عالم پر درس کے وقت
اور موذن پر اذان اور تکبیر کہتے ہوے سلام نکرنا چاہیے اور اگر کوئی سلام کرے تو انپر
جواب لازم نہین ہوتا اور قرآن مجید کے پڑھنے کے وقت کا بھی یہی حکم ہے اور گناہ کے
مبتلا پر سلام کرنا جائز نہین اور ذمیون پر بھی سلام نکرے اور اگر ذمی سلام کرین تو انکے
جواب مین وعلیک سے زیادہ نکہے اور امام ابو اللیث سے روایت ہے کہ مسجد مین آنیوالا
اگر وہان کوئی نہو تو السلام علینا من ربنا کہے اور اگر آدمی نماز مین ہون تو السلام علینا وعلی
عباد اللہ الصالحین کہے اور اگر نماز مین نہون تو السلام علیکم کہے اور جب گورستان مین
جاوے تو علیکم السلام یا اہل الاسلام انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا انشاء اللہ بکم لاحقون کہے
اور سلام اسلام کے حقوق مین سے ہے آشنائی اور جان پہچان پر موقوف نہین جب کوئی
مسلم کسی مسلم سے ملجاوے سلام کرے اگرچہ ملاقات دیوار یا درخت یا کسی اور چیز کے بیچ مین
آجانے کے بعد ہوئی ہو اور جو کوئی شخص خالی گھر مین جاوے تو یون کہے السلام علینا و

کتب عباد اللہ الصالحین یہ شرعۃ الاسلام مین ہی مسئلہ چھینکنے والے کو مستحب ہی کہ چھینک
کی آواز بلند نکرے اور چھینک کر الحمد للہ پکار کر کہے اور سننے والے کو لازم ہی کہ اسکے
جواب مین یرحمک اللہ کہے پھر چھینکنے والا جواب دینے والے کو کہے یہدیکم اللہ ویصلح
بالکم چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنا اور اسکا جواب تین دفعہ تک ہی اور پھر تین دفعہ کے بعد
چھینکنے والا ہر دفعہ الحمد للہ کہا کرے اور جواب دینے والا چاہے جواب دے یا ندے اور
یہ جواب بھی اُس جگہ ہی کہ چھینکنے والا الحمد للہ پکار کر کہے چنانچہ یہ خانیہ اور کبیری مین ہی
اور مرد کو عورت اجنبیہ کی چھینک کا جواب دینا جائز نہین ہی ہان اگر بڑھیا بے پردہ ہو
تو جائز ہی یہ ترغیب الصلوۃ مین ہی لیکن فتوے مجمع البحرین مین یہ بیان کیا ہی کہ جوان
عورت کی چھینک کا جواب غیر محرم مرد اپنے دل مین کہے اور اسی طرح اُسکے سلام کا جواب
اگر وہ عورت ابتدا کرے لیکن مرد کو چھینک کا جواب عورت محرم کو دینا روا ہی مسئلہ
جمہائی شیطان کی طرف سے ہی جب جمہائی آوے تو منھ پر ہاتھ رکھلے اور آواز بلند نہ کرے
بلکہ بقدور اپنے مطلق آواز نہ نکالے مسئلہ مرد کے حق مین ختنہ مسنون ہی اور عورت کے لیے
خفاض اولی ہی اور اُسکا مستحب وقت مذہب مختار پر سات برس کی عمر سے دس برس کی عمر
تک ہی اور بارہ برس تک بھی کہتے ہین اور جس لڑکے کا ختنہ ایسا ظاہر ہو کہ دیکھنے والا
اُسکو مختون خیال کرے اور تپسپر اُسکے سر ذکر کا چمڑا سختی بغیر نہ کٹے ایسے کا ختنہ موقوف کرنا اولے
ہی جیسے کوئی بڈھا مسلمان ہو جاوے اور سراجیہ مین بیان کیا ہی اگر کوئی شہر کا شہر ختنہ کرنا
موقوف کر دے تو امام کو اُنسے لڑنا روا ہی کیونکہ ختنہ سنت مؤکدہ اور شعار اسلام سے ہی انتہی
اور لڑکا جب بالغ ہو جاوے تو پھر ختنہ حرام ہی اسلیے کہ ستر عورت فرض ہو جاتا ہی مسئلہ
عقیقہ مسنون ہی اور کنز العباد وغیرہ مین بیان کیا ہی کہ عقیقہ بچے کی پیدایش سے ساتوین
دن کرے بیٹے کی طرف سے دو بکرے اور بیٹی کی طرف سے ایک بکری یا بکرا ذبح کرے اور
اگر پسر کی طرف سے ایک بکرا کرے تو بھی روا ہی اور ذبح کرتے ہوے یہ پڑھے اللھم ھذا

[illegible]

[illegible]

عقیقۃ ابنی فلان دمہا بدمہ ولحمہا بلحمہ وعظمہا بعظمہ وجلدہا بجلدہ و
شعرہا بشعرہ اللہم اجعلہا فداء لابنی من النار بسم اللہ اللہ اکبر ترجمہ الٰہی یہ عقیقہ میرے فلانے
بیٹے کا ہے اسکا خون اُسکے خون کے بدلے اور اسکا گوشت اُسکے گوشت کے بدلے اور اسکی ہڈیان
اُسکی ہڈیون کے بدلے اور اسکا چمڑا اُسکے چمڑے کے بدلے اور اسکے بال اُسکے بالون کے بدلے ہین
الٰہی اسکو میرے بیٹے کا فدیہ کردے آگ سے اور اُسکی ایک ران دائی کو دیدیوے اور اُسکی ہڈیان
نہ توڑے بلکہ بند بند الگ کر کے پکاوے پھر انپر سے گوشت اُتار کر ہڈیان صحیح سلامت داب دیوے
اور تمام وہ گوشت یا اُسکا کھانا پکاکر تصدق کرے اور اگر یہ عقیقہ ساتوین دن اتفاقاً نہو سکے تو چودھوین
دن یا اکیسوین دن ذبح کرے اور عقیقہ کے روز بچہ کا سر منڈوا کر بالون کے وزن کے برابر چاندی
خیرات کردے یہ شرعۃ الاسلام مین ہے اور عقیقہ کے بکرے کا حکم عمر مین اور عیوب سے سالم ہونے
مین قربانی کا سا حکم ہے اور بچہ کا نام ساتوین روز رکھے اور اچھا وہ نام ہے جسمین خداے تعالیٰ کا
نام یا اُسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام ہو جیسے عبد اللہ اور عبد الرحمن اور محمد اور احمد
اور بچہ کا نام محمد رکھنا جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور اُسکی کنیت ابو القاسم مقرر کرنی بھی روا ہے ہان محمد اور
ابو القاسم دونون ایک شخص پر جمع کرنے روا نہین چنانچہ محیط مین ہے اور جسدن بچہ پیدا ہو تو اُسکے
داہنے کان مین اذان اور بائین کان مین تکبیر کہنی بھی مستحب ہے اور جب بچہ کی زبان کھلے یعنی بولنا
سیکھے تو اُسکو پہلے کلمہ طیب اور بسم اللہ سکھانا چاہیے **باب صراط المستقیم** واضح ہو
کہ بندہ کو جب پہلے ہوشیار اور عبادت اور خیرات اور خدا پرستی پر متوجہ کرتا ہے وہ الہام اور
توفیق الٰہی ہے کہ بندہ کے دل مین پیدا ہوجاتی ہے اُسکے پیدا ہوتے ہی خداے تعالیٰ کے احسان کا
ملاحظہ کرکے مین سراپا اُسکی نعمتون مین غرق ہون اُسکے شکر اور عبادت مین مشغول ہوجاتا ہے
اور مخالفت سے باز رہتا ہے تاکہ نعمتین موقوف نہوجاوین اور آخرت مین نجات ہووے جب یہ
خطرہ اُسکے دل پر غالب آجاتا ہے اور ابھی یہ نہین جانتا کہ عبادت کا طریق اور اس راہ کا طے کرنا کیا ہے
اور کس طور چاہیے اور میرے ذمہ کیا کیا فرائض اور واجبات اور سنتن لازم ہین اور ممنوعات

اور منہیات کیا ہین نا پایا اس وحشت مین حیران ہو کر علم کی تحصیل مین کوشش کرنے لگتا ہی
اسلیے علم سے ہر مقصد حاصل ہوتا ہی اور دونون عالم کا مدار کار اسی پر ہی اور یہ ہر ہر وا اور ضرورت
پر فرض ہو گیا ہی اور علم اور فضیلت تعلیم کے واسطے بیشمار آیات اور احادیث وارد ہوئی ہین
اور بیان یہ ایک آیت لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ
شَيْءٍ عِلْمًا علم کا اظہار شرف کے واسطے کافی ہی اور ایسی ہی یہ حدیث کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر اتنی ہی جتنی میری فضیلت امت کے ادنی شخص پر اور یہ
بھی فرمایا عالم کو ایک نگاہ دیکھنا خدا تعالی کو زیادہ تر محبوب ہی برس بھر کی روزے اور
شب بیداری کی عبادت سے اور فرمایا بہشت مین بڑے درجے والے میری امت کے
علما ہونگے اسلیے علم کو عبادت اشرف کہتے ہین لیکن چونکہ علم عمل بدون کچھ کام نہین آتا اور
علم کا حاصل کرنا صرف عمل کے لیے ہی عبادت کیے بغیر کچھ چارہ اور نباہ نہین ہی گویا عبادت علم کا
خلاصہ اور حاصل ہی اور علم اسکی جڑ ہی یہ یاد رہے جس علم کا سیکھنا فرض اور لازم ہی وہ علم توحید
اور علم احکام شریعت کا اور علم عقائد کا ہی سو علم توحید اور عقائد کا بیان بقدر ضرورت بلکہ کچھ زیادہ
عقائد کے باب مین گذر چکا ہی اور علم احکام شرعیہ کا بیان مفصلًا باب باب ہو کر مذکور ہو چکا اگرچہ
علم اتنا ہی فرض ہوتا ہی جتنا عمل فرض ہوتا ہی جیسے غسل و وضو نماز روزہ سب پر اور حج اور زکوۃ اور جہاد
اکثر پر لیکن چونکہ بعضے اور معاملات جیسے نکاح اور معیشت وغیرہ سے بھی سب کو اور بعضے
اور معاملات اور سفر وغیرہ سے کسی کسی کو اکثر آدمیون کو کچھ چارہ نہین ہی تو معاملات کا علم بھی ضروری
ہو گیا اگرچہ سیکھنا ادم عین فرائض کا فرض کفایہ ہی لیکن اگر بعضے بعضے آدمی سیکھین تو باقی کے سر سے
گناہ اتر جاتا ہی لیکن جب کوئی شخص کسی قسم کے معاملات اور کسب کا علم سیکھنا شروع کرتا ہی تو اسی وقت
اسکو اس علم کا سیکھنا لازم ہو جاتا ہی اور چونکہ علم شروع کرتے ہی پورا ہونا دشوار ہی اور جیسا کہ چاہیے
بہت عرصہ مین حاصل ہوتا ہی تو یہ بہتر ہی کہ پہلے اس سے ہر چیز کا مجمل علم حاصل کرے اور واضح
ہو کہ بعد ادائے فرائض الہی کے کوئی شغل علم سیکھنے سے بہتر نہین ہی اور تعلیم تعلم کی فضیلتین اس سے

زیادہ ہین کہ اس رسالہ مین لکھی جاوین یہانتک کہ عالم کا خواب جاہل
کی عبادت سے بہتر گنا جاتا ہے اور ایسی ہی جہل اور جہال کی مذمت اور
برا بیان حدیث شریف مین آئی ہین یہان ایک حدیث کفایت ہے
کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عابد بے علم اتنی اصلاح
نہین کرتا جتنا فساد پیدا کر دیتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ مین نے معراج کی شب
مین دیکھا ہے کہ دوزخی اکثر جاہل فقیر تھے اور امام غزالی منہاج العابدین
مین لکھتے ہین اگر کوئی شخص خدا تعالے کی اتنی عبادت کرے جتنی ساتون آسمان
کے فرشتے کرتے ہین پر وہ علم سے بے بہرہ ہو تو وہ بڑا زیان کار ہے انتہی آب علم
سیکھنے مین جستی اور سستی اور ملال سے پرہیز کرنا چاہیے اور علم سیکھنے مین نیت نیک
اور اخلاص مد نظر رہے اور دینی علم حسبۃ للہ سیکھنا چاہیے اور جس علم سے کوئی
دینی غرض متعلق نہو پرہیز کرے کیونکہ اوسکے شغل مین عمر ضائع ہو جاتی ہے اور
خدا سے دوری ہوتی ہے اور سبب خدا تعالی کی خفگی کا ہی اور ایسی ہی اگر خلقت
مرید کرنیکو اور امرا کی ہمنشینی کے واسطے اور دنیا کی عزت حاصل کرنیکے لیے سیکھے لازم ہے
کہ علم کسی عالم باعمل اور صالح سے سیکھے کیونکہ اوسکی صحبت کا بھی اثر ہوتا ہے اور عالم بے عمل
سے الگ رہے ایسے کی ہمنشینی گمراہ کر دیتی ہے اور اوستاد کے حقوق اور آداب بھی لکھنے مین
نہین آ سکتے تو ایسے کو اوستاد نکرے کہ بعد شاگردی کے اوسکے افعال و اقوال پر دل مین
بے ادبی اور بدگمانی پیدا ہووے کیونکہ اوستاد کا ناخوش کرنا اتنا بڑا سخت ہے کہ کہتے ہین کہ اوستاد کے
ستانے والے کو جنت کی بو نصیب نہین ہو گی اور فتوحات مین ابن سیرین سے منقول ہے کہ وہ
کہتے تھے کہ دین کے علوم مین یہ خیال کرنا چاہیے کہ کس سے سیکھتا ہون اور کہتے تھے کہ مین نے
نیشاپور مین قاضی ابوبکر سے ایک حدیث بھی نہ لی اسلیے کہ متکلم اشعری مذہب تھا اگرچہ
اوسکے پاس اسنا بہت عمدہ تھین انتہی اور استاد کے حقوق اور آداب کے ثبوت کے لیے

صرف علی رضی اللہ تعالی کا ایک قول کفایت کرتا ہو فرماتے ہین انا عبد من علمنی حرفا ان شاء باع ان شاء اعتق مین اوس شخص کا غلام ہون جسنے مجکو ایک حرف سکھلایا چاہے وہ مجکو بیچے یا چاہے آزاد کردے اور امام نافع کہتے ہین انا عبد من قرأت علیہ یعنی مین اوسکا غلام ہون جس سے مین نے پڑھا یہ جامع الرموز مین ہے

فصل توبہ کے بیان مین جب آدمی کو اشیا کا علم حاصل ہو اور اپنی نفس کے عیوب سے خبردار ہوجاتا ہو تو جانتا ہو کہ معاصی سے باز آنا اور مظالم سے صاف ہونا ضرور ہے تاکہ گناہونکی نحوست خدا تعالی کی اطاعت اور عبادت کی قبولیت سے محروم نکردے اور معصیت کی سیاہی تمام دل کو نہ گھیرلے اور کفر کی نوبت نہ پہونچے اور مناجات کی التماس سے خدا تعالے کی درگاہ مین نہ روکا جاوے اور اسلیے شرع شریف مین موجب فرمان الٰہی کے وَتُوبُوا اِلَی اللہِ جَمِیعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ یعنے تم سب رجوع کرو اللہ کی طرف اے مومنو تاکہ تمھارا بھلا ہو ہر شخص پر توبہ واجب ہے کیونکہ یہ ممکن نہین کہ افراد انسانی مین سے کوئی فرد بھی گناہ کبیرہ یا صغیرہ سے اپنے حال اور حیثیت کی موافق پاک ہو اب ہر مومن کو لازم ہو کہ تمام معاصی سے جو کرچکا ہے توبہ کرے اور معافی چاہے اور آیندہ کو ترک کرے اور صبح اور شام توبہ و استغفار کا وظیفہ کرے تاکہ تمام گناہون کبیرہ اور صغیرہ سے جو عمدًا یا بھولکر یا چوک کر ہوگئے ہون کفارہ ہوجاوے اور کبائر کی گنتی عقائد کے باب مین گذر چکی ہو اور صغائر کی کچھ انتہا نہین ہو اور خلاصہ یہ ہو جب یہ تمام معاصی سے توبہ کرتا ہے تو اسمین سب اقسام آگئین اور توبہ کی چار شرطین ہین اول یہ کہ بسبب تعظیم امر الٰہی کے اور اوسکی عذاب سے ڈرکر توبہ کرے نہ دنیا کی رغبت سے ہو اور نہ اوروںنسے تعریف کروانے کے لیے اور نفس کی ضعیفی اور فقر کے مارے ہو دوسرے یہ کہ معصیت گذشتہ سے پشیمانی ہو تیسرے یہ کہ معاصی ظاہر اور باطن کے سب ترک کرے چوتھے یہ کہ پھر یہ عزم کرے کہ آیندہ کو کبھی معصیت کی گرد نجاونگا کیونکہ جب تک تائب کی دل مین یہ خیال ہو کہ شاید مین پھر گناہ کرونگا تو وہ تائب نہین ہو بلکہ وہ گناہ سے بچنے والا ہے اور توبہ کی کیفیت اور عزم صحیح کا نشان یہ ہے کہ ابتدا بلوغ سے توبہ کے وقت تک کے حالات معاصی وغیرہ کو غور سے دیکھے پھر جو فرض یا واجب جیسے نماز اور روزہ اور حج اور زکوۃ وغیرہ ترک کیا ہے وہ سب قضا کرے اور جو صرف معاصی خدا اے تعالے

کے گردیٹا ہی جیسے میخواری اور زنا وغیرہ ان سب سے توبہ و استغفار کرے اور پشیمان ہو کر یہ عزم کرے کہ آیندہ کو ہرگز منہ اُدھر نکرونگا اور اعمال خیر کی کثرت اور صدقہ خیرات کیا کرے تاکہ حق تعالی اُسکی توبہ قبول کر کے اپنے اس وعدہ کے موافق معاف کردے ھُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُوا عَنِ السَّيِّئَاتِ یعنی وہ ایسا ہی کہ اپنے بندون کی توبہ قبول کرتا ہی اور گناہون سے درگذر کرتا ہی آخر آیت تک اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ یعنی گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہی گویا گناہ نہین کیا اور اگر گناہ حقوق الٰہی اور حقوق العباد ملے جُلے ہین جیسے قتل ناحق او رناحق کسی کا مال چھین لینا اور غیبت اور بہتان اور کسی کو گالی دینی اور کافر کہنا پس جتنا حق مالی کسی کا ہو اُسکو دیوے یا اُس سے معاف کروالے اور غیر مالی ہین جیسے غیبت وغیرہ اپنی آپکو مدعی کے سامنے جھوٹا ٹھہراوے اور اُس سے معاف کرواوے اور یہ عمل اُس جگہ ہی کہ مدعی کے غصے اور ایذا دہی سے بچا ہو اور نہین تو معصیت کو ظاہر کیے بغیر مجملا مدعی سے بخشوالے اور اگر یہ بھی موقع نہو تو خدا تعالی کی طرف رجوع کر کر روئے اور پشیمان ہو اور بہت سا صدقہ دیوے تاکہ حق تعالی اپنے کرم سے مدعیون کو اجر اور نعمتین اپنی رحمت کے خزانہ مین سے دیکر اُنھے راضی کردے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ بعضے بندون کے ساتھہ یہی معاملہ ہوویگا اور اگر مدعی مر گیا ہو یا غائب ہو تو اُسکے وارث تمام احکام مین اُسکے قائم مقام ہین حق اُنکو ادا کردے اور یا معاف کروالے اور اُنکے ساتھہ احسان کرے اور مردہ کی روح کو صدقہ اور دعا سے ثواب پہونچاوے اور خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ جتنا ہو سکے اور فتنہ اور شر نہ بڑھے مدعیون کو راضی کرلے اور نہین تو خدا تعالی کی طرف رجوع کرے اور خیرات اور عمل خیر زیادہ کیا کرے اور توبہ اور استغفار مین درنگ نکرے اور خیالات اور عزم نفسانی و شیطانی پر فریفتہ نہو یہ نسمجھے کہ مین توبہ پر ثابت نہین رہ سکتا یہ سب شیطانی دھوکھا ہی یون سمجھے کہ توبہ مین بہرحال فائدہ ہی اگر آیندہ کو توفیق الٰہی سے معاصی چھوٹ گئے تو فہو المراد

اس سے کیا بہتر ہین تو پچھلے زمانے کے گناہ تو معاف ہو جاوینگے اور کیفیت اور سزا کے لائق وہ ہی گناہ ہوتا ہے جو بقصد اور بارادہ ہوا ور جو گناہ بھول چوک سے ہو جاتا ہے اگر بعد علم کے پشیمان ہووے اور گناہ کو ملکا نہ سمجھے تو قابل سزا کے نہین ہے اگرچہ صغیرہ ہو اور جس نے ایکبار توبہ کی اور پھر بعادت بشری سے گناہ مین مبتلا ہو گیا پھر چاہیے کہ توبہ کرے اور پسے ہی اگر سو بار توبہ توڑ ڈالے تو پھر توبہ کرے اور اپنے دل مین یہ خیال رکھے کہ شاید بعد توبہ کے گناہ کرنے سے پہلے مر جاؤن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ تم مین سے اچھا وہ شخص ہے کہ اگر بہت گناہ کرے تو بہت توبہ کرے اور حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا یعنی جو کوئی برا کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر وہ اللہ تعالےٰ سے مغفرت مانگے تو اللہ تعالیٰ کو غفور اور رحیم پاویگا اور تائب جب توبہ کر چکے پھر کیفیت اور شر الطا اگر چکے تو چاہیے کہ نہا کر پاک کپڑے پہن کر اور حضور دل سے چار رکعت نفل پڑھ کر خلوت کی جگہ مین سجدہ کرے اور رو رو کر اپنے نفس کو ملامت کر کر اُن گناہون کو یاد کرے اور عذاب الٰہی کے لحاظ سے نادم ہو کر توبہ کرے پھر دونون ہاتھ اٹھا کر مناجات کرے اور یون عرض کرے الٰہی تیرا بندہ بھاگا ہوا گنہگار تیرے دروازہ پر آکر اس سے عذر کرتا ہے مجھے معاف کر اور اپنے فضل سے مجھے قبول کرے اور میرے حال پر رحمت کی نظر کر اور مجھکو بخشدے اور گذرے ہوئے تمام گناہ معاف کر دے اور عمر جو باقی ہے مرتے وقت تک گناہون سے محفوظ رکھ کہ تمام خیر تیرے قبضۂ قدرت مین ہے تو بخشنے والا اور بخشانے والا ہے پھر یہ پڑھے يَا مُجْلِيَ عَظَائِمِ الْاُمُوْرِ وَيَا مُنْتَهٰى هِمَمِ الْمَهْمُوْمِيْنَ يَا مَنْ اِذَا اَرَادَ شَيْئًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ اَحَاطَتْ بِنَا ذُنُوْبُنَا اَنْتَ الْمَذْخُوْرُ لَهَا يَا مَذْخُوْرًا لِكُلِّ شِدَّةٍ كُنْتُ اَدَّخِرُكَ لِهٰذِهِ السَّاعَةِ فَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ترجمہ اے سنوارنے والے بڑے کامون کے اے منتہی ہمتون غمگینون کے اے وہ ذات جب کسی چیز کا ارادہ کرے تو کہے ہو جا پس وہ پیدا ہو جاوے ہمکو ہمارے گناہون نے

گھیر لیا تو ہی اونکا دفع کرنیوالا ہے اے ہر شدت کے دفع کرنیوالے مین نے اسی وقت کے واسطے تجکو ذخیرہ کیا ہے سو میری توبہ قبول کر بیشک تو توبہ قبول کرنیوالا اور رحمت والا ہے پھر خوب روئے اور یہ کہے یَا مَنْ لَا یَشْغَلُہٗ سَمْعٌ یَا مَنْ لَا یُغَلِّطُہُ السَّائِلُ یَا مَنْ لَا یَبْرَمُہٗ اِلْحَاحُ الْمُلِحِّیْنَ وَلَا تَضْجُرُہٗ مَسْاَلَۃُ السَّائِلِیْنَ اَذِقْنَا بَرْدَ عَفْوِکَ وَحَلَاوَۃَ رَحْمَتِکَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ترجمہ اے وہ ذات کہ نہین بیکار کرتی اوسکو سماعت سی کوئی بات اے وہ ذات کہ نہین غلطی مین ڈالتی اوسکو سائل اے وہ ذات کہ نہین بیزار کرتی اوسکو ہاے ہاے فریاد یونکی اور تنگ نہین کرتا اوسکو سوال مانگنے والونکا چکھا ہمکو ٹھنڈک اپنے عفو کی اور حلاوت اپنی رحمت کی تو ہر بات پر قادر ہے پھر درود پڑھے اور سب مسلمانونکے واسطے دعاے مغفرت کرے اور عبادت مین مشغول ہو جاوے توبہ نصوح یہ ہوتی ہے کہ پھر گناہ سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا مان کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اور خدا تعالے کا دوست ہو جاتا ہے اور دنیا اور آخرت کی آفات سی بچ جاتا ہی اللہ تعالی فرماتا ہی اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنے اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنیوالون کو اور دوست رکھتا ہے طہارت کرنیوالون کو اور توبہ کے کئی درجہ ہین عوام کی توبہ ظاہری گناہونسے ہوتی ہے چنانچہ یہ گذر چکا اور خاص صلحا کی توبہ باطن کے اخلاق ذمیمہ سی ہوتی ہے اور اسکے بعد واجبات الٰہی سے دل کا تزکیہ ہوتا ہے اور محبون کی توبہ خدا تعالی کی طرف کی غفلت سی اور غیر کیطرف مشغول ہونے سے ہوتی ہے

فصل عبادت کے موانع کے بیان مین

جب توبہ کر کے عبادت اور ذکر پر متوجہ ہوتا ہی تو معلوم کرتا ہے کہ دنیا اور خلقت اور شیطان اور نفس اوسکو عبادت سی روکتے ہین پھر لاچار ان سکو ضرور دفع کرنا چاہیے اور ترک دنیا بھی اسی جہت سے ہے کہ دنیا کی رغبت اور تحصیل کے ساتھ عبادت فراغت سی اور خوب لذت پا کر ثواب حاصل نہین ہوتا حدیث شریف نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین آیا ہی کہ دین اور دنیا مانند دو سوتونکے ہین اگر ایک

کو پر جاؤ تو دوسری نیز برابر ہوجاوے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت مثل مشرق اور مغرب کے ہین جتنا
ایک سے پاس ہوتے جاؤ دوسرے سے دور ہوتے ہو اور یہ بھی فرمایا کہ دنیا اور جو اوسمین ہے سب
ملعون ہین مگر ذکر اللہ اور جو کچھ کہ مددگار ذکر اللہ کا ہو اور عالم اور طالب علم اور یہ بھی فرمایا کہ
دنیا کی محبت تمام گناہونکا سر ہے اور دنیا کا ترک تمام عبادات کا سر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ دنیا
مردار ہے اور اوسکا طالب کتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تمام دنیا خدا تعالی کے سامنے برابر پشہ
کے ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین
کہ اگر دنیا اور آخرت کسی سے جمع ہو سکتی تو مجھ سے ہوتی کیونکہ مجکو خدا تعالی نے ایسی قوت دی ہے
لیکن یہ ممکن نہین ہے پھر جب یہ حال ہے تو فانی کا نقصان اولی ہے ابو دردا رضی اللہ
تعالی عنہ فرماتے ہین مین نے چاہا کہ عبادت اور تجارت دونون نبا ہون یہ نہو سکا لاچار
مین نے عبادت اختیار کی اور تجارت چھوڑ دی ایسی ایسی حدیث اور آثار دنیا کی مذمت
اور اوسکی محبت کی مذمت مین بہت وارد ہوئی ہین دنیا خدا تعالی و انبیا اور اولیا و صلحا کو سب
اشیا سے زیادہ تر ناپسند ہے الہی ہمکو بھی ایسا ہی بنا دے اور حدیث شریف مین یہ ہے کہ رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ جسنے دنیا کو اپنا دوست بنایا اپنی آخرت خراب کی اور جسنے آخرت کو دوست بنایا دنیا کو
بگاڑا اب چاہیے کہ باقی رہنے والے کو کہ وہ آخرت ہے پسند کرو اور ترجیح دو دنیا پر کہ فانی ہے
اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے جو کوئی دنیا کو ترک کرتا ہے اوسکا
دل حکمت سے روشن ہو جاتا ہے اور اوسکے ہاتھ پیر عبادت پر مدد کرنے لگتے ہین اور
حدیث شریف مین ہے کہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرد عالم دنیا کے تارک زاہد سے
دو رکعت نماز خدا تعالے کو تمام عابدون کی عبادت سے قیامت کے دن تک بہت
محبوب ہے اسلیے دنیا کا ترک واجب ہوگیا ہے اور دنیا کا ترک بدون زہد کے نہین ہوتا اور
دنیا مین زہد یہ ہوتا ہے کہ جو چیز اسکی پاس نہین ہے وہ خدا تعالے سے اور خلق سے نہ مانگے
اور جو اوسکے پاس ہے خدا تعالی کی راہ مین صرف کر دے اپنے پاس نہ رکھے اور اوسکی خواہش

دل سے دور کرے اور یہ حال اگرچہ بہت دشوار ہے پر جب اسکو دل سے بجا لاتا ہے اور اسپر قائم رہتا ہے
پھر بھی آسان ہو جاتا ہے اور جب آدمی کا یہ حال دائمی ہو جاتا ہے تو حق تعالی اسکو ایسا زہد عنایت
فرماتا ہے کہ اسکے پہلو میں دنیا سراسر سفر ہو جاتی ہے کہ اسکو ہرگز موجود بھی تصور نہیں کرتا اور باعث دنیا کے
عیب اور زہد کا ذکر احادیث اور آثار اخبار سابق میں غور کرتا ہے اور دنیا کی آفات اور عیوب
یاد کرے کہ دنیا کی عمر اور تونگری چند روزہ ہے اور اسکے حصول اور نگہبانی اور تصرف میں بڑی بڑی
تکلیف و رنج اٹھانا ہوتا ہے بہت جلد اور خسیسوں کی شرکت اور دنیا داروں سے اسکی بیوفائی بہت ظاہر
اور دنیا خدا تعالی کی مبغوض ہے اب خدائے تعالی کا دوست ہو کر اپنے دوست اور خالق کے
مبغوض کو کیونکر دوست بنا لے پس جو کوئی دنیا کی ان آفات اور اسکے سوا اور جتنی ہے تنہا مصیبتیں
لحاظ کریگا ناچار زہد اختیار کریگا اور خواص لوگوں کو زہد سے یہ مقصود ہوتا ہے کہ مباحات اور حلال کو
ایسا ترک کرتے ہیں گویا انکے حق میں مردار ہوتا ہے مگر صرف بقدر ضرورت اور نہیں تو حرام اور مکروہ
کا ترک کرنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے اور اسکو جب اس سے مقابل کیجیے تو اسکے سامنے اسکا کیا وجود
ہے اور واضح ہو کہ ہر چیز میں سے قدر ضروری کو دنیا نہیں کہتے اور اسمیں زہد نہیں چاہیے
اسلیے کہ کھانا پینا اور جس میں جان باقی رہے ترک کرنے میں اسکے اگر مرجاوے گا تو گنہگار مریگا اللہ
تعالی فرماتا ہے وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ یعنی اپنے
ہاتھوں ہلاکت میں مت پڑو اور بھلائی کرو اللہ تعالی بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور
حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنے آپکو ہلاک کرنیوالا دوزخی ہے پس زہد صرف فضولیات ہی میں ہوتا ہے
اور دنیا بھی وہی مذموم ہے کہ قدر ضرورت سے زیادہ ہو اور خدائے تعالی سے اور خدائے تعالی کی عبادت
سے روکے اور جو قدر ضروری ہے وہ عبادت اور ذکر الہی کی مددگار ہوتی ہے بلکہ اکثر اوقات
ضروری کا نہ ہونا عبادت سے روکتا ہے اور ہر ایک کو دنیا میں چھ چیزیں ضرور چاہییں کھانا
کپڑا گھر بی بی برتن اور علی الخصوص مال اور جاہ کہ اسکے سبب سب چیزیں آسکتی ہیں مال کا زہد یہ
ہوتا ہے کہ مال کی افزونی اور اسکی محبت سراسر دل سے دور کرے اور جتنے میں بکفایت گذران ہو سکے

رکھے اور اگر مال نہو وے تو بقدر کفایت پر مزدوری اور تجارت سے یا بیت المال سے روزینہ پر قناعت کرے زیادہ طلب مین نہ پڑے اور مال کی اتنی تلاش اور حفاظت بھی اس نیت سے کرے کہ حاجتمند نہو اور پراگندگی سے بچکر آخرت کے کامون مین خاطر جمع سے مشغول رہے اور اتنا مال بلکہ جتنا خداے تعالی اور آخرت کے لیے خرچ ہووے دنیا نہین بلکہ دین مین سے ہے اور خداے تعالی اور آخرت کا مددگار ہے اسلیے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا اچھا ہے نیک مال نیک مرد کے واسطے اور خداے تعالی فرماتا ہے اور نہ دو بیوقوفونکو اپنے مال جسکو اللہ تعالی نے تمھارے لیے قیام بنایا ہے آخر تک اور جہان حدیث اور آیت مین مال کی تعریف آئی ہے ایسا ہی مال مراد ہے اور مال مین دین اور دنیا کے بہت فائدے ہین لیکن دنیوی فائدے تو سب پر ظاہر ہین کیونکہ دنیا کے تمام کاروبار اُسپر موقوف ہین اور آدمی کی عزت و حرمت اسی سے ہے اسلیے ہر ایک کے دلکو محبوب ہوتا ہے اور دینی فائدے یہ ہین کہ عبادت کی قوت کھانے سے اور جو سامان عبادت اور فراغت کا ہے مال سے ہاتھ آتا ہے اور توشہ اور سواری حج اور جہاد کے لیے اور اسکے مانند سب مال سے متعلق ہے اور صدقہ اور احباب کو ہدیہ دینا اور مہمانداری اور اور لوگون کے حقوق جو نیک عادت اور مروت مین ہین اور انکا بے انتہا ثواب ہے اور پل اور مسجد اور کنوان اور خانقاہ وغیرہ بنانا جو صدقہ جاریہ ہے اور موت کے بعد بھی قائم رہتا ہے یہ سب مال بغیر حاصل نہین ہوسکتے اور ان اشیا کی تعریف مین اور انکے ثواب مین بہت آیات اور احادیث وارد ہین اور ایسے ہی اپنے خدام اور دھوبی اور سقا اور حلال خور کو دینا دین کا کار اور سلوک کا مددگار ہے اسلیے کہ اگر یہ سب کام اپنی ذات سے کیا کرے تو اسمین بہت وقت لگے اور طبیعت کو ملال ہوجاوے پھر عبادت اور فراغت سے بندہ رہجاوے اور اپنی حرمت اور آبرو بچانے کو نوکر چاکر سپاہیون لالچیون کو دنیا بھی ایک طرح کا صدقہ ہے کیونکہ اگر ان لوگون کو نہ دیوے تو جو دل مین آوے بُرا بھلا کہین اور غیبت اور بیہودہ بات اور عیب جوئی کیا کرین اور دشمن ہوکر ستانے لگین سو انکو دیکر آپ

بھی بچا اور اُنکو بھی گناہ سے بچایا اور مال سے سخاوت بھی ظاہر ہوتی ہی اور اگر مال نہو تو
چاہیے کہ دل کو سخی رکھے اور بخل سے پرہیز کرتا رہے حدیث شریف مین آیا ہی کہ سخاوت بہشت کی
ایک شاخ ہی جسنے اس شاخ کو پکڑا بہشت مین داخل ہوا اور بخل دوزخ مین سے ایک ٹہنی ہی
جو بخیل کو دوزخ مین کھینچ لیجاتی ہی اور یہ بھی حدیث شریف مین آیا ہی کہ سخی خدا کا دوست اور
مقرب ہی اور بخیل خدا کا دشمن اور خدا سے دور ہی اور بخل کی شامت سے عمل نیک سوخت
ہوجاتے ہین اور بہت احادیث اور آیات سخاوت کی فضیلت اور بخل کی مذمت مین آئی ہین
اور سخاوت کی خوبی اور بخل کی برائی مین کسی کو کچھ شک اور شبہ نہین ہی اور بخیل اُسے
کہتے ہین کہ اپنی حاجت سے بچتی چیز بھی کسی کو نہ دے بلکہ اپنی حاجت مین لگا لیوے اور
جو شخص اپنی حاجت مین بھی صرف نکرے ایسے کو لئیم کہتے ہین کہ کمال درجہ بخل کا ہی اور جو شخص شرعی
واجبات جیسے زکوٰۃ کفارہ نذر اور حقوق اور قرض آدمیون وغیرہ کا ادا کرے اور مروت
سے ہٹ رہے چنانچہ اگر کوئی مہمان آجاوے تو اُسکی خدمت نکرے اور بھوکے ہمسایہ کو ہوتے
ہوا اُسکے کچھ نہ دیوے اور جب شرعی واجبات اور مروت کی عادات ادا کرنے لگے تو بخل کے
وصف سے تو چھوٹا پر سخی نہین ہوجاتا جب تک اس سے بڑھ کر بہ تصدق اور بے تکلف اعمال
خیر نکرنے لگے یعنی اپنی حاجت سے زائد کو اور کو دے دے اور جو شخص خود محتاج ہوکر اور کو
دے دے اُسکو ایثار کہتے ہین کیونکہ یہ مرتبہ اعلے درجہ اور کمال سخاوت کا ہی اور سخاوت پر
اُسکو فضیلت ہی اور حق تعالے اُسکی ثنا کرتا ہی یُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَۃٌ ترجمہ
یعنی ترجیح دیتے ہین اوروں کی حاجت کو اپنی حاجت پر اگرچہ ہو اُنکو حاجت اور ننگے اور سخی کے
دینے مین اخلاص اور للہ کی نیت شرط ہی پھر جو شخص بناوٹ اور نمود کے لیے دیوے
یا امیدوار ثنا اور شکر اور منت کا ہووے وہ سخی نہین ہی اور بخل کے دور کرنے کا یہ علاج ہی
کہ جو نصوص بخل کی مذمت مین وارد ہوے ہین اُنمین غور کرے اور سوچے کہ آخرت مین بخیل کا
ٹھکانا دوزخ ہی اگرچہ بہتیری عبادت لیے پھرا کرے اور دنیا مین ذلیل اور خوار ہوتا ہی

اور سب لوگ اسکی مذمت کرتے ہین بلکہ گالیان دیتے ہین اور دوسرا یہ علاج ہی کہ دنیاوی لذتون کی محبت اور دراز امیدین جنکے سبب سے بخل پیدا ہوجاتا ہی اپنے دل سے دور کردے اور یہ تصور کرے کہ اچانک موت آکر مال وغیرہ سے الگ کر کے حسرت کا داغ دل پر لگا دیگی اور عذاب مین پھنس جاؤنگا جب یہ تصورات غالب ہوجاوینگے تو قطعاً داد و دہش کی رغبت پیدا ہوجاویگی پھر یون لازم ہی کہ جب دل پر خطرہ دینے کا گذرے ترت دے دے کیونکہ بخل کا علاج داد و دہش سے بہتر کوئی چیز نہین ہی اگرچہ نمود اور ثنا ہی کے واسطے ہو کیونکہ مال کا دینا طمع کے مارے بہت دشوار ہوتا ہی اور جب داد و دہش کی عادت پڑجاویگی دل بخل سے صاف ہوجاویگا تو نمود وغیرہ کا جانا آسان ہی اسکا علاج کر کر اسکو بھی دور کردے تاکہ پوری سخاوت اور للہیت حاصل ہوجاوے جب تو یہ سمجھ چکا تو یاد رکھ کہ مال کا جمع کرنا اور قدر کفایت سے افزونی اور مال کی محبت دنیا مین بڑا ہی فتنہ اور خدا کی راہ کا اور آخرت کا بڑا ہی مانع اور خدائے تعالے سے دور کرنے والا ہی اللہ تعالے فرماتا ہی لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ غافل نہ کرین تمکو تمھارے مال اور نہ اولاد اللہ تعالے کی یاد سے اور فرمایا إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ تمھارے مال اور اولاد یہی ہین آزمایش کو اور فرمایا رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَاةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ وہ مرد کہ نہین غافل کرتی انکو سوداگری نہ بیچنا اللہ کی یاد سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور نہ زکوۃ کے دینے سے اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جاہ اور مال کی محبت دل مین نفاق کو ایسا پیدا کرتی ہی جیسے پانی گھاس اوگاتا ہی اور یہ بھی فرمایا دو بھوکے بھیڑیے بکریون کی ریوڑ مین اتنی خرابی نہین کرتے جتنی دنیا اور مال اور جاہ کی محبت مسلمان کے دین مین خرابی کرتی ہی اور سوائے انکے اور آیات اور اخبار اور آثار دنیا کی مذمت اور اس سے بچنے مین بہت آئی ہین اور مال کی آفات کی کوئی حد نہین ہی جو شہوت اور گناہ اور ہوائے نفسانی ہی سو مال سے میسر ہوتی ہی اور بے مال اگرچہ دل چاہو

کیا کرے پر ناداری کے سبب بچ رہتا ہے پس فقر بھی ایک عصمت کا سبب ہوتا ہے اور
اگر کوئی شخص مال کے ہوتے ہوئے توفیق آلہی سے شہوت اور معصیت سے دست بردار ہو
اگرچہ دشوار ہے پھر بھی صبر کی محنت اور نفس کے روکنے سے خالی نہ ہوگا مباحات کے تلذذ سے
باز نہ آویگا مگر جب ہے کہ عارف اور خداے تعالی کا مجذوب ہووے اور یہ بہت کم ہوتا ہے اور
اسکو بھی مال کی حفاظت اور خرچ اور تدبیر خدا کی یاد سے اور طرف لگاویگی اور کتنا بڑا نقصان ہے جو
یاد آلہی اور حضور کو بگاڑ دے اور اس حال سے کسی کو چھٹکارہ نہین ہے الا ماشاء اللہ جو کہ بڑی
قوت والا ہو اور اسکی حرکات خداے تعالے کی طرف سے ہوں اور یہ ہی سبب ہے کہ
مال کی تلاش قدر کفایت سے زیادہ ہلاک کر دیتی ہے اور اسیلیے اکثر نے بلکہ تمام بزرگون نے
سواے چند اشخاص کے اسکو ترک کیا ہے اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے ہی
ہین یہان سے فقر کی فضیلت غنا پر ظاہر ہوتی ہے اسیلیے کہ جو چیز سب سے بہتر ہے وہی ہمارے
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پسند کی ہے لیکن ہر قسم کے مال سے مطلقا دست بردار ہونا
جب تک پورا توکل اور شدائد کی برداشت نہ ہووے مکروہ ہے اسیلیے کہ اسمین حاجتمندی اور
خواری اور خلقت کی طرف طمع اور افعال شنیعہ کا کرنا اور اضطراری فقر ہوتا ہے اور فقر
اضطراری کفر تک لیجاتا ہے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے قریب ہے کہ فقیری سبب
کفر کا ہو اور یہ بھی آیا ہے کہ فقیری دونون جہان مین روسیاہی ہے اور شریعت اور طریقت
مین جس جگہ فقیری کی تعریف آئی ہے تو اس سے مراد اختیاری فقیری ہے یا اضطراری
فقیری جو صبر کے ساتھ ہووے ہان جو لوگ کمال تجرد کی راہ چلتے ہین اور توکل مین قائم
ہو رہے ہین ایسے لوگ اگر مطلق مال سے دست بردار ہون تو روا ہے بلکہ انکا یہ ہی کام ہے
کہ جو دنکو ملا تو سب صرف کیا رات کے واسطے نہ رکھا اگر بھوکے رہ جاوین تو صابر اور
خوش رہتے ہین تمام دنیا انکے سامنے مردار برابر ہوتی ہے بلکہ انکی نظرون مین معدوم ہے
اسیلیے بعضے عارف کہتے ہین کہ دنیا مین جو پریشہ کے برابر بھی نہین کیا زہد ہوگا زہد آخرت ہی کا
زہد کا

ہوتا ہی اور آخرت کا زہد یہ ہوتا ہی کہ جب اُنکے دل پر ہوا اور غیبی لذات گذرین تو
اُس سے خوش ہوویں اور بندہ اُسکے ساتھ کچھ اُنس اور لگاؤ پیدا کریں اور اُنکے فوت ہونے
سے اوداس نہین ہوتے اور اس لذائذ کو شہود ذات الٰہی اور اُسکے قرب کے مقابلے مین
کچھ قدر و منزلت نہین ہوتی اور یہ رتبہ دنیا کے زہد سے سخت تر ہی کیونکہ اسمین حصول تو اختیاری
نہین اور استلذاذ بہت اور اسکا دفع بغیر ممکن ہان جسپر خداے تعالی چاہے آسان کر دے
پس عیش کے خوگر کو بیحلال مال مین سے میسر نہین ہوتا ناچار اپنی عادت کے موافق رفتہ
رفتہ شبہہ و حرام مین جا پہنچتا ہی پھر تمام آفات مین جیسے ظالمون کی صحبت اور جھوٹ بولنا
اور خوشامد اور عداوت وغیرہ مین مبتلا ہو جاتا ہی اور حرام کے ڈوبے ہوے کو کفر کا خوف ہی
ان تمام آفات سے مفلسی ہی بچاتی ہی اب ظاہر ہوا کہ قدر کفایت پر قناعت کرنا نجات
دیتا ہی اور افزایش کا طالب ہلاکت مین اور حریص لالچیون مین داخل ہی اور حرص اور
طمع سے دنیا مین ذلت اور ندامت اور حسد اور غیبت اور ریا اور نفاق اور مداہنت
وغیرہ اخلاق ذمیمہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب کوئی شخص کسی چیز کی کسی سے طمع کریگا تو
اُسکے ساتھ مداہنت اور ریا اور نفاق سے پیش آویگا اور اُسکے اقوال اور افعال کو
اگرچہ سراسر بیہودہ ہون ستایش کریگا پھر اگر وہ مطلب حاصل نہوا تو اُسکی مذمت اور بدگوئی
اور غیبت اور حسد اور عداوت اور ایذارسانی کی فکر مین پڑیگا چنانچہ یہ حال ہمارے زمانہ
مین بہت شایع ہی اب خواہ مخواہ طمع اور حرص سے پرہیز کرنا چاہیے اور اسکا علاج قناعت سے
بہتر کوئی نہین ہی اثر مین آیا ہی کہ قناعت ایسا خزانہ ہی کہ خرچ نہین ہوتا اور یہ بھی آیا ہی
کہ جسنے طمع کی وہ خوار ہوا اور جسنے قناعت کی اُسنے عزت پائی اب یون لازم ہی کہ
جسقدر اُسکے پاس ہی یا مل سکتا ہی اُسپر قناعت کرے زیادہ طلبی نکرے اور اس سے
زیادہ سودمند علاج یہ ہی کہ اپنا خرچ گھٹاوے کھانا پینا پہننا وغیرہ روکھی روٹی موٹے جھوٹے
کپڑے وغیرہ پر قناعت اور صبر کرتے رہے اور طول امل کو اپنے افعال اور اقوال اور

کاروبار دین سے دور کرے کیونکہ اسکی کچھ انتہا نہین ہی دوسرون کے حال کو غور کرے کہ
کیا کیا عمارتین اور لباس وغیرہ پیدا کیے پھر بھی نا امید حسرت مین مرگئے اور عذاب کے سزاوار
ہوگئے اور طول امل کا اس سے بڑا علاج یہ ہی کہ موت کو یاد اور دنیا کی محبت قطع کرے
مسئلہ جاہ مین زہد یہ ہوتا ہی کہ اسکی زیادتی اور محبت دل سے بالکل الگ کرے ہان جاہ کا
اتنا باقی رکھنا کہ آدمیون کی نظرون مین خوار اور حقیر نہووے اور زاد آخرت اور فراغ
عبادت کے واسطے کام آکے برا نہین ہی بلکہ مطلوب اور بہتر ہی اسواسطے کہ آدمی کو بددن
ایسے خادم اور رفیق وغیرہ کے جو شریرون کی بدی سے بچاوے گذارا نہین اب ضرور ہی
کہ اسکو انکے دلون مین اپنی قدر اور منزلت ہووے تاکہ درستی کاروبار اور فراغت ذکر
الٰہی کی اور عبادت بطریق سہل میسر آوے اور جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون کے دلون کو
اپنی طرف مائل کرلے تاکہ وہ اسکے قابو مین آجاوین اور جب دل قابو مین آگئے تو
جان اور مال ان کا تابع ہی اور اسی لیے جاہ و مال اور تمام اشیا سے سبکو زیادہ تر محبوب
ہوتا ہی کیونکہ جاہ کے وسیلہ سے مال بھی ہاتھ آجاتا ہی اور تمام حاجات بھی روا ہوجاتی ہین
اور جاہ کے حاصل کرنے مین کسی طرح کا رنج اور ہلاکت کا اتنا خوف نہین ہوتا جتنا مال مین
ہوتا ہی لیکن معلوم رہے کہ حب جاہ بُری عادت اور بڑا فتنہ ہی اور اکثر آدمی بلکہ سب کے
سب اسکی فکر مین لگے ہوتے ہین اور اسکے لیے کیا کیا مناقشہ اور جھگڑے ٹنٹے مین
پڑجاتے ہین پھر اسکے غلبے مین نفاق پیدا ہوجاتا ہی اور اسکی مذمت اخبار اور آثار مین
بہت آئی ہی اس سے کوئی نہین بچتا جب تک گمنامی پر صبر نکرے اور شہرت کو اپنے سے
دور نکرے دلون مین سے اسکا نکالنا بہت ہی دشوار ہی یہان تک کہ صدیقون کے دلون مین
سے بھی انجام کار سب ذمائم کے بعد دور ہوتی ہی اور آدمی حب جاہ کے غلبے مین ذکر اور
عبادت اور کار خیر سے رک جاتا ہی اکثر لوگون کا حال بھی ڈھونڈھتا رہتا ہی کہ میرے
حق مین کیا کہتے ہین اور کیا اعتقاد کرتے ہین اور جب کسی سے کوئی حرکت اپنی خلاف مرضی

دیکھتا ہی یا کوئی بات سنتا ہی تو غصہ و تعجب ہوتا ہی اور ریا اور حسد اور بغض اور مکر ظاہر
کرتا ہی اسواسطے اسکا قطع کرنا فرض ہی تاکہ عذاب نہووے اسکا علاج یہ ہی کہ اُسکی مذمت
اور وعید کے اخبار مین یہ غوص کرے کہ اگر تمام خلقت بھی مطیع ہو وے پر چونکہ فانی ہین
مرتے ہی سب علاقے باطل ہوجاوینگے اور پھر خدا ناخوش ہوگا اس سے بچنا ہی چاہیے
اور یہ بھی ہی کہ جاہ کا طالب ہمیشہ اسی رنج مین رہتا ہی کہ دلون کی رعایت اور خلق کے
ساتھ مداہنت کرنی چاہیے اور اُسکے خلاف مین ذلیل اور محسود نظر آتا ہی اور اُسکے
حصول سے خلقت کا محسود بنتا ہی اور اور لوگ جو اُس سے حسد اور خصومت کرنے
لگتے ہین تو اُسکے دفعیہ کی فکر مین لگا رہتا ہی اب ایسے نکمے کار کا جو بہرحال مذموم ہے
چھوڑنا ہی اولے ہی اور ایک اور یہ علاج ہی کہ جس مقام مین اُسکو جاہ حاصل ہوتی ہی وہان سے
اور کہین چلا جاوے یا اپنی حیثیت کے موافق ایسا کار کر بیٹھے کہ لوگون کی نظر مین حقیر
اور انکا اعتقاد فاسد ہوجاوے کیونکہ جب کوئی کسی کو اپنے خیال مین علم اور فقر اور زہد
وغیرہ مین کامل سمجھتا ہی تو خواہ مخواہ اُسکا مطیع ہوجاتا ہی اور مجلسون مین اُسکو ظاہر کیا
کرتا ہی سن سنکر اور بھی مطیع ہوجاتے ہین لیکن اس غرض کے واسطے کوئی گناہ کی چیز اختیار
نکرے جیسے بعضے جاہل کر بیٹھتے ہین اور اپنا نام ملامتیہ رکھ چھوڑا ہی بلکہ کوئی ایسا کام کرے جو
شرع شریف مین مذموم نہو پر لوگون کی نظرون مین ناپسند ہو چنانچہ بایزید سے ایک عارف
نقل کرتے ہین کہ ایک شہر مین آئے وہان اُنکو کمال عظمت حاصل ہوئی اُسکے دفع کے لیے
رمضان مین دنکو بازار مین روٹی کھانی شروع کی تمام لوگ اُنسے بداعتقاد ہوگئے اور وہ جاہ
کی آفت سے بچ گئے اور اُنسے واقع مین کوئی گناہ نہین ہوا تھا اسلیے کہ مسافر تھے مسافر کو
روزہ افطار کرنا روا ہی اور بازار مین کھانا بھی جائز ہی اور وہان کے لوگ برخلاف سمجھے
ایسے ہی اور بزرگون نے بھی جنکو ملامتیہ کہتے ہین ایسا کیا ہی اگر انکی نقلین سچ ہون پھر جسکو
مثلاً زہد کے سبب سے جاہ پیدا ہوئی ہی وہ لوگون کے سامنے اچھا کھانا کھاوے اچھا لباس پہنے

اور اسی طرح ہر بات مین کہ اسکے برخلاف عمل کرے آخر دل ان مین سے اسکی چاہ کم ہو جاویگی
اور چاہ بقدر مطلب کے طریق سے ہوتی ہی ایک یہ ہی کہ ظاہر مین ایسی چیز کا طلبگار بنے کہ واقع
مین وہ چیز اسمین موجود ہو اور عبادات مین سے ہو اسلیے کہ اگر تو باطن ایسی چیز کی کرے
جو اسمین نہین ہی تو یہ تلبیس ہو دیگی اور عبادت کو ظاہر کرنے مین ریا ہوتا ہی اور یہ دونون حرام ہین
دوسرے یہ کہ اپنے عیوب اس نیت سے چھپاوے کہ لوگون کی نظرون مین ذلیل اور حقیر نہ ہو جاوے
اور سلطان کے یہان اسکو کچھ جاہ ہو جاوے تاکہ بدمعاشون کے فساد سے محفوظ ہو کر عبادت مین
فراغت سے مشغول رہے اور ایسے ہی بعضے فعل کو ظاہر کرنے شرع مین ممنوع ہین اس نیت سے
چھپاوے کہ اسکو پارسا سمجھین یہ نیت حرام ہی اور یون چاہیے کہ تمکین اور متانت سے
گذران کیا کرے اور ٹھٹھے اور ہزلیات اور زیادہ گوئی سے الگ رہے تاکہ ہلکا نہ ہو جاوے
پر اتنا بھی نہ چاہیے کہ تکبر کی نوبت آجاوے مسئلہ کھانے مین زہد یون ہوتا ہی کہ جو چنے
وغیرہ کی روٹی پر قناعت کرے اور اگر درویش بھوسی اور جنگلی ساگ پات کھایا کرے تو بہت
خوب اور نہایت افضل ہی اور گیہون کے چھنے آٹے کی روٹی فقرا کے نزدیک تنعم ہی جو اجل
ہی لیکن ہمارے زمانہ مین اگر گیہون کی روکھی روٹی یا دال پر قناعت کرے اور گوشت
یا اور کی تلاش نہ کرے یہ بھی غنیمت ہی اور کھانے کا اندازہ مختلف ہی ہر ایک اپنی بھوک کے
موافق کھالیوے اور جب چوتھائی بھوک باقی رہے کھانا موقوف کرے اور پھر جب تک
خوب بھوک نہ لگے تب تک نہ کھاوے اور خوب بھوک جب ہوتی ہی کہ عبادت اور ذکر
اور حضور سے جی ہٹ رہے اور جب دن کا کھانا کھا چکے تو اسکے درپے نہ ہو کہ اگلے دن
واسطے یا ایام آئندہ کے واسطے بچا رکھے کیونکہ زہاد اور فقرا کے نزدیک یہ طول امل اور
نہایت بیجا ہی اور اگر نہ رہ سکے یا کنبہ والا ہو تو ایک مہینے کا کھانا یا چالیس دن کا ذخیرہ
کر لے اور ایک برس بھر کا بھی روا ہی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی عیال کے واسطے ایک برس کا ذخیرہ رکھا ہی اور اسقدر سے بڑھانے مین زہد
نہین

نہین رہتا بلکہ طول امل ہو جاتا ہی مسئلہ لباس مین زہد یہ ہی کہ موٹا جھوٹا کپڑا پہنے اور
باریک اور لطیف سے پرہیز کرے اور موافق ستر بدن کے ایک جوڑے پر جسمین گرمی جاڑے
سے محفوظ رہے قناعت کرے اور اگر اُسکے دھونے مین خلل اور رنج پیدا ہوتا ہو تو دو جوڑے
رکھے اس سے بڑھنے مین زہد نہین ہی مسئلہ مسکن مین زہد یہ ہی کہ ایک گھر گذران کے لائق
اختیار کرے تاکہ اُسمین گرمی جاڑے مینھ وغیرہ سے بچ جاوے اور ایک سے بڑھتی اور
اُسکی آرایش زہد نہین ہی بلکہ مسکن مین زہد کا اعلیٰ درجہ یہ ہی کہ گھر ایک بھی نہووے پھر
کسی مسجد یا خانقاہ کے کونے مین گذران کرے مسئلہ بی بی مین زہد یہ ہی کہ ایک عورت
نیک حال خدا اور رسول کے حکم اور سنت کی اقامت اور اولاد کی تحصیل اور نظر کی حفاظت
اور شہوت کے دفع کے واسطے اگر شہوت غالب ہووے تو نکاح کرلے اور اگر شہوت غالب
نہو یا عورت کے اخراجات کا مقدور نہین یا نکاح کرنے سے پریشان حال ہوجاوے چنانچہ
یہ امور اکثر موجود ہین تو اب یہی بہتر ہی کہ عورت ایک بھی نہ کرے تاکہ ان تمام آفات سے
محفوظ ہو کر بفراغت دل عبادت مین مشغول رہے مسئلہ سامان زہد یہ ہی کہ کوزہ آبخورہ
اور پیالہ اور ہنڈیا کنگھی اور مسواک اور چاکو اور قینچی وغیرہ جسکی ہر روز حاجت پڑتی ہی
ایک ایک رکھے اور باسن مٹی کے ہون اور اگر تانبے پیتل وغیرہ کے ہون تو زہد نہین ہی پھر
سمجھا چاہیے کہ یہ تمام جو مذکور ہوا ہی تو بیان زہد کا اور زاہد کے احکام اور احوال مین
اور جو زاہد ہو اُسکو استعمال ان تمام مباح اشیا کا کیا مال اور کیا جاہ اور طعام اور لباس لطیف
اور عمارات لطیف اور خوبصورت چاہیے بیبیان اور لونڈیان جتنی میسر آوین سب حلال
بشرطیکہ مباح اور حلال مین سے پیدا کیا ہو اور حلال اور مباح مین مصروف ہون اسراف
کی نوبت نہ آوے مسئلہ زہد کے تین درجے ہین اول یہ کہ دنیا سے دست بردار ہو اگرچہ
اُسکی چاہ دل مین باقی رہے پر اُسکے ترک پر صبر کرتا ہی ایسا ہی زہد بے معنی بناوٹ کا زہد
کہلاتا ہی زہد کا یہ ادنے درجہ ہی دوسرا یہ ہی کہ دل مین سے چاہ بھی جاتا رہے لیکن یہ سمجھے

[illegible] ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ... [illegible] ... واللہ اعلم بالصواب

اکثرون نے بڑا کام کیا ہی اُسکو زہد کہتے ہین کیونکہ زہد کے معنی بے رغبتی کے ہین پر ایسا
زاہد نقصان مین ہی کہ ابتک تجربہ مین مبتلا ہی اور یہ حالت زہد کا اوسط مرتبہ ہی تیسرا یہ ہی
کہ دنیا اور جو اُسمین ہی اُسکی نظرون مین مردار کی مثال ہوجاوے اُسکی نظر مین سے زہد و
دنیا وغیرہ تمام دور ہوکر بجز عبادت اور ذکر اور مشاہدہ الٰہی کے کچھ منظور نہ رہے یہ حال زہد کا اعلیٰ
درجہ ہی اور لفظ زہد کی ایک یہ شرط ہی کہ باوجود سامان عیش ہونے کے رغبت نہو کیونکہ
تونگر ہونے اور نہونے مین ناچاری ہوتی ہی اتنا ہی کہ نہونے کے وقت صابر اور ہونے کے وقت شاکر
اور دل مین کسی چیز کی رغبت رہے اور نہ کسنے کی خواہش جو کچھ موجود ہوتا ہی بے
اور بے رغبت ہوکر اُسکو لیوین اور بخشش کرین اور مطلق زہد وہ ہی کہ دنیا مین بقدر قوت اختیار کرے
کیونکہ زہد آخرت کے لیے بہشت کے واسطے ہی عرفا کے نزدیک خرید و فروخت ہی اور خسارہ
نقصان ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ
یعنی بیشک اللہ تعالے نے مومنین کی جان مال کو مول لے لیا ہی کہ اُنکو جنت دیگا یعنی زہد
کہ عرفا کے نزدیک آخرت اور اُسکے نعیم اور مواہب غیبی اور حالات دل مین بھی زہد ضروری ہی
چنانچہ اسکا تھوڑا سا بیان گذر چکا ہی اور بتوفیق اللہ تعالے دوسرے فصل مسائل کسب کے
متعلقات مین واضح ہو کہ مال بدون کسب کے حاصل نہین ہوتا تو اب بقدر حال کسب
کرنا کہ اپنی اور اپنے بال بچون کی روزی پیدا کرے اور بھیک مانگنے اور خلق کی امید سے
بچ جاوے سنت بلکہ بہت ضرور ہی اور بعضے علما کے نزدیک فرض ہی اور امر دینی ہی اور
اور نفل عبادت سے بہتر سراجیہ مین لایا ہی کہ کسب بقدر ضرورت کے فرض ہی اور
شرعۃ الاسلام مین کہتا ہی کہ حلال روزی بقدر کفایت کے فرائض کے بعد فرض ہی اور
اُسکی تلاش کسب حلال سے سنت ہی اور بستان مین لایا ہی کہ بقدر ضرورت سے زیادہ
کی تلاش مباح ہی افزایش کی تلاش سے عبادت کا شغل افضل ہی اور فتاوے برہنہ
مین خلاصہ سے نقل کیا ہی کہ جو کوئی کسب نہین کر سکتا اُسپر در بدر پھرنا فرض ہی اور اگر

چلنے سے ناچار ہو تو اُسکی امداد کرنی دیگر یا اُسکا حال بیان کرکر فرض ہی اگر کسی نے دھیا
اور وہ مرگیا تو سب گنہگار ہونگے اور اخبار اور آثار میں کسب اور کاسب کی فضیلتیں
بہت آئی ہیں یہانتک کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خرید و فروخت کے تاجر کو
کہ سچا ہو عابد اور مجاہد فی سبیل اللہ سے بہتر فرمایا ہی اور جو شخص سستی کا مارا کسب چھوڑ کر
مانگنے پر پڑجاوے اُسکے حق میں وعید آئی ہی ہاں جو شخص بھیک تو نمانگے اور خدا تعالے
کی رزاقی پر بھروسہ کرکر اعمال دینی اور اذکار اور عبادت کے نقصان اور خلل کے
لحاظ سے کسب چھوڑ رکھے وہ اُس وعیدوالوں میں نہیں ہی لیکن باین شرط کہ دلکا لگاؤ اور
خلقت سے خدمتگزار یا کسی امیدوار نہو کیونکہ یہ دلکا سوال ہی اور وہ زبانی سوال سے
بدتر ہی اور جسکے پاس بقدر کفایت مال ہو یا بقدر کفایت وقف میں سے یا اور کہیں سے
ملتا ہو ایسے کو بالاتفاق کسب سے عبادت بہتر ہی اور ایسی ہی دینی علوم کے معلم اور
قاضی اور مفتی وغیرہ کو اگر بقدر کفایت آمدنی مقرر ہو تو اپنے اپنے کار کی غور پرداخت
کریں کسب میں نہ پھنسیں خلاصہ یہ ہی کہ جو شخص کسب اختیار کرے تو حلال کی تلاش اور حرام
اور شبہ سے بچنا اُسپر فرض ہی اور ہر ایک پیشہ اور ہنر میں احکام شرعی کو اختیار کرے
اور باوجود کسب کے خدائے تعالے پر توکل قائم رکھے کیونکہ رزاق مطلق خدائے تعالی ہی
یہ سب ظاہری اسباب ہیں کسب کو اپنا رزاق نہ سمجھے یہ خفی شرک ہی اور شرعی احکام حلال اور
حرام معاملات اور تجارات اور کسب میں ظاہر کئے ہوئے ہیں اور اکثر اس رسالہ میں بھی
مذکور ہو چکے ہیں لیکن حرام کی بہت قسمیں ہیں اور حرام کسب سے الگ پرہیز کرے رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی جو کوئی حرام کا مال جمع کرکر خیرات کردے تو قبول نہیں ہی
اور اُسکو اپنے پاس رکھے تو دوزخ کا توشہ ہی اور یہ سمجھلے کہ اگر حرام مال تھوڑا سا بہت سے
حلال میں ملجاوے تو سب مشکوک ہوجاتا ہی اور ایسی ہی مشتبہ مال اور مشتبہ کسب سے
دست بردار ہونا اولی ہی اور اگر کوئی شخص اور کو مشتبہ چیز دیوے تو اُسکو چاہیئے کہ جیسا

اور نرمی سے ہٹادے اور نہ لیوے اور اگر ہٹانے سے دینے والا آزردہ ہووے تو ر دنکرے اور یہی حال مشکوک مال کی تفتیش کا ہے کہ اگر دینے والا آزردہ ہووے تو تحقیق تفتیش نکرے اور بہ نہین تو نکرے کیونکہ مسلمان کے دل کا آزردہ کرنا حرام ہے اور اُسکی تحقیق پرہیزگاری ہے پرہیزگاری کے واسطے حرام کو اختیار نکرے ہان اُس صورت مین کہ نرا حرام اور صاف ظاہر ہو اُسکے ہٹانے مین ڈر نہین ہے پر اُس حالت مین کہ ہٹانے سے فتنہ فساد کا خوف ہو تو اِس صورت مین اُس سے لیکر اور مسکین کو دے دیوے اور اگر فقیر ہے تو آپ بھی کھالے اور جس بازار مین اکثر حرام مال ہوتا ہو خرید فروخت نکرے اور نہین تو روا ہے اور بیخبری کی حالت مین حرمت اور شبہہ کی سب جگہ جہان چھوٹ کرنی ہے وسوسہ ہے اور سلطان وغیرہ سے لینے کا بھی یہی حکم ہے اگر جانتا ہے کہ مصادرہ اور حرام مال بیچ دیا ہے تو نلے اور نہین تو لے لے اور کسب نامشروع کی مزدوری بھی حرام ہے چنانچہ حریر کا مردانہ لباس اور مہر و کا ملائی زیور اور آمدنی نامشروع عقد کی جیسے مخابرہ کی بیع اور مانند اسکے حرام ہے اور تجارت بزازی بہتر ہے اور پیشہ مین مشک بیچنی اور مانند اسکے بہتر ہے اور خرید فروخت مین کھوٹا روپیہ نہ چلاوے اگر کہین سے آجاوے تو اسکو کنوین مین ڈالدے اور معاملات مین فریب نکرے اور قسمین نہ کھایا کرے اور خریدار سے اسباب کے عیوب کو نہ چھپاوے اور اپنے اسباب کی جھوٹی تعریف نکرے اور کوئی ایسی چیز آدمی کے ہاتھ نہ بیچے کہ وہ اسکو لیکر حرام میں خرچ کرے چنانچہ انگور کلال کے ہاتھ اور ہتھیار ڈاکو کو نہ دیوے اور ایسی ہی تمام پیشون مین کھوٹا اور نکما کام اور فریب کا نہ بتایا کرے کیونکہ اُسکی مزدوری حرام ہوتی ہے اور ناپ تول مین کمی نکیا کرے اور تھوڑے نفع پر اکتفا کرنا مستحب ہے اور ہرگز نہین نکرے اور معلوم رہے کہ غیر کے حق کی کوڑی بھی کسی طور سے بہشت سے روک دیگی اور بازار اور تجارت اور بہت سے حرفہ کا لالچ نکرے جب بقدر کفایت ہاتھ آچکے تو آخرت کے کار مین مشغول ہو جاوے اور سلف کے لوگ جن پیشون کو مکروہ سمجھتے ہین وہ یہ پیشے ہین کفن بیچنا قصابی صرافی حجامی

کنناسی دباغی ستوربانی دلالی اور ایسی ہی جولاہہ پن اور پنبہ فروشی اور پھلا بنانا اور بعضی بھی
خسیس پیشے ہین اور جو پیشے دنیا کی آرایش کرتے ہین اور دین سے کچھ علاقہ نہین رکھتے
جیسے زرگری اور نقاشی اور کندہ گری وغیرہ اگرچہ مباح ہین پر انکا نہ کرنا اولی ہی حجۃ الاسلام
نے اپنی کیمیاے سعادت مین بہی لکہا ہی مسئلہ طریق اچہا کہانا کہانے کا یہ ہی کہ پہلے دونون
ہاتھ دہووے اور بسم اللہ پڑہکر کہانا شروع کرے اور فراغت کے بعد بلکہ ہر لقمہ کے بعد
الحمد للہ کہتا جاوے اور پانی پیتے ہوے بہی کہے اور اگر بسم اللہ پڑہنی بہول جاوے تو جب
یاد آوے فورا پڑہے اور کہانے کی ابتدا اور تمام نمک پر کرے اور داہنے ہاتھ سے کہاوے
اور لقمہ چہوٹا اٹہاوے اور مسنون یہ ہی کہ تین انگلیون سے لقمہ لیوے انگشت شہادت اور انگوٹہا
اور بیچ کی انگلی اور خوب چبا کر نگلے اور کہاتے ہوے خداے تعالے کی یاد اور حمد سے
غافل نہو کیونکہ غفلت کے ساتھ کہانے مین غفلت پیدا ہوتی ہی جب تک اسکا اثر پیٹ مین
رہیگا غفلت پڑہیگی لقمہ گویا بیج ہوتا ہی اور خطرات اسکے پہل ہین اور دوسرے کے
ساتھ کہاتا ہو تو اپنے آگے اور رکابی کے کنارے اور روٹی کے کنارہ سے کہاوے
اور دوسرے کے سامنے اور طباق کے بیچ مین ہاتھ نہ ڈالے ہان اگر طباق مین طعام کئی
طرح کا رکہا ہو تو اب ہر ایک قسم مین سے لینا روا ہی اور جب کہا چکے تو انگلیان چاٹ لے
اور برتن کو صاف کر دے اور طعام اور پانی مین پہونک نمارے اور پانی چوسنے کے طور پر تین بار
مین پیوے اور کٹورا دونون ہاتھ مین یا صرف داہنے ہاتھ مین لیوے اور تکیہ لگا کر کہانا اور
پینا مکروہ ہی اور کہانا اور لوگون کو تقسیم کرتا ہو تو داہنی طرف سے شروع کرے اور ضیافت
کا قبول کرنا اگر محرمات نہون تو سنت ہی یہان تک کہ نفل روزہ دار کو اگر میزبان کی بہی خوشی
ہو تو افطار کرنا روا ہی پہر اگر معلوم ہووے کہ وہان محرمات جیسے مزامیر یا جاندار کی صورتین
یا سونے چاندی کے برتن وغیرہ موجود ہین تو دعوت مین نہ جاوے اور اگر جانے کے بعد معلوم ہو
تو میزبان کو منع کرے اور نہین تو اٹہ کر چلا آوے خیر اگر بیٹہ جاوے اور کہا دے بہی تو روا ہی

بشرطیکہ کھانے کے مکان میں منکرات شرعی نہوویں اور کھانا اُسکے سامنے سونے یا چاندی
کے برتن میں لاوے تو اوسکو چاہئے کہ برتن میں سے نکال کر کھاوے اور اگر اور برتن نہووے
تو روٹی پر نکال لے اور ہاتھ میں تو نہ لیوے کیونکہ مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت ہو تو خیر اور
چھینک آوے تو منھ خوب بند کرلے تاکہ کچھ منھ میں سے نکلکر طعام میں نہ گر پڑے اور اگر
کوئی مہمان اور موجود ہو تو اُسکو اپنے ساتھ بٹھا لے ہاں اگر وہ خدمت کے واسطے ٹھرا ہو
تو اُسکا حصہ علیحدہ ہر ایک چیز میں سے دینا چاہئے اور دسترخوان پر سے ریزہ اُٹھانا اور
اچھا کھانا اوروں کو دیدینا اور کھانے سے پہلے اور پیچھے ہاتھ دھونے مستحب ہیں اور حجام پچھنے
پچھنے لینے والے کے گھر کا کھانا مکروہ ہے اور [illegible] تنزیہی اور ایسی ہی اُس شخص کے گھر سے کھانا
جسکی آمدنی ظاہر حرام کی معلوم ہو حرام ہے اور کسی کے سر پر سے وارا پھیرا طعام یا کوئی اور جنس کچھ
ہی ہو اٹھا لینا اور دعوت میں بن بلائے [illegible] اور نوتے ہوؤں کے ساتھ طفیلی ہو کر جانا اور
میزبان کی بے مرضی حصہ اٹھا لینا اور کھاتے ہوؤں کا منھ تکنا اور کھاتے ہوئے گندی
باتیں بنانی اور کھانے والوں کو ہنسانا اور رنج دینا اور [illegible] اور [illegible] بدبو کی چیز
کھانی اور [illegible] کھانا جس سے بدہضمی ہو جاوے اور میزبان کی بے اجازت اوروں کو کھانا
مکروہ ہے ہاں اگر اذن عام ہو یا کھانا صرف فقرا کے واسطے پکایا ہو کہ جو آوے سو کھاوے
ایسی جگہہ بے اجازت جانا جائز ہے اور اذن کی ضرورت نہیں اور مسلمان بھائی کی ضیافت
کرنی اسلام کا طریقہ ہے اور اُسکا قبول کرنا بھی سنت ہے اسمیں مسلم کے سرور اور سنت کی پیروی
کی نیت کرے شکم پری کی نیت نہ کرے اور فقیر غریب کی ضیافت تین روز تک سنت ہے
اور اس سے زیادہ صدقہ ہوتا ہے جیسا کہ پہلے بھی مذکور ہے اور علم و فضل والے کو جلدی سے
ضیافت ان لینی اور بے پروائی نکرنی مکروہ ہے کیونکہ اسمیں ہتک ہوتی ہے اور کسی کے کھانے کی
بھلائی یا برائی نہ بیان کرے اور اگر مجمع میں کھانا کھاتا ہے تو جب تک کھاکر سب فارغ
نہولیں کھانا موقوف نکرے مگر اُس صورت میں کہ اُنکو کچھ حرج نہووے آپ اپنے اوپر تکلیف

نمک سے اور میزبان پر اور طعام کی فرمائش نہ کرے جو وہ آگے رکھ دیوے سو کھا لے ہاں اگر
میزبان درخواست کرے تو مضایقہ نہیں کھانے کی چیز سے ہاتھ نہ دھووے و بعض کے
نزدیک بجز نمک کے نہ دھووے لیکن خزانہ میں امام سے روایت ہے کہ کھانے کے بعد آٹے سے
ہاتھ دھونے کہ بجز اشنان کے ہی کچھ مضایقہ نہیں ہے اور یہی قول امام محمد کا ہے اور سنت یہ ہیں کہ
کھانے سے پہلے اول جوانوں کے ہاتھ دھلاوے اور کھانے کے بعد اول بڈھوں کے
ہاتھ دھلاوے اور یوں مستحب ہے کہ سب ایک طشت میں ہاتھ دھوئیں اور جب تک لبریز
ہو جاوے نہ اٹھاویں اور اگر کھانے یا پانی میں مکھی گر جاوے تو اسکو غوطہ دیکر نکال ڈالے
اور جتنی ناپاک چیز کے گر جانے سے سب کھانا حرام ہو جاتا ہے اور اگر وہ ناپاک چیز جمی
ہووے تو اسکی آس پاس کا کھانا دور کر کر باقی کو کھا لیویں اور اگر ذوات السموم یعنی
زہریلا ہو تو کچھ نہ کھاویں اور کسی طرح کے کھانوں میں سے کھانے کو چھپا کر رکھا دے کے
خلاف کراہت کھانے کا حیلہ ہے جا ہوس والوں کا طریق ہے اور مستحب ہے کہ کھانے کے
آداب اور حرمت کا لحاظ رکھے اور روٹی کو چھری سے نہ کاٹے اور کھانے کے بعد دانتوں
میں خلال کرے اور کھانے کے وقت حصول قوت عبادت کی نیت کرے کیونکہ اس نیت سے
کھانا کھانا بھی عبادت میں داخل ہے اور چاہیے کسی کے کھانے دینے کا منتظر نہ رہے
اور کھانے کے وقت کسی کے پاس نہ جاوے اور اگر اتفاقاً ایسے وقت کسی کے پاس جا نکلے
اور صاحب خانہ تواضع کرے اگر تواضع بدل کرے اور آپ بھی کھانا چاہتا ہو تو کھا لیوے
نہیں تو کسی حیلہ سے نرمی کے ساتھ موقوف کرے بلکہ ایسے شخص کی دعوت جو لیا
ریا کے سبب سے کرے رد کرنی روا ہے اور نہیں تو طعام کا ہدیہ اگرچہ تھوڑا سا ہو رد کرنا
روا نہیں ہے اور آپ بھی اگر مقدور رکھتا ہو بدلا کر دے اور نہیں تو دعائے خیر ہی کر دے
اور ایسے دوست کے گھر سے جو اسکے کھانے سے خوش ہووے بے اجازت اور بلا مانگے
گر اور اسکے پیچھے منتظر ہو کھا لینا روا ہے اور صاحب خانہ بھی بہت تکلف نہ کیا کرے

زیادہ دن نہ رکھے پھر جہان اگر مالک نے توجہ موجود ہو آگے لا رکھے مہمان کو انتظار نہ کروا دے اور
اگر چند آدمی آجاوین تو ایک دو کی خاطر انکو انتظار نہ کروا دے ہان اگر یہ سمجھے کہ وہ برا مانینگے
اور دستر خوان ستھری جگہ چنے رستہ مین اور گورستان مین اور گندی اور بدبو کی جگہ مین
نہ چنے کیونکہ یہ مکروہ ہے مسئلہ پوشاک پانچ قسم کی ہوتی ہے ایک سب پر حرام وہ تو بیگانہ چھینا
ہوا ہے دوسرے ایک پر حرام ایک کو مباح وہ حریر کا پہننا کہ مردون کو حرام اور عورتون کو مباح ہے
تیسرے مکروہ وہ اتنے نیچے دامن کا کپڑا جسمین تکبر معلوم ہو اب دامن نصف ساق تک غایت
ٹخنہ تک ہونا چاہیے اس سے بڑھتی مکروہ ہے چوتھے جسکا ترک اولی اور وہ وہ ہے کہ اپنے شہر کے
آدمیون کے برخلاف عادت ہو اسمین شہرت اور نمود ہے ہان اگر سنت کی متابعت اور عرب کے
لباس کی موافقت کر کے پہنے تو افضل ہے پانچوین مباح اسکی دو قسم ہین ایک صرف حق اللہ یہ
تو آدمیون کی نظر سے ستر کا ڈھکنا ہے اور ستر عورت کے باب مین پاجامہ بہتر ہے جسکے پائنچے
بہت کھلے ہوے ہون دوسرے حق نفس جسمین گرمی سردی اور اشیاے ضرر رسان سے
محفوظ رہے اتنے ضروری لباس کا ترک کرنا روا نہین ہے اسمین اتلاف نفس کی امداد ہے
اور اتلاف نفس حرام ہے اور مستحب لباس بھی دو طرح پر ہے ایک حق اللہ سے متعلق ہے یہ تو
چادر اور ستھرا کپڑا جو عید اور جمعہ کے دن اور ہر وقت کے مجمع مین پہنے اور دوسرا حق الناس سے
متعلق ہے اور یہ مباح لباس زینت بندہ پہننا حق تعالے نے بندہ کو عطا فرمایا ہے جب تک کہ بے
تجمل سے بہتری اور عجم کے تجمل سے مشابہ نہووے ایسا تجمل اسلیے مستحب ہے کہ اسمین خداے تعالے
کی رضامندی اور لوگون مین عزت ہے نہین تو لوگون کی نظر مین حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے
اور افضل لباس وہ ہے کہ جسمین بدن ڈھک جاوے اور سفید رنگ ہو اور مردون کو عورتون کا
سا لباس اور عورتون کو مردانہ لباس مکروہ ہے اور پھٹا ہوا کپڑا بے ضرورت مکروہ ہے ہان
اگر اور نہو تو سیکر پیوند لگا کر پہنے مسئلہ حمام کی تعمیر اور خرید فروخت اور کرایہ دینا سب
مکروہ ہے اور ایسے ہی حمام مین نہانا پھر اگر ضرورت ہووے تو یون چاہیے کہ لنگی باندھ کر

حمام مین جاوے اور لوگون کے پوشیدہ بدن پر نگاہ نکرے بلکہ اگر ہو سکے تو حمام کو غیرون سے خالی کرکے تنہا جاوے اور ناف سے گھٹنے تک حجام سے نہ ملواوے اور حمام مین جاتے ہوے یہ پڑھے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ من الرجس النجس الخبیث المخبث من الشیطان الرجیم اور حمام مین جاکر کسی سے سلام علیک نہ کرے اور قرآن مجید نہ پڑھے لیکن جواب دینا جائز ہے اور اگر کوئی اور ننگا ہونے لگے تو منع کردے اور ننگا ہونا ہر وقت ممنوع ہے اگرچہ خالی مکان ہو یا دریا مین نہاتا ہو اور عورت کا بھی یہی حکم ہے مسئلہ نکاح کے یہ فائدے ہین کہ اسمین خداے تعالے اور اُسکے رسول کی رضامندی ہے کیونکہ اسمین خلقت اور امت کی کثرت ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین امت کی کثرت سے فخر کرونگا اگرچہ حمل ساقط ہو اور اولاد سے مان باپ کو بھی بہت فائدے ہوتے ہین جیسے صغیر کی شفاعت اور بالغ کی دعا اور استغفار خاص مان باپ کے واسطے ہے اور نکاح مین زنا اور نظر بد اور شیطانی وسوسون سے امن مین رہتا ہے اور بی بی کے ساتھ موانست اور ملاعبت سے نفس کو راحت اور تقویت ہوتی ہے اور اس سے عبادت زیادہ ہو سکتی ہے کیونکہ عبادت کرتے کرتے نفس مین ملالت پیدا ہوکر تکان پیدا ہوتا ہے جب یہ راحت ہوئی تو پھر چست چالاک ہوجاتا ہے اور نکاح مین گھر کے بندوبست اور سامان معیشت ضروری سے بھی دلکو فراغت رہتی ہے ہان اگر کوئی اور خادم وغیرہ مددگار ہو اور نہین تو اکثر اوقات گھر کے کاروبار مین صرف ہونگے اور نکاح مین نفس پر مجاہدہ بھی ہوتا ہے بی بی کی ایذا دہی اور کج خلقی پر صبر کرنا پڑتا ہے اور خرچ اور اسباب معاش کی ذمہ داری اسمین بڑا ثواب ہے اور نکاح مین اہل وعیال کے اداے حقوق سے اور اُنکی اصلاح مین سعی کرنے سے فضیلت اور رعایت ولایت کا اجر حاصل ہوتا ہے کیونکہ عیال رعیت کے مثال ہے اور نکاح سے کنبہ اور ناتہ دار مددگار قرابتی بڑھ جاتے ہین جسمین عزت اور شریرون سے محافظت ہوتی ہے ہان نکاح کی آفتین بھی بے شمار ہین ایک تو خواہ مخواہ

کسب اختیار کرنا پڑتا ہی اور اضطرار کے وقت خوف حرام اور شبہہ مین پھنسنے کا ہوتا ہی خصوصاً اس زمانہ مین کہ حدود شرعی کی حفاظت بہت کمتر اور خیر کے دروازے بند ہین اور حرام مین پھنسنے دین کی بربادی ہی اور اگر حلال وجہ کا ہاتھ بھی آیا تو بھی مشغلہ اور تشویش سے خالی نہین رہتا عبادت کی فرصت تو کہان اور مجرد رہنے مین کلی فراغت ہوتی ہی کیونکہ وہان تمام بلیات سے محفوظ ہین اور نکاح مین بسبب حق تلفی بی بی کے اور اُسکی ایذا پر بے صبری سے اور اُسکو ایذا دینے مین خوف آخرت کے مواخذہ کا ہی اور بیشک اہل اور اولاد کی کثرت خدا تعالے سے الگ اور کثرت مال اور لذائذ کا طالب کردیتی ہی اور عبادت اور ذکر اور دل کی فراغت سے مانع ہوتی ہی اب تجرید سب سے بہتر ہی مگر اُس حال مین کہ خوف حرام مین مبتلا ہونے کا ہو ایسے شخص کو نکاح کرنا افضل ہی اور جو کوئی نکاح کرے تو لازم ہی کہ بی بی خوبصورت اور پارسا ہو اور بدخو اور بدسیرت اور حنانہ اور منانہ آنسو بہانے والی اور احسان کرنے والی اور ایسی کہ جو دیکھے آپ پھیکنے والی اور جو دیکھے سو لینا چاہے اور طالب زینت اور خود آرا اور زبان دراز اور نا موافق اور بدکار اور بانجھ اور فاسق قوم مین کی نہو اور کواری کے نکاح کرنے مین فضیلت ہی اور سبب زیادت محبت اور الفت کا ہی لیکن اس زمانہ مین بیوہ سے نکاح کرنا جو عیب سمجھ رکھا ہی بنظر اجراے سنت کے بہتر ہی اور مہر جتنا کمتر ہو بہتر ہی اور عورت کے والیون کو بھی واجب ہی کہ مرد کی صلاحیت اور نیک چلن اور شرافت نسب اور علو ہمت دیکھکر منگنی کیا کرین کہ ظالم اور بدکار اور بے نماز اور جواری اور شرابی اور بھنگڑ کو ندیا کرین

فصل عبادت اور سلوک کا دوسرا مانع خلقت ہی عابد اور سالک کو خلقت سے الگ رہنا ضرور ہی کیونکہ خلقت فتنہ اور فساد برپا کر عبادت سے غافل اور دل کو پریشان اور عبادت کو باطل بلکہ آدمی کو معصیت اور حرام اور ہلاکت مین مبتلا کر دیتی ہی کیونکہ اکثر اوقات معصیت بدون شرکت غیر کے نہین ہوسکتی اسی لیے عزلت واجب

ہو گئی ہی اور اگرچہ صحبت و عزلت کی فضیلت مین علما اختلاف کرتے ہین پر ہمارے
اس زمانے مین بے شک عزلت بہتر ہی کیونکہ بجز فتنہ اور فساد کچھ نہین ہی اب واجبات
شرعی یعنی نماز جمعہ اور عید اور ضروری علوم وغیرہ حاصل کرنے کے بعد عزلت سے بہتر کچھ نہین ہے
رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین جب آدمی بدعہدی اور امانت مین خیانت
کرنے لگے تو گھر مین بیٹھ رہ اور زبان بند رکھ اور جو تو جانتا ہی وہ کر اور جو نہین جانتا اسکو چھوڑ
اور اپنے کار مین نگاہ رکھ اور غیر کا کار ترک کر اور سفیان ثوری کہتے ہین قسم خدا وحدہ لاشریک
کی عزلت حلال ہو گئی اور امام حجۃ الاسلام غزالی سفیان ثوری کا یہ قول نقل کر کر کہتے ہین اگر عزلت
ثوری کے وقت مین حلال ہو گئی تھی تو مین کہتا ہون ہمارے زمانہ مین واجب اور فرض
ہو گئی کیونکہ زمانہ سراسر خراب ہو گیا اور آدمی بالکل تباہ ہو گئے ہین انتہے پس جسکو کچھ بھی علم و
عقل ہی وہ جانتا ہی کہ ہمارے اس زمانہ مین اُس زمانہ کی نسبت کیا کہنا چاہیے کیونکہ کئی سو
برس کے بعد ہی اب عزلت کی فضیلت اور وجوب مین کیا بات باقی ہی پس جسکے علم اور
حکمت کی خلقت کو حاجت نہین ہی وہ تو خلقت سے بالکل الگ ہو جاوے ملنا جلنا سب
موقوف کرے مگر نماز کی جماعت مین اور جمعہ اور عید کو اور علم سیکھنے اور ضروری کاروبار کو اور
سوا ان اوقات کے ایسا چھپ کر گمنام ہو جاوے کہ نہ وہ کسی کو دیکھے اور نہ کوئی اسکو دیکھے
اور اگر اسپر بھی عبادت کی فراغت اور فتنہ اور معاصی سے بچاؤ نہ دیکھے تو جنگل مین اور پہاڑ مین
ایسی جگہ جا رہے کہ وہ واجبات بھی اُسکے ذمہ پر باقی نرہین اور اختلاط بالکل دور ہو کر
فراغت اور نجات حاصل ہو جاوے اور جو شخص علم مین پیشوا ہو اور خلقت کو دین کے کاروبار
مین واسطے بیان دینی مسائل اور احکام کے بتلانے کی اور دعوت خیر مین اُسکی طرف
حاجت پڑتی ہو تو ایسے شخص کو لازم ہی کہ لوگون کی نصیحت اور مخالطت سے کنارہ نہ کرے
اُسکو انقطاع کلی روا نہین ہی اور خلقت کی صحبت مین صبر اور حلم اختیار کرے اور خدا سے اعانت
امداد مانگے نیک بات مین اُنکا ساتھی اور برائی دور کرنے مین انکا مددگار اور اُنکو غلط

شعر
آزادہ است گوشہ نشین و داع خلق
غافل کہ اتصال حق ہست انقطاع خلق

پند اور اُنکے تمام حقوق ادا کرتا ہے ہر ایک کے ساتھ اُسکے مقدور کے لائق خیر خواہی
اور سلوک کرے اور اگر خلقت آپ اُس سے الگ ہو جاوے تو غنیمت سمجھے اور تمام حالات مین
دل کو خداے تعالی کی طرف متوجہ رکھے اور جب خلقت کا کار پورا ہو چکے تو پھر بالکل خدے تعالی
کی طرف متوجہ ہو جاوے ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین آدمیون سے اتنی مخالطت کر
جسمین تیرے دین کا نقصان نہو امام غزالی کہتے ہین جب فتنہ جوش مین ہو اگر یہ حالت ہو جاوے
کہ کسی کو عالم کی پوچھ نرہے اور علم سیکھنے کی فکر کسی کو نہو اور دینی کام کسی کو ضروری معلوم نہو ایسے
وقت مین عالم بھی معذور ہے کہ عزلت اختیار کرے اور خلقت سے الگ ہو جاوے اور علم کو داب رکھے
مجھکو یہ ڈر ہے کہ جس زمانہ کا مین نے یہ ذکر کیا شاید وہی ہمارا زمانہ ہو انتہی آپ غور اپنے
اس زمانہ مین کرنی چاہیے کہ اُسوقت سے کئی سو برس پیچھے ہے اور کیا کیا تباہی آئی ہے بلکہ
غالبا کفر کی نوبت ہو گئی ہے ہر ایک کو عزلت اختیار کرنی چاہیے اور نہین تو چھٹکارے کی کوئی
صورت نہین ہے دینی بھائیون کی صحبت اور مخالطت اگر بطور بزرگان سلف نہو وین تو یہ بھی
موقوف کی جاے اور اگر سلف کے طور پر ہو وین بہ مفید اور عین بلکہ عزلت سے بہتر ہے اور
کبھی کبھی دینی بھائیون کی ملاقات عبادت کا خلاصہ اور نہایت مفید ہے اگر ریا اور تزئین اور
تلبیس و غیبت وغیرہ سے خالی ہو اور نہین تو آپکو بھی اور اُنکو بھی گنہگار کرتا ہے اور تنہائی کثرت فکر
اور عبادت سے جسمین انس الہی پیدا ہو آسان ہو جاتی ہے کیونکہ آدمی اللہ تعالے سے انس
حاصل کر کر خود بخود لوگون سے بھاگتا ہے اور دوسرے غیرون کی طمع دور کرنے سے اسلیے کہ
جو شخص کسی کے نفع کی امید اور ضرر کا خوف نہین رکھتا تو اُسکا ہونا اور نہونا اور اُس سے ملنا
اور نملنا یکسان ہے بلکہ اُسکو اپنے کار کا مخل جانتا ہے اور مخالطت کے آفات کا لحاظ کرنا
مخالطت سے بیزار اور عزلت کو آسان اور مرغوب کر دیتا ہے اور مخالطت کے آفات یہ ہین
کہ مخالطت مین بسبب مشغلہ اور پریشانی خاطر کے ذکر اور عبادت کی فرصت نہین ملتی اور اللہ تعالے
کی نعمتون کا تفکر کما حقہ نہین ہو سکتا اور غیبت اور فسق اور جھوٹ اور چاپلوسی اور سخن چینی اور

تمسخر وغیرہ معاصی سے نہین بچ سکتا اور لوگون کے حالات دیکھکر امر بالمعروف اور نہی
عن المنکر واجب ہوجاتا ہی پھر اگر اُسنے عمل نہ کیا تو واجب کا تارک اور گنہگار ہوتا ہی اور اگر کسی آیت
خوف ہو کہ کوئی سمانے بلکہ فتنہ کھڑا ہوجاوے اور مخالطت مین ریا اور نفاق اور حسد اور جھوٹ
اور نزاع اور آپس کے رنج اور فساد کی ہمنشینی اور غفلت اور اپنے آپکو خاتمہ کے شر سے
بچانا اور تہمت اور بدگمانی اور بیفائدہ سوالات اور انکی دشوار شفقت اور ستانے سے
اور انکی حفاظت اور عیب بینی اور سخن چینی اور ایذا رسانی اور حسد اور بغض وغیرہ سے
بھی بچنا مشکل ہی اور عزلت مین خلقت سے غرور بے طمع اور خلقت اُنس سے خالی ہین اور
جان مین اور ضروری حقوق مین بے طمع ہوجاتی ہی اور یہ بڑا ہی فائدہ ہی اسلیے کہ اگر
خلقت کے تمام حقوق ادا کرے تو ساری عمر اس ہی مین تلف ہووے اور اس سے
پریشانی ہوتی ہی اور اگر کوئی کوئی حق ادا کیا تو بہ نسبت بعضے حقوق کے رنج اور بغض پیدا
ہو ویگا بایں لحاظ عزلت ہی اولی ہی اور عزلت مین ان تمام آفات مذکورہ سے چھوٹ
جاتا ہی اور ذکر اور عبادت کے واسطے فرصت مل جاتی ہی لیکن عزلت کی یہ شرطین
ہین کہ جمعہ اور جماعت اور علوم دینی کا سیکھنا اور اوراد اور اسباب نہ چھوڑ بیٹھے کہ انکا ترک معصیت
ہی عزلت اسوقت اختیار کرے کہ عبادات اور آداب عبادات کے علم سے فارغ ہوچکا ہو
تاکہ عبادت اخلاص کے ساتھ کماینبغی ادا ہوسکے اور جاہل کی گوشہ گیری تو اپنی اوقات ہی
اگر سونے اور کھانے اور باطل نفسانی خیالات اور غرور مین مبتلا رہیگا اور اگر عبادت اور
ذکر کا شغل کیا تو بھی اُسکا افساد اصلاح سے زیادہ تر ہوگا چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
خبر دی ہی کہ جاہل بہ نسبت صلاحیت کے افساد زیادہ کرتا ہی اور عزلت کے آداب مین کہ خلقت
کو اپنے شر سے اور اپنے آپکو خلقت کے شر سے بچانے کے واسطے اور مسلمانون کے حقوق
مین کوتاہی سے بچنے کو اور صرف ذکر اور عبادت کے لیے عزلت اختیار کرے اور ذکر
اور فکر اور عبادت مین ہمیشہ مشغول رہا کرے اور کبھی کبھی سیر اور سلوک کی کتابین اور

اولیا اللہ کا کلام اور قصہ بھی دیکھا کرے اور خلقت کو اپنے پاس نہ آنے دیا کرے اور
لوگون کی خبرین اور شہر کی بیہودہ باتین نہ پوچھا کرے اُس سے خبر نہو اور اگر اور لوگ آپسمین
تذکرہ کرنے لگین تو اُسپر کان نہ لگاوے کیونکہ تمام وسوسون کی جڑ ہی اور لازم ہی کہ تھوڑی
قسمت اور روزی پر قناعت کر لے اور دنیا کو اور جو اُسمین ہی سب کو فانی اور بے حقیقت
سمجھے اُدھر خیال نہ کرے اور اپنے آپ کو مسافر سمجھے جب یہ بات غالب ہو ویگی تو پھر کوئی
بلا اور آفت نہ معلوم ہو اور نہ گران گذرے اور چاہیے کہ نیک رفیق سے موافقت پیدا
کر کے عزلت کرے تا کہ وہ اُسکا معاون اور مددگار رہے اور کبھی نفس پر ملال کا بدلہ
ہوتا رہے اور اچھا رفیق عالم باعمل ہی یا کتاب کا مطالعہ مسئلہ وہ جو بعضے علما نے صحبت اور
مخالطت کو عزلت پر فضیلت دی ہی اسکا یہ سبب ہی کہ علوم دینی کا سیکھنا اور سکھانا جو سب سے
بڑی عبادت ہی اور خلقت کو نفع پہونچانا امور دینی کی امداد سے اور اُنکی حاجت روائی
کرنی اور امر معروف اور نہی منکر اور اُنکو حدود شرعی اور نیک اخلاق اور آداب مجاہدہ
اور ریاضت پر ہدایت کرنا اور خلقت کی ایذا پر تحمل اور جنازہ کے شریک ہونا اور
بیمارون کی بیمار پرسی اور دعوت کا مان لینا اور تمام معاملات دینی اور دنیوی کی تجارت
جسمین اپنے عیبون کی اطلاع ہوتی ہی یہ سب حالات بدون مخالطت کے میسر نہین ہوتے
اور ہر ایک مین آیات اور احادیث سے بڑا ثواب ثابت ہی پھر جو شخص صحبت اختیار کرے
تو عالم باعمل پرہیزگار کی صحبت سب سے بہتر ہی اور ایسی ہی دینی بھائیون کی صحبت جو محض للہ
ہووے یہ سن چکا تو تجھکو معلوم ہو گیا ہو گا کہ عزلت کا طریق جو مین نے اوپر ذکر کیا ہی خوب ہی
راہ راست ہی اسمین عزلت اور مخالطت کے تمام فضائل موجود ہین اسلیے کہ جواز عزلت اور
اسکے فوائد کے حصول کو اسپر موقوف رکھا ہی کہ بعد اداے شرعی واجبات کے ہووے اور
مخالطت کے اکثر فضائل اس ہی مین داخل ہین اب اس طرح کی عزلت مین تمام فضائل دینی
اور دنیوی فتنون سے خلاصی اور عبادت اور ذکر کی فرصت مل سکتی ہی ہان اگر کوئی شخص

فضائل مخالطت کالحاظ کر یا غافلون کی طرح شغل اور خلقت کے آدمیون مین ملا جلا رہے اُسکی اوقات ضائع اور باطل ہوویگی اور اکثر خیر اور ثواب سے محروم رہ جاویگا اور ذکر کی فرصت اور ذوق شوق کی لذت مطلق اُسکو میسر نہین ہوگی بلکہ حقوق مخالطت کے بھی کماینبغی ادا نہین کرسکیگا اور فتنہ اور رنج اور تشویش اور تردد اور حرمان مین مبتلا رہیگا اس سے خداے تعالی کی پناہ خصوصًا ہمارے اس زمانہ مین کہ سراسر خراب ہوگیا ہے اور اسلیے مخالطت اور معاشرت خلق کے حقوق اور آداب مجملاً ضروری بیان کردیے ہین تاکہ طالب صادق اور سالک واثق انکو دیکھکر جسقدر واجب اور ضروری ہین ادا کرکر باقی اوقات مین عزلت اختیار کرے اور یہ سمجھے کہ سب کا ادا کرنا بندے کی طاقت مین نہین ہے اگر دین بھی باقی رکھا چاہے اور جو شخص مخالطت ہی مین پھنس رہا ہے یا غافلانہ اپنی عمر کھوتا ہے وہ ہلاکت مین ہے مسئلہ واضح ہو کر محض للہ کسی سے الفت اور برادرداری اور یکسوئی کرنی دین مین بڑے رتبہ کا مقام ہے اور اسکے فضائل بیشمار مذکور ہین یہان تک کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ للہی محبت کرنے والے قیامت کے روز نور کے منبرون پر ہونگے انکے حال پر انبیا علیہ السلام غبطہ کرینگے اور للہی دوستی وہ ہوتی ہے کہ کسی کو صرف دینی غرض کے واسطے دوست بناوے جیسے استاد شاگرد کو اور شاگرد استاد کو بسبب تعلیم اور تعلم علم دینی کے دوست رکھتا ہے بشرطیکہ اس علم سے خداے تعالی کی رضامندی اور آخرت کا ثواب منظور ہو اور اگر کسی غرض دنیاوی کے واسطے ہو جیسے جاہ اور مال کی تلاش تلامذہ کی کثرت تعریف کی خواہش تو یہ محبت خداے تعالے کے واسطے نہین ہے اور ایسی ہی تمام اشیا مین یہان تک کہ اگر اپنی ذات کے خادم یا اپنے مال کے مہتم یا اپنی بی بی کی اس نظر سے محبت کرے کہ انکے سبب سے مجھکو عبادت اور ذکر کی فرصت ملتی ہے اور دینی مضرات سے بچاتی ہین تو یہ بھی حب فی اللہ مین داخل ہے اور حب فی اللہ کا اعلے درجہ یہ ہے کہ خدا کے مطیع کو صرف اس لحاظ سے دوست رکھے کہ وہ خدا کا مطیع ہے اسکے سوا کوئی اور غرض ملحوظ نہو بلکہ غلام کو صرف اس

بلحاظ اسکے دوست رکھے کہ وہ غلام خدائے تعالے کا پیدا کیا ہوا ہے اور محبت کا یہ بھی بہت بڑا
درجہ ہے جو اسمین محبت حق افراط کا سبب ہے کیونکہ عاشق معشوق کی گلی کے کتے کو دوست رکھتا ہے
جیسے مجنون نے پانون سگ کے چومے تو خلق نے پوچھا یہ کیون کہا کہ یہ لیلی کے ہان کا ہے
بغض فی اللہ کی بات ہے جیسے حب فی اللہ کو ایک طرح کی فضیلت ہے بغض فی اللہ کو بھی فضیلت ہے
بغض فی اللہ یہ معاملہ کے برعکس ہے یعنی کافر اور عاصی کو دشمن اس لحاظ سے کہ خدا تعالے
کا نافرمان ہے دشمن رکھے سوا اسکے اور غرض نہو جب اگر کوئی مسلمان فاسق ہووے تو
اسکی محبت اور بغض بموافق طاعت و عصیان کے رکھنی چاہیے مسئلہ سلطان کی صحبت اگر
ضرورت پیش آوے تو اسکے آداب اور حقوق یہ ہیں کہ اسلام کے سوا کوئی اور حرکت جیسے ہاتھ چومنا
اور جھکنا اور سر جھکانا نہ کرے اور اسکے سامنے جھوٹی یا سچی خوشامد کی باتین نہ بناوے بلکہ حق
حق ظاہر کردے اور اگر اسکے پاس کوئی امر خلاف شریعت دیکھے اور اسکو منع کرنے کی قدرت ہو
تو منع کردے اور نہین تو عدل و انصاف و خلق کی خبرگیری کی ہدایت کرے اسکی حشمت اور شوکت
سے ڈر کر ان باتون مین سستی نہ کرے ہان اگر خوف اپنی ایذا کا ہو تو مضایقہ نہین ایسی جگہ چپ
رہنا بہتر ہے اسلیے جتنے المقدور سلطان اور امرا کی صحبت سے اجتناب کرے اور بے ضرورت
ہرگز اختیار نہ کرے اور یونہی احمق کی صحبت سے خوب الگ رہے کہ انجام کو یہ صحبت بیفائدہ
دشمنی بنا دیتی ہے احمق کی خیر خواہی بڑا نقصان ہے اور احمق وہ ہوتا ہے کہ کار بار کی اصل حقیقت
نہ جانے اور بات کو نہ سمجھے اور فاسق اور بدعتی اور بدخو کی صحبت بھی ایک آفت ہوتی ہے
اس سے آدمی خواہ مخواہ دور رہے مسئلہ دوستی اور صحبت کے دس حق ہوتے ہین ایک
یہ کہ دوست سے مال مین دریغ نہ کرے اور اپنے مقدور تک اسکو حاجتمند نہ چھوڑے
دوسرے یہ کہ اسکو جو کام پیش آوے اسمین امداد کرے تیسرے یہ کہ اسکی اور اسکے عیال کی
عیب پوشی کرے اور آگے پیچھے یکسان رہے اور اسکے ساتھ کوئی جھگڑا انٹھا نہ کرے اور اسکا
بھید نہ کھولے اور اسکے حق مین اچھا کہا کرے اور اسکے حق مین بدگمانی نہ کرے اور اسکی

خطا معاف کیا کرے اور اُسکی غیبت کسی سے نہ سنا کرے اور نہ پسند کرے بلکہ غیبت کو رد
کردے چوتھے یہ کہ اُسکے رنج و راحت کا ساتھی رہے اور اُسکا نام تعظیم سے لیا کرے اور اُسپر
اپنی محبت ظاہر کردے اور اُسکا حال دریافت کرتا رہے پانچوین اُسکو علم دین سکھاوے
اور پند اور نصیحت علیحدہ نرمی سے کیا کرے فضیحت نہ کرے عمل اور اخلاص کی ہدایت
کرے اور اگر وہ اُسکا کوئی عیب ظاہر کرے تو ممنون ہووے خفا نہو جاوے چھٹے یہ کہ
گناہ کے کام سے مبالغہ کے ساتھ روکتا رہے یہانتک کہ وہ اُس گناہ سے باز آوے
اور اگر باز نہ آوے اور گناہ پر ویسے ہی جما رہے تو ترک صحبت بھی روا ہی لیکن اگر
ترک نکرے تو اولے ہی شاید کہ رفتہ رفتہ نصیحت مانکر معصیت چھوڑ دے ساتوین یہ
کہ اُسکو اور اُسکے اہل کو زندگی مین اور بعد موت کے دعاے خیر سے یاد کیا کرے آٹھوین
یہ کہ دوستی کی وفاداری قایم رکھے اور اُسکی موت کے بعد اُسکے اہل کی خبرگیری سے
غافل نہو اور جاہ و حشمت پیدا کرکے دوست کے ساتھ وہی پہلا طریق برتا کرے اور
اورونکا کہنا دوست کے حق مین معتبر نہ جانے اور اُسکے دوست کا دوست اور
اُسکے دشمن کا دشمن ہو جاوے نوین یہ کہ اپنے اور دوست کے بیچ مین سے تکلف
اُٹھا دے دسوین یہ کہ اپنے آپ کو اُس سے ناچیز سمجھے اور اُس سے کسی چیز کا امیدوار
نہوا کرے مسئلہ اسلامی حقوق یہ ہین کہ کسی مسلمان کو ہاتھ یا زبان سے نہ ستاوے
اور کسی پر تکبر نہ کرے اور جو امر اپنے حق مین پسند نہ کرے دوسرے کے حق مین بھی پسند
نہ کرے اور کسی سبب سے تین دن سے زیادہ سلام اور کلام ترک نکرے اور سب کے ساتھ
خندہ رو اور خوشخو رہا کرے اور اپنی طاقت کے موافق ہر ایک کے ساتھ بھلائی کیا کرے
اور کسی پر بدگمانی نکرے اور کسی پر تہمت نلگاوے عیب گیری نہ کرے اور لڑتون کو ملاوے
اور اورونکو طعن و غیبت و مسلمان کی ایذا رسانی کے ارادہ سے منع کردے اور
مسلمانون کے مال اور آبرو کی حفاظت مین طاقت کے موافق کوشش کرے کیونکہ

واجب ہے اور انکی بدخوئی اور بدمعاملگی پر تحمل کرے سبب انکے جو ان سے پہنچے کسی پر سختی نہ کرے اور
جہان تک ہو سکے مسلم کا دل خوش رکھے اور انکی حاجت روائی کیا کرے اور بڑون کی تعظیم
اور چھوٹون پر رحم اور جوانون سے خوش خلقی قائم رکھے اور آپسمین سلام علیک اور سفر سے
آتے وقت گلے ملنا اور مصافحہ اور بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتھ جانا اور تعزیت
کرنی اور قبرون کی زیارت حقوق اسلامی مین ہے تا کہ مردون کو دعا اور استغفار اور قرأت
اور فاتحہ کے ثواب سے خوش کرے مسئلہ ہمسایہ کے حقوق یہ ہین کہ اسکو کسی حال مین
نہ ستاوے اور اسکی ایذا رسانی کا تحمل کرے اور اسکے ساتھ کمی بیشی پر جھگڑا نہ کرے اور اسپر شفقت
کیا کرے اور عیوب پوشی کرے اور اسکے حرم خانہ مین نظر بد نہ کرے اور اسکی غیبت مین اسکے
اہل وعیال اور مال متاع کی خبرداری رکھے اور اسکی اولاد پر مہربانی کیا کرے اور اسکا حال
پوچھتا رہے اور اپنے مقدور کے موافق ہر طرح کی حاجت روائی کرتا رہے لیکن احوال
پوچھنے مین مبالغہ کرنا اچھا نہین ہے بالخصوص ایسے وقت کہ اسکی امداد نہ کر سکے اور
میوہ اور اچھا کھانا اور تحفہ جو میسر ہووے اسمین سے کچھ ہمسایہ اور اسکی اولاد کو بھی دیوے
اور نہین تو چھپا کر کھا لیوے تا کہ اسکے اہل اور اولاد کو کلفت نہو حاصل یہ ہے کہ جس امر
مین آوے ہمسایہ کی راحت اور فائدہ مدنظر رکھے اور اسکی ایذا سے پرہیز کرے کیونکہ
ہمسایہ کے حقوق ادا کرنے کی اخبار اور آثار مین بڑی تاکید ہے اور اسکی بڑی فضیلت
اور بڑا ثواب ہے اور یہ حقوق مذکورہ تو ہمسایگی کے حقوق ہین پھر اگر ہمسایہ مسلمان ہو
تو حقوق اسلامی بھی اسکے ساتھ ملا دے اور اگر ناتہ دار ہے تو ناتہ دارون کے
حقوق اضافہ کرے اور ہمسایگی کی حد گھر کے چارون طرف سے چالیس چالیس گھرون تک
بیان کرتے ہین مسئلہ ناتے دارون کے حقوق اور صلہ رحم ہر ایک کی طاقت کے
موافق دین کے واجبات مین سے ہین بالخصوص جب وہ محتاج ہو حدیث شریف مین آیا ہے
اگر ذو رحم کے محتاج ہوتے ہوے صدقہ اور محتاج کو دے دیوے تو صدقہ نہین ہوتا

حقوق ہمسایہ

حقوق ناتے دارون

اور ماں باپ سب سے مقدم اور افضل ہین انکی خدمت جان اور مال سے اور انکی آداب بولنے مین
اور بیٹھنے اُٹھنے مین واجب ہی ایسا لازم ہی کہ انکی خدمت سے عاجز نہووے اور انکو کسی بات کا محتاج نرکھے اور
نہ انکو کسی طرح کا رنج دے اور انکی ایذا کی برداشت کرے اور انکے سامنے چیخ کر نبولے اور تہمت کا نکہے وہ
جو کہین اسکی بجا آوری واجب ہی جب تک وہ خدا رسول کی معصیت نفرماوین اور بے بسبب سفر حج نفل وغیرہ
کا اور تلاش نفل علم کی اور سوا اسکے اور نوافل اور مستحبات انکی اجازت بغیر جائز نہین ہین
اور سفر حج فرض و علم فرض اور اور فرض اور واجبات مین انکی اجازت اور رضامندی کی حاجت
نہین ہی انکی بے رضامندی بھی ادا کرلی چاہیین خلاصہ یہ ہی جب امکان انکو آزردہ نکرے
کیونکہ ماں باپ کی ایذا رسانی مین سخت وعید آئی ہی اور باپ کے حق سے ماں کا حق بہت
افضل ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جنت ماں کے پیرون تلے ہی
اور ماں باپ مرجاوین تو انکے لیے ہر طرح کا صدقہ خیرات قرآن مجید کی تلاوت استغفار طلب رحمت سے
انکا لحاظ رکھے اور انکے ملنے والون سے مہربانی سے ملا کرے اور انکی ذمہ داری پوری کرے اور
واضح ہو کہ استاد کا حق شاگرد پر اور پیر کا حق مرید پر ماں باپ کے حق کے برابر بلکہ اس سے
بھی زیادہ ہی شرعۃ الاسلام مین مذکور ہی کہ استاد کا حق والدین کے حق پر اور تمام مسلمانون کے
حق پر مقدم ہی اور بستان ابو اللیث مین مذکور ہی کہ شاگرد کو لازم ہی کہ استاد کی تعظیم کیا کرے
کیونکہ اسکی تعظیم مین علم کی برکت ظاہر ہوتی ہی اور استاد کے استخفاف مین علم کی برکت جاتی
رہتی ہی اسلئے اور شاگرد کا حق استاد پر اور مرید کا حق پیر پر ایسا ہی ہی جیسے بیٹے کا حق باپ پر
اور حدیث شریف مین آیا ہی کہ جیسے تجہپر تیرے باپ کا حق ہی اور اولاد کا حق ماں باپ پر
یہ ہی کہ انکی خوب محافظت سے پرورش کرین اور انکو ادب اور نیک چلن سکھاوین اور بری
صحبت مین نبیٹھنے دین اور معصیت سے اور لذات مین کھپ رہنے سے اور زیب و زینت سے
باز رکھین تاکہ تمام عمر ایسی عادت سیکھکر اوقات ضائع نکیا کرے اور جب علم سیکھنے کی ہوش
آجاوے تو دینی علم سکہاوین اور خداے تعالے کا نام لینا تلقین کرین اور شعر منحش مین نلگاوین

اور باپ کو چاہیے کہ اپنی حشمت اولاد پر قائم رکھے اور ماں اپنی اولاد کو باپ سے ڈراتی رہے
اور سات برس کی عمر مین بچہ کو آداب اور نماز اور شرع کے احکام اور اہل سنت اور جماعت کے
عقائد سکھاوین اور جب نو برس کا ہو تو اسکو الگ سلاوین اور دس برس کے مرد کو ماں بہن
وغیر ذوات محارم اور اجنبی عورت کے ساتھ سونا روا نہین ہی چنانچہ کفایۃ الشعبی مین ہی اور دس
برس کے بچہ کو اگر نماز مین تاخیر کرے تو مارا کرین اور تمام امور شنیعہ سے جھڑک دیا کرین اور سخاوت
اور مروت کی عادت ڈلواوین اور مجلس کے آداب اور بزرگون کی تعظیم و تکریم سکھاوین اور جھوٹ
بولنے اور سخن چینی اور غیبت اور قسم کھانے سے منع کرین اور اگر استاد اسکو مار کر ادب دے
تو ماں باپ بیٹے کی رعایت اور سفارش نکیا کرین اور جب سولہ برس کا ہو جاوے تو اسکا
بیاہ کر کر شرعی پیشہ یا ہنر مین لگا دین کیونکہ کسب کفایت کے موافق فرض ہی اب اسکو
خداے تعالے کے حوالہ کر دین کہ اسکے حقوق ادا ہو چکے اور اور رشتہ دارون اور ذوات الارحام کے
حقوق بھی دستور کے موافق ادا کرتا رہے ہر ایک کے فائدہ مین مقدور کے موافق دریغ
نکرے اور قطع رحم سے بہت بچے کیونکہ قیامت مین اسکا مواخذہ ہوگا اور ہر ایک مستحق کے
نفقہ کا ذکر وجوب نفقات کے باب مین ہو چکا ہی اور ایسی ہی بی بی کے نفقہ کا بیان اور اسکے
احکام بھی گذر چکے ہین اور لازم ہی کہ اپنی بی بی کے پاس کسی غیر محرم کو نہ آنے دے اور ابتدا
امور سے غافل نہو اور بی بی کو اپنی سیاست مین رکھے خود رو نہ کردے گھر مین سے نکلنے نہ دیا
کرے نہین تو گناہ مین اسکا شریک ہوویگا اور جسدن بی بی بیاہ کر لاوے اسکے دونون پاؤن
دھو کر گھر کے چارون کونون مین ڈال دے اور لوگون کو اپنی طاقت کے موافق ولیمہ کا کھانا
کھلاوے اور نکاح کو مشہور کردے اگرچہ دف سے شہرت ہو اور بی بی کی کج خلقی پر صبر کیا کرے
اور اسکی بیہودگی معاف کر دیا کرے اور اسکے ساتھ شفقت اور مہربانی سے گذران کیا کرے
اور سر بسر اسکا مطیع نہ بن جاوے تاکہ عورت اپنی عادت کے موافق لڑائی جھگڑے کھڑے
کردے اور بی بی کو امور شنیعہ و منکرات پر اسطور ادب دیتا رہے کہ پہلے نرمی سے سمجھاوے

اگر نہ مانے تو ڈرا دے اور دھمکا دے اگر اس سے بھی نہ مانے تو حکم بدلے طرفین کے تا وہ فیصلہ
کرین یہ بھی موثر نہو تو طلاق دے دے نماز چھوڑنے پر اور بعضے اور امور پر مارنا بھی روا ہی لیکن
منھ پر نہ مارے اور ہاتھ پاؤن نہ توڑ دے اور خاوند کو لازم ہی کہ عورت کو کوٹھے دیوار کھڑکی وغیرہ
سے جھانکنے نہ دے اور جہانتک بن آوے اپنی بی بی اور عیال پر نفقہ مین فراخی کرے اور افضل
یون ہی کہ جو آپ کھاوے وہی اُسے کھلاوے بلکہ سب ایک دسترخوان پر کھاوین اور
بی بی اور عیال کو شرعی احکام نماز روزہ حیض نفاس کے مسائل اور صحبت کے آداب سکھاوے
اور جماع کے وقت پہلے خوب پیار کرے کیونکہ اس سے اُنس اور لذت خوب حاصل ہوتی ہی
اور بسم اللہ پڑھکر داخل کرے اور روبقبلہ ہوکر جماع نہ کرے اور حیض اور نفاس کے
ایام مین کبھی جماع نہ کرے اور اگر ایک دفع جماع کر کر دوبارہ جماع کا قصد کرے تو چاہیے کہ
پیشاب کر کر ذکر کو اور اندام زن کو دھوکر جماع کرے اور خزانہ مین ذکر کیا ہی اگر مرد بی بی کی
شرمگاہ کو چھوے اور اُسکے عکس یعنی بی بی اپنے خاوند کی شرمگاہ کو چھوے تو کچھ ڈر نہین ہی
تاکہ شہوت پیدا ہوجاوے شعبی کفایہ مین بیان کرتا ہی جس عورت کی دونون راہ کشادہ
ہوکر مل جاوین ایسی سے جماع نہ کرنا چاہیے ہان اگر خاوند یقیناً جانے کہ جماع فرج مین واقع ہوگا
تو مضایقہ نہین اور لڑکا پیدا ہونے سے خوش اور لڑکی پیدا ہونے سے ناخوش نہو بلکہ لڑکی
کو کھانے اور میوہ وغیرہ مین لڑکے پر مقدم رکھا کرے کیونکہ لڑکیون کی غمخواری کے فضائل
بہت آئے ہین اور بی بی کے طلاق دینے مین جلدی نہ کرے اسلیے کہ عورت کی طلاق
خداے تعالے کے ہان سب مباحات سے ناپسند ترین ہی ہان اگر ناچار ہوجاوے تو
خیر دیوے اور ابو اللیث کی بستان مین مذکور ہی کہ جس عورت کے دو خاوند ہوے ہونگے
قیامت مین پچھلے خاوند کے پاس ہوگی اور بعضے علما کے نزدیک جسکو عورت پسند کریگی
اُس پاس ہوگی اور سراجیہ مین ہی کہ شکر اور درہم ضیافت مین اور عقد نکاح مین نثار کرنے کا
ڈر نہین ہی انتہے اور خاوند کا حق بی بی پر یہ ہی کہ وہ ہر وقت اُسکی اطاعت مین رہے اور جب نکال

صحبت کو چاہے تو انکار نہ کرے پر اُسوقت کوئی شرعی مانع موجود ہو جیسے حیض نفاس [illegible]
گھر مین سے اُسکی بے مرضی کسی کو کچھ نہ دے اور نفلی عمل اُسکے بدون اجازت کے نہ کرے کیونکہ
مقبول نہین ہے اور خاوند کی بے اجازت باہر نہ نکلے جیسی بیٹھی رہا کرے اور [illegible]
حاجت سے زیادہ طلب نہ کیا کرے اور عورت کے مربیون کو لازم ہے کہ نکاح سے پہلے اُسکو
خاوند کے ساتھ گذران کرنے کے طریقے سکھاوین اور یہ کہدین کہ تو ناواقف ہو کے اُسکے پاس
جاتی ہے اُسکی اطاعت اپنے اوپر لازم سمجھنا جس طرح رکھے اُسی طور رہنا اور ایسی حرکت
یا بات جسمین وہ ناخوش ہووے ہرگز نہ کرنا مسئلہ مسافر اور یتیمون اور مساکین کے
حقوق یہ ہین کہ اُنکو جسطور بنے راضی رکھے اور اُنکی حاجتین حسب مقدور روا کرے
اور اُنکو احسان او شفقت اور فائدہ اور آرام پہونچاوے اور ظالم کا ظلم اُنکی جان و مال سے
دفع کر دے اور اُنکا مال ناحق نہ کھا جاوے مسئلہ لونڈی غلامون کا حق آقا پر یہ ہے کہ
اُنکو رنج اور تکلیف نہ دیا کرے اور اُنکی طاقت سے زیادہ کام نہ لیا کرے اور بدون حق
شرعی کے ایذا نہ دے اور اُنکو حقارت سے نہ دیکھا کرے اور جو آپ کھاوے پہنے ویسا
ہی اُنکو کھلاوے پہناوے اور اُنکی خطا و تقصیر معاف کر دیا کرے اگرچہ دن بھر مین ستر بار خطا
کرین اسکا بڑا ثواب ہے اور اگر غلام طبع کے موافق نہو تو آزاد کر دے یا بیچ ڈالے تکلیف نہ دے
یہ بہت بڑا حق ہے اور غلامون کو یہ لازم ہے کہ ہر وقت اپنے مولے کے مطیع اور خادم رہا کرین اور
اُنکی بے اجازت اور رضا کے سوائے فرض نماز روزہ وغیرہ کے کوئی کام نہ کیا کرین کیونکہ وہ جہات
الٰہی مین اذن اور رضا مولے کی اور کسی بندہ کی حاجت نہین ہے اور اپنی جان و مال سے
مولے کے مال کی خیرخواہی اور نگہبانی کیا کرین مسئلہ بادشاہ کا حق رعیت پر یہ ہے کہ ہر کار
مباح شرعی مین اُسکی اطاعت اور مدد کیا کرین اُسکی اطاعت کبھی نہ چھوڑین اگرچہ بادشاہ
ظالم اور فاسق ہو اور بادشاہ کو لازم ہے کہ کسی پر ظلم نہ کرے اور بے سبب شرعی کے کسی کو
ایذا جان یا مال کی نہ دے اور کسی کے ننگ و ناموس مین نگاہ بد نہ کرے اور ہر ایک کا

مرتبہ قائم رکھے اور ہر ایک کے ساتھ اسکے رتبہ کے موافق بھلائی سے پیش آوے اور مسلمان
رعایا کے ساتھ تواضع پیش آوے اور کسی کی چغلی کسی کے حق مین نہ سنا کرے اور رعایا کی خطا
معاف کیا کرے اور رعایا کی خبرگیری سے غافل نہوا کرے اور انصاف او عدل اور عہد پورا کرنا اور
لوگون مین اصلاح سے بیچ بچاو اور شجاعت اور عذر کا مان لینا اور فقرا کو اغنیا سے بہتر
سمجھنا پیشہ کرے اور رشوتون کو چپ چپکا سے محفوظ اور مسجدون کو آباد رکھے اور دشمنون کی
گھاتون سے غافل نہوا کرے اور امر معروف اور نہی منکر مین خوب تندہی کیا کرے اور خلقت کی
جان اور مال کی حفاظت بجالاوے مسئلہ عام خلقت کا ایک دوسرے پر یہ حق ہے کہ کسی کو
مردہ ہو یا زندہ حقیر نہ سمجھا کرین اور کسی کے سبب سے دنیا کو دین پر مقدم نہ کیا کرین اور
بے امتحان کسی پر اعتماد نہ کیا کرین اور اپنی حاجت حتے الامکان کسی پاس نہ لیجایا کرین اور
اورونکی حاجت روائی حتے الوسع کیا کرین اور اگر کسی سے کچھ ہاتھ نہ آوے تو اسکے دشمن نہو جاوین
اور اگر کسی سے ایذا پہونچے تو برداشت کرین اور بدلہ لینے کے درپے نہون اور اگر ہوسکے
تو برائیکا بدلا لین اور اکثر لوگون کی صحبت سے الگ رہا کرین سوائے اہل علم اور صلحا کے
ہمنشینی نہ کرین اور نیکی مین اورونکی پیروی کیا کرین اور بدی کو ایسی سمجھین کہ گویا
نہ دیکھی نہ سنی اور ہر ایک مجمع اور مجلس مین نجایا کرین اور چہل اور خوش طبعی سے اجتناب
کرین اور ہر بات مین میانہ روی اور اعتدال اختیار کرین کیونکہ کمی بیشی ہمیشہ ناپسند ہی
ہے یون چاہیئے کہ وقار سے اس طور رہے کہ تکبر نہوا ور ایسا متواضع ہو کہ ذلت نہ لازم آوے
اور گالی گلوج غیبت وغیرہ کی عادت نہ کرے اور لوگون کی عیب پوشی کیا کرے اپنے
عیوب کو تلاش کر کر دفع کیا کرے اور کسی کو اپنے ہاتھ یا زبان سے تکلیف نہ دے اور
دنیادارون کی صحبت سے اجتناب کرے اور خلقت کی بیہودہ گفتگو پر کان نہ لگاوے
اور اپنے سے کمتر کو دیکھکر ہر حال مین صبر اور شکر کرتا رہے اور اپنے سے برتر کو دیکھکر
پریشان خاطر اور حاسد نہو جاوے اور تمام خلائق کا خیرخواہ رہے اور امر معروف اور نہی

منکر سے قدرت کے وقت نہ بیٹھ رہے ہاں اگر جان یا مال کے ضرر کا خوف ہو کیونکہ ایسے وقت
اس کار سے اور اس شخص سے دل مین بیزار ہونا کفایت کرتا ہے اور ایسی ہی اگر یہ معلوم ہو کہ
میری بندگی سے منکر نہین رکتا اور میرے جاری کرنے سے معروف جاری نہین ہوتا اب بڑی
قدرت پیدا کرنی واجب نہین ہے اور معروف کا امر کرنے والا اور منکر سے روکنے والا عالم ہونا
چاہیے اور اسکا ارادہ صرف اللہ اور واسطے اعزاز دین اور اظہار طاعت کے ہو اور امر
اور نہی کی وعظ نرمی سے کرنا چاہیے اور افضل یون ہے کہ پہلے بر سبیل عموم کے کسی کی تعیین نہ کرے
اور اگر تعیین کرے تو اسکو خلوت مین تنہا کہے اگر وہ باز نہ آوے تو ظاہر کر دے اور اگر حاجت
ہووے تو اہل علم اور حاکم سے مدد بھی لے لیوے اور جس طور بن آوے منکر کو دفع کرے اور واضح
ہو کہ جو امور کتاب اور سنت اور عقل کے مطابق اور عمل خیر ہین یہ سب معروف ہین جیسے نماز
روزہ حج وغیرہ اب انکا ترک کرنا اور منہیات کا اختیار کرنا جیسے شراب خواری اور زنا وغیرہ
منکر ہین اور جو انمین سے مشہور ہین سو سب کو معلوم ہین یہان سبکا بیان کرنا دشوار ہے
کچھ تھوڑی سی لکھے دیتا ہون پس مساجد کے منکرات یہ ہین کہ نمازی نماز مین احتیاط
نہ کیا کرین ارکان وغیرہ کی تعدیل کھو دین یا کسی کا کپڑا یا بدن ناپاک ہو یا قبلہ کی طرف سے
کچھ پھر جاوین یا قرآن مجید غلط پڑھا کرین یا مسجد مین قصہ کہانی کہا کرین یا لڑکے بالون کو کھلایا کرین
یا مسجد کو دوکان بنا لین ان حرکات سے منع کرنا اور قرآن مجید صحیح سکھانا ہر ایک پر واجب
ہے اور بازارون مین جھوٹ اور دغابازی سے اور ملاہی یعنی تال طنبورہ وغیرہ اور جاندار
کی تصویر اور سونے چاندی کے برتن بیچنے سے اور ناپ تول مین کمی کرنے سے منع کرنا لازم ہے
اور شارع پر دکان بنانی اور درخت لگانے سے اور جس سے رستہ مین تنگی ہووے
اور راہگیر کو ضرر پہونچے منع کرنا واجب ہے اور ایسی ہی ضیافت مین حریر کے فرش اور سونے
چاندی کے برتن استعمال کرنے سے اور ملاہی اور مناہی کے لانے سے اور جوان عورتون
اور خوبصورت لڑکون کے آنے سے منع کرنا واجب ہے اور حمام مین ستر کھولنے اور غیر کا ستر

دیکھنے سے اور حامی کو اپنے اوپر چڑھانے سے منع کرنا واجب ہے مسئلہ پیر کے آداب اور
حقوق یہ ہین کہ ہر حال مین پیر کی مخالفت سے بچتا رہے اور اُسپر ظاہر اور باطن کچھ اعتراض
نکرے اور اتفاقاً اگر پیر سے کوئی امر کہ وہ دیکھنے تو برا ہو کر عرض نکرے بلکہ اشارہ سے بتادے
اور اُسکے عیب کو ہنر سمجھکر چھپالیا کرے اور یہ خیال نکرے کہ پیر ہمیشہ یہ ہی تحمل کرتا ہوگا اور
پیر کو کسی غصہ کے سبب سے ترک نکردے اور نافرمان نہوجاوے اور اپنی تقصیرین معاف
کرواتا رہے اور اسکی صحبت اور خدمتگزاری کو غنیمت سمجھے اور اُسکے سامنے ادب سے
چپ بیٹھا رہا کرے اور اُسکی امداد اور فتوح کا ہمیشہ امیدوار رہے اور اپنا حال ہر روز مفصل
ظاہر کردیا کرے اور غیرون سے چھپایا کرے اور پیر کو لازم ہے کہ مرید پر شفقت کیا کرے
اور ہر وقت اُسکی خبر لیتا رہے اور ریاضت اور مجاہدہ اور سلوک نرمی اور سہولیت سے
آہستہ آہستہ سکھاوے اور مرید سے کوئی مالی یا جانی خدمت کی توقع نکرے اُسکی محض للہ
تربیت کرے اور اُستاد کا حق شاگرد پر ایسا ہی جیسا پیر کا مرید پر بلکہ اول اور اصلی پیر اُستاد ہی
ہوتا ہی جو شرعی علم اور تمام اشیاء اور اعمال کے احکام شاگرد کو سکھاتا ہی یہ تو خلائق کے مجملاً
حقوق ہین جسکو انکی تفصیل منظور ہو وہ بڑی کتابون مین دیکھے پس عبادات اور آخرت
اور سلوک کا طالب اگر خلقت مین ملے جلے تو اُسکو خلقت کے حقوق ادا کیے بغیر کوئی
چارہ نہین ہی کیونکہ اگر کوئی واجب ترک کریگا تو عذاب کا سزاوار ہوویگا اور اگر ان تمام حقوق کے
ادا کرنے مین لگا رہا تو اُسکا تمام وقت اس ہی مین صرف ہوویگا اور سوا اُسکے مخالطت
کی اور آفتین جو سابق مین مذکور ہوئین وہ علاوہ رہین تو اب خلقت کی مخالطت کے ساتھ
عبادت اور سلوک جیسا کہ چاہیے ہونا معلوم فراغت اور ذوق میسر ہونا ممکن نہین ہی اسی لیے
عابد اور سالک کو خلقت سے گوشہ نشینی ضروری ہی اور عزلت کا طریقہ پہلے بیان ہوچکا کہ افضل
تو جنگل اور پہاڑون مین رہے تاکہ سراسر آفات سے محفوظ ہوکر فراغت سے عبادت مین
مشغول رہے اور عزلت کا ادنی درجہ یہ ہی کہ آبادی مین رہے پر اکثر اوقات اپنے گھر کے

یا مسجد کے گوشہ مین چھپا بیٹھا رہا کرے اور سوا ے جمعہ اور جماعت اور عیادت جنازہ وغیرہ یا کسی اور
واجب و نیکی یا ضرورت دینی اور دنیاوی کی خلقت سے تنہا رہا کرے کہ سلامتی تنہائی مین ہی اور
اقتضا دونون مین یہ مضمون وارد ہوا ہی **فصل** تیسرا روکنے والا عبادت سے شیطان ہی اور
وہ دشمن قوی جانی بنی آدم کا ہی جیسے کہ خداے تعالی نے خبر دی اِنَّ الشَّیطٰنَ لَکُم عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوہُ
عَدُوًّا اِنَّمَا یَدعُو حِزبَہٗ لِیَکُونُوا مِن اَصحٰبِ السَّعِیرِ اور حدیث مین ہی کہ شیطان
آدمی مین خون جاری ہونے کی جگہ جاری ہوتا ہی اور دخل کرتا ہی پس ایسے دشمن قوی اور پوشیدہ سے
غافل نہین ہونا چاہیے اور سوا ے لڑنے کے ساتھ اسکے چھٹنا نہین ہو سکتا ہی کہ وہ ہرگز قابل آشتی کے
نہین ہی اور سوا ے ہلاک کرنے آدمی کے چین نہین پڑتا اور شب و روز آدمی کے قصد ہلاک مین
رہتا ہی خصوصاً عابد و سالک کی ہلاکت مین کمر باندھے رہتا ہی پس آدمی کو چاہیے کہ ایک لحظہ
اوس سے اور اوسکی لڑائی سے غافل نہ رہے اور اسکے دفع مین کوشش کرے اور دفع کرنا اوسکا تمام
کثرت اعوذ پڑھنے اور مجاہدہ اور ریاضت کے میسر ہوتا ہی پس چاہیے کہ بندہ اوسکے مکرون اور
حیلون اوسکے پر مطلع ہو کر اوسکے وسوسہ پر التفات نہ کرے اپنے دل کو مشغول اوسمین نہ رکھے اور ہمیشہ
ذکر الٰہی مین مشغول رہے حدیث مین آیا ہی کہ شیطان آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہی جب بندہ ذکر خدا
کرتا ہی تو شیطان اوس سے بھاگ جاتا ہی اور شیطان کے وسوسون اور حیلون اور مکرون کے
جاننے مین اول احتیاج خطرون کی معرفت کی ہی پس جاننا چاہیے کہ آدمی کے دل مین چھ طرح کے
خطرے ہمیشہ جاری ہین انمین سے ایک تو خطرہ الٰہی ہے کہ اوسکی جناب سے بلا واسطہ بندہ کے
دل پر وارد ہوتا ہی اور وہ ابتدا سے خیر ہوتا ہی اور کبھی امتحان کے لیے ساتھ شر کے بھی وارد
ہوتا ہی اور اوسکو الہام کہتے ہین اور دوسرا خطرہ ملکی ہی اور وہ ہمیشہ وارد بخیر ہی تیسرا خطرہ روحی ہی
اور وہ بھی ساتھ طاعت اور راستی اور خیر کے وارد ہوتا ہی اور یہ دونون خطرے آپسمین قریب
قریب ہین بلکہ متحد ہین اسی لیے بعضے علما نے روحی کو جدا نہین گنا ہی اور یہ دونون سواے
خیر اور سلامتی آدمی کے دنیا اور آخرت مین وارد نہین ہوتے ہین چوتھا خطرہ عقل ہی اور وہ

کبھی موافق ملک اور روح کے ہوتا ہی اور کبھی موافق نفس و شیطان کے اور یہ اظہار حکمت الٰہی کا ہی
بیچ داخل کرنے کسب بندے کے خیر و شر مین و ترتب جزا و رجزا اُسکے کے اُسپر اور اسلیے بغیر نزول عقل
تکلیفات شرعی واجب نہین پانچوین خطرہ نفس کا ہی وارد ہونا اُسکا ساتھ شر کے ہوتا ہی کہ اُسمین
کچھ خیر نہین ہی مانند حاصل کرنے شہوات اور لذات اور امور دنیوی کے کہ فانی ہین اور چھٹا
خطرہ شیطان کا ہی اور وہ نہین ہوتا ہی مگر واسطے بہکانے اور گمراہ کرنے اور کفر اور شرک اور تہمت
اور شکوے کے خدا پر اور واسطے گناہون کے اور ڈھیل کرنے کی توبہ وغیرہ مین اور کبھی واسطے
مکر اور دھوکہ دینے کے صورت خیر مین بھی وارد ہوتا ہی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ خطرہ نفسانی بھی
کبھی ساتھ خیر کے ہوتا ہی اور اُسکے پیچھے شر ہوتی ہی اور خطرہ شیطانی کو وسواس اور نفسانی کو ہوا
نفس کہتے ہین اور یہ دونون خطرے بُرے ہین اور اکثر اعمال بندون کے انھین دونو خطرون
پر مبنی ہین اور اسلیے گناہون مین اور دنیا مین مستغرق ہین اور اعمال خواص کے پیدا ہوتے ہین
خطرہ ملکی اور روحی سے اور اعمال اور حرکات عارفین کے الہام الٰہی سے ہوتے ہین لیکن تمیز
اُسکا اور خطرون سے اور ایسی ہی تمیز خواطر کا ہم سے بہت دشوار ہی جسکو خدا ے تعالیٰ چاہتا ہی
اور دل اُسکا روشن کرتا ہی میسر ہوتا ہی اور حاصل یہ کہ جب بندہ شرک اور گناہون اور ڈوبے
رہنے سے لذات و شہوات مین اور اعتراض اور غصہ ہونے سے حق پر باز رہے اور توبہ
اور استغفار عادت اپنی کرکر اعمال خیر ساتھ اخلاص اور شرائط اُنکے کے بجالاوے امید ہی کہ شیطان
اور نفس کے ہاتھ سے چھٹکارا پاکر بخشا جاویگا اور بہشت مین داخل ہوگا اور اگر ورع اور زہد اور
ریاضت اور تقوے اور سلوک اور خدا طلبی اختیار کرے حق تعالیٰ معرفت اپنی عطا فرماویگا اور
نور ہدایت سے روشن کریگا اُسپر پہچان اور تمیز خواطر کی اور اور چیزون کی ملاحظہ آسان
ہوگی ع ہر کہ واقف گشت بر اسرار ہو ہ سر مخلوقات چہ بود پیش او ہ لیکن پہلے اس سے
اگر کوئی چاہے کہ خاطر خیر کو شر سے تمیز کر لے چاہیے کہ اپنے خطرہ کو شرع پر عرض کرے اگر موافق
خیر شرعی کے آوے خیر ہی والا اثم ہی اور خطرہ رخصت اور شبہہ کا بھی شر ہی اور اگر اس کسوٹی سے

خوب واضح ہو تو صلحا اور اولیا کے احوال پر عرض کرے اگر انکی پیروی ہے تو خیر ہے ورنہ شر ہے
اور اگر پھر بھی شبہ ہے تو نفس اور اسکی ہوا پر عرض کرے اگر نفس و طبیعت کو اس سے نفرت دیکھے
اور وہ نفرت بخیال خوف الٰہی نہ ہو جانے کہ خیر ہے اور اگر نفس کو اسکی طرف کچھ میل ہو بغیر میل
امید اجر اخروی کے جانے کہ شر ہے اسلیے کہ میل نفس کی اصلا خیر کی طرف نہین ہوتی ہے اور پھر اگر
چاہے کہ فرق درمیان خطرہ شر کے جانے کہ نفس سے ہے یا شیطان سے ہے یا خداے تعالے سے ہے
چاہیے کہ دیکھے اگر ایک حال پر باقی رہتا ہے تو حق سے ہے یا نفس سے اور اگر متردد ہوتا ہے تو شیطان سے
ہوتا ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر وہ خطرہ بعد کرنے کسی گناہ کے ہے تو جانے کہ خدا کی طرف سے ہے واسطے
عقوبت اور اہانت کے بسبب شومی اس گناہ کے آیا ہے اور اگر بعد گناہ کے نہین ہے تو شیطان سے ہے
اور یہ بھی ہے کہ اگر وہ خطرہ بوقت ذکر الٰہی کے ضعیف اور کم ہو جاتا ہے تو جانے کہ شیطان سے ہے
و اگر نہ ہووے نفس سے ہے اور اگر زیادہ ہوتا ہے تو خدا سے ہے اور فرق کرنا خطرہ خیر کا کہ خداے تعالی سے ہے
یا فرشتہ سے ہے اس طرح ہوتا ہے کہ اگر وہ خطرہ ہمیشہ اور ساتھ جزم اور قوت کے ہے تو خداے تعالی سے
ہے اور اگر متردد ہے تو فرشتے سے ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر وارد ہونا اسکا بعد خیر و طاعت ہے تو خداے تعالی کی
ہے واسطے اعزاز عامل کے اور اگر ابتدائہ ہے تو غالبا فرشتے سے ہے اور یہ بھی ہے کہ اگر بیچ اصول اور
اعمال باطن کے ہے تو خدا کی طرف سے ہے اور اگر فروع اور اعمال ظاہرین ہے تو اغلب احوال
مین فرشتے سے ہے اور علامت خطرہ اس چیز کا کہ شیطان سے ہے یہ ہے کہ اسکے وارد ہونے سے
نفس کو نشاط اور جلدی اور امن اور اندھاپن دل کا موجود ہو پس وہ خطرہ شیطان کا یا نفس کا
ہے کہ صورت خیر مین ادنی کی طرف بلا کر افضل سے باز رکھا یا وہ خیر موجب گناہ سے زیادہ ثواب سے
ہو جیسا کہ ریا اور عجب اور مانند انکے کے اس خیر سے پیدا ہو کر اوپر ثواب انکے کے گناہ غالب آتا ہے
مثل اس خطرۂ خیر سے بھی بہت پرہیز کرنا چاہیے اور اگر وقت وارد ہونے اس خطرہ کے نفس کو
ساتھ خوف کے پاوے نہ ساتھ امن کے اور ساتھ بصارت کے پاوے انجام کار مین نہ ساتھ
کوری دل کے اور ساتھ آہستگی کے پاوے نہ ساتھ عجلت کے اور ساتھ خوف کے پاوے

نہ ساتھ نشاط کے جانے خداے تعالیٰ سے نہ بہ پا فرشتے سے اور جب اس سب کو معلوم کیا تو نے تو مکر اور حیلے شیطان کے بھی جاننے چاہیے تا خوب دفع کرنے والا اُنکا ہووے تو پس جاننا چاہیے کہ ابلیس کے بشر کے ساتھ امر عبادت اور طلب قرب الٰہی اور طاعت اور ذکر خیر اور عمل خیر مین کتنی طرح کے مکر ہین اول یہ کہ ہر طرح اور فریب سے چاہتا ہی کہ بندہ کو عمل خیر اور طاعت اور ذکر الٰہی سے باز رکھے پس اگر بندہ توفیق الٰہی سے اُسکو رد کر کر مستعد عبادت کا ہووے اور جانے کہ ہمکو واسطے توشہ اور نجات آخرت کے پیدا کیا ہی عبادت بغیر مین نہیں تو شیطان اور مکر سے پیش آتا ہے اور ساتھ تاخیر توبہ اور عبادت کے حکم کرتا ہی اور جب بندہ اُسکو بھی رد کرے اور کہے کہ دنیا کی زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہی شاید کہ تاخیر توبہ مین اجل آجاوے اور رجوع الے اللہ اور عبادت سے محروم رہون مین تو شیطان اور طرح پیش آتا ہی اور ساتھ جلدی کرنے کے طاعت مین جلدی ادا کرنے عبادت کے سے باز رکھتا ہی اور جب بندے نے توفیق الٰہی سے اس وسوسے کو بھی رد کیا اور جانا کہ تھوڑا عمل آہستگی اور احتیاط اور شرائط سے بہتر ہی اُس عمل بہت سے کہ ساتھ نقصان اور شتابی کے ہو پس شیطان اور حیلے اُٹھاتا ہی کہتا ہی کہ خوب عمل شرائط کے ساتھ لوگون کے دکھانے کے لیے کرتا ریا مین ڈالے اور اگر بندہ اُس سے بھی پرہیز کرے اور کہے کہ مجھکو دیکھنا حق کا کافی ہی لوگون کے دیکھنے سے کیا کام ہی تو شیطان اور مکر سے پیش آتا ہی اور بندے کو عجب اور خود بینی مین ڈالتا ہی کہ مین کیا اچھا عابد ہون اور خدا کی بہت عبادت کرتا ہون اور مخلص و شب بیدار ہون پس اگر بندے نے اُسکو بھی رد کیا اور احسان خدا کا اپنے اوپر لازم جانا اسلیے کہ اُسکو اُس عمل کی توفیق دی تو شیطان اور طرح سے پیش آتا ہی اور پوشیدہ بندے کے دل مین ڈالتا ہی کہ عبادت اچھی طرح ادا کر کہ حق تعالے ضرور عمل تیرا لوگون پر ظاہر کریگا اور مقصود اُسکا اس سے ریا پوشیدہ ہوتا ہی پس اگر توفیق الٰہی شامل حال بندے کے ہوئی اور بندہ نے اُسکو بھی

رد کیا اور جانا کہ یہ وسوسہ شیطانی ہی کہ میری عبادت کو فاسد کرنا چاہتا ہی مجھکو اس سے کیا
کام ہی کام خدا سے ہی کوئی جانے یا نہ جانے شیطان اور حیلے سے پیش آتا ہی اور یون دل
مین ڈالتا ہی کہ تو ایسے مقام اور مرتبہ کو پہونچا کہ تجھکو بعد اُسکے احتیاج عمل کرنے کی نرہی یا یسے
کہ اگر تجھکو حق تعالے نے نیکبخت اور اہل نجات پیدا کیا ہی تو ترک کرنا عمل کا تجھکو نقصان
نہین رکھتا اور اگر بدبخت اور اہل عذاب پیدا کیا ہی تو جو کچھ کریگا فائدہ نہین دینے کا پس اگر بندہ
حفظ الٰہی مین ہوگا تو جانیگا کہ مین بندہ ہون مجھپر فرمان برداری مولے کی واجب ہی وہ
جو کچھ چاہیگا کریگا اور یہ کہ مجھکو توفیق عبادت کی دیتا ہی آثار نجات ہی بہر وجہ عبادت سے
دست بردار نہونا چاہیے اور ثواب طاعت کا اللہ تعالے نے وعدہ کیا ہی ہرگز باطل نہوگا
جب یہ سب کچھ جانا اور اسپر عمل کیا شیطان کے مکرون سے چھوٹا اللہ ہی بچا دے اُسکے
مکرون اور حیلون سے **فصل** چوتھی مانع عبادت اور سلوک سے نفس ہی اور وہ ہی حکم کرنے والا
بدی کا اور بدترین دشمنون کا اور بلا کہ علاج اُسکا دشوار ہی اور دشمن باطن کا ہی اور بندہ اُسکو
محبوب رکھتا ہی اور اُسکے عیب سے اندھا ہی اگر آدمی تامل سے دیکھے اور خدا اُسکو ہدایت کرے
تو معلوم کرتا ہی کہ نفس مورد سب فتنون کی اور مصیبتون کی اور بلا کفون وغیرہ گناہون کی ہی اور جو بلا کہ آدمی کو
پہونچتی ہی اُسیکے سبب سے ہی اور شیطان بھی اُسکے سبب سے دخل پاتا ہی پس اُسکے علاج سے
غافل نہونا چاہیے اور مشکل تر یہ ہی کہ اُسکو بالکل شر مردہ اور ہلاک بھی نہ کرنا چاہیے اسلیے کہ جیسے وہ
دشمن ہی اُس سواد رسبب حاصل کرنے سعادت آخرت کا بھی وہ ہی قوی رکھنا اُسکو بقدر اٹھانے
افعال خیر اور حاصل کرنے عبادت اور توشہ آخرت کا بھی مطلوب ہی پس اُسکو ساتھ تقوے اور
ریاضت کے تابعدار کرکے موافق دل کے کرنا چاہیے تو قلب ساتھ موافقت اور مددگاری
اُسکی کے حاصل کرنا رضا مولے کا اور سعادت آخرت کا کرے اور تدبیر اس کام کی یہ ہی کہ تمام
خواہشون اور لذتون نفس کے تیئن اُس سے باز رکھکر قوت بقدر باقی رکھنے قوت عبادت کے
دینا چاہیے جبکہ خواہشین اُسکی منقطع ہوکر بہو کا ہووے گا ناچار مانند جانور سرکش کے تابعدار ہوگا

بعد اسکے اوپر بوجہ عبادت کا جیسا کہ مطلوب ہے رکھنا چاہیے اور ہمیشہ خدا ے تعالے سے
ساتھ عاجزی اور زاری کے طلب خلاصی کی اسکی برائی سے کرنی چاہیے کہ بے مدد اللہ تعالے
کے چھٹکارا اس سے غیر ممکن ہے اور اصل اور عمدہ ترین اسباب دفع شر نفس کا تقویٰ ہی
اور تمام بھلائیان اور سعادت دارین کی تقوے کے نیچے رکھی ہین اس سبب سے کہ
عبادت کا کہ موجب سعادت کا ہے تین چیزون پر ہے توفیق الٰہی بندہ کو عمل کی اور
حاصل تقصیر عمل کی کہ وہ تمام ہو اور قبول کرنا حق کا عمل کو اور دینا ان تین چیزون کا تقوے
پر حق تعالے نے وعدہ کیا ہے جو کوئی تقوے کریگا البتہ اون چیزون کو پہونچے گا اور پہونچنا انکو
البتہ موجب سعادت دارین کا ہے اور وعدہ عطا کرنے ان تین چیزون کا بسبب تقوے کے
قرآن شریف مین موجود ہے کہ فرمایا ان اللہ مع المتقین یعنی توفیق اور مدد خدا کی ساتھ متقیون کے
ہے اور فرمایا یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا یصلح لکم اعمالکم یعنی اے
ایمان والو ڈرو خدا سے اور کہو قول محکم سنواریگا خدا عمل تمھارے اور فرمایا انما یتقبل اللہ
من المتقین یعنی قبول نہین کرتا خدا عمل مگر متقیون سے اور اور بہت چیزین خیر دین و
دنیا کے متعلق ساتھ تقوے کے ہین جیسا کہ فرمایا ان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدہم شیئا
اور فرمایا ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب اور فرمایا اتقوا اللہ
واطیعون یغفر لکم ذنوبکم اور فرمایا ان اللہ یحب المتقین اور فرمایا الذین امنوا وکانوا یتقون
لہم البشری فی الحیاۃ الدنیا وفی الاخرۃ اور فرمایا ثم ننجی
الذین اتقوا اور فرمایا اعدت للمتقین اور اسی لیے متقی بزرگ زیادہ
سب سے ٹھہرا کہ فرمایا اللہ تعالے نے ان اکرمکم عند اللہ اتقیکم اور حدیث شریف مین آیا ہے
کہ رسول علیہ السلام کو کوئی چیز خوش نہ آتی تھی جیسا کہ متقی اور تورات مین آیا ہے اے فرزند
آدم تقوے اختیار کر پھر جہان کہین کہ چاہے تو سو اور فرمایا خدا ے تعالے نے وازلفت الجنۃ
للمتقین غیر بعید پس نگہبانی دشمنون کے مکر سے اور فراخی رزق کی اور مغفرت گناہون کی

اور بشارت بھلائی کی دنیا اور آخرت مین اور نجات آخرت کی اور نزدیکی بہشت کی اور بہت بزرگ ہونا نزدیک خداے تعالی کے اور دوستی خداے تعالی کی بہہ وعدہ کیے گئے ہین تقوے سے متقی کو یہ سب چیزین میسر ہوتی ہین جیسا کہ اوپر کی آیتون مین مذکور ہے اور معنی تقوی کے پاک کرنا دلکا ہے سب گناہون سے اور ڈرنا اور ہیبت رکھنی خداے تعالی سے اور طاعت اور عبادت کرنی اور تینون معنی آیتون سے ثابت ہین کہ فرمایا خداے تعالی نے وَاِیَّایَ فَاتَّقُوْنِ اور فرمایا وَاتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ اور فرمایا وَیَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور مراتب تقوی کے تین ہین تقوی شرک سے اور تقوی بدعت سے اور تقوی گناہون صغیرہ سے جیسا کہ اس آیت سے سمجھا جاتا ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّاَحْسَنُوْا وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اور تقوی یعنی پرہیز کرنے کے فضول حلال سے بھی حدیث مشہور سے ظاہر ہے کہ فرمایا علیہ السلام نے متقیون کو اس سبب سے متقی کہتے ہین کہ ترک کرتے ہین اس چیز کو کہ اسمین خوف نہین ہے بخوف اسکے کہ پڑجاوین اس چیز مین کہ اسمین خوف ہے انتہے پس تقوے کی چار قسمین ہوئین اور یہ قسم اخیر ضروری اور اعلے درجہ تقوی کا اور موجب سعادت دارین اور سب نعمتون کا ہے اور اسکے ترک سے بندہ لائق حساب اور عیب اور حبس اور سرزنش کا ہوتا ہے اور اسکے کرنے سے سب بھلائیوان کو اور مرتبون اور نعمتون کو پہونچتا ہے اور اسکو متقی کامل اور مطلق کہنا چاہیے والا تقوی شرک اور گناہون اور حرام سے ہر مومن پر فرض ہے اور اسکے ترک سے جہنمی اور معذب ہوتا ہے اور ترتیب استعمال تقوی کی نفس مین یہ ہے کہ قوت تمام سے قیام کر کر نفس کو تمام گناہون سے باز رکھے اور سب فضولیون سے پرہیز کرے اور سب اعضا کو لگام تقوے کی دیوے اور جو عضو کہ جس چیز کے لیے پیدا ہوا ہے اسمین اسکو صرف کرے اور عمل حرام و فضول ولایعنے سے باز رکھے پس آنکھہ کو دیکھنے بیگانی عورت اور لڑکے حسین اور سب حرام چیزون اور گناہون اور زینت دنیا اور دنیا دارون

اور تمام لذتوں اور شہوتوں کی سے باز رکھے کہ سبب تمام فتنوں اور آفتوں کی یہی نظر ہے جو
پہلا اُٹھتی ہے وہی نظر سے اُٹھتی ہے اسلئے کہ اگر نظر قصداً حرام پر ڈالے گناہ کبیرہ ہوگا اور نظر مباح
پر اور ایسی ہی حرام پر بغیر قصد کے مبتلا کرنے والی اور باعث شوق حاصل کرنے مقصود کی ہے
اور شوق رکھنے والا حرام کا ہلاکت مین پڑتا ہے اور شوق رکھنے والا مباح کا بیچ رنج حاصل کرنے
اُسکے کے اور مبتلا وسوسون اور تشویش کا ہوتا ہے اور اُسکے نپانے سے حسرت زدہ اور پریشان
رہتا ہے اور نگاہ رکھنے والا آنکھ کا ان سب آفتون سے محفوظ و با امن ہوتا ہے اور آسودہ دل
رہتا ہے اور ساتھ فراغت دل کے عبادت مین مشغول رہتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ پرہیز کرو نظر سے کہ وہ دل مین آرزوے شہوت کی پیدا کرتی ہے اور بس ہے یہی فتنہ نظر
کرنے والے کو اور خدا تعالے نے فرمایا قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجہم
ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون اور رسول علیہ السلام نے فرمایا النظر سہم من سہام
ابلیس اور ایک روایت مین یون ہے کہ نظر کرنی طرف خوبصورت عورت کے ایک تیر ہے
زہر آلود تیرون شیطان کے سے جو کوئی ترک کرے اُسکو چکھاوے خدا اسکو مزہ عبادت
کا کہ اُس سے خوش ہووے اور پہلی حدیث مین جو نظر مطلق مذکور ہوئی اُس سے معلوم ہوا
کہ آنکھ کو ہمیشہ نیچا یا بند کر کر مراقبہ اور ذکر و فکر مین رہے اور سواے قرآن اور کتب دینی اور
دیکھنے صنائع آلہی کے ساتھ تفکر کے اور دیکھنے راہ اور مکان اپنے کے اور جو کچھ کہ ضروری
ہے اور چیزون مین نظر نہ کرے کہ اصل پیدائش آنکھ کی انھین چیزون کے لیے ہے اور عمدہ
ان چیزون کا دیکھنا حق تعالی کا ہے آخرت مین کہ آنکھ کو قوت بصیرت کی دیکر اپنے تئین ساتھ
اُسکے دکھاویگا مسئلہ کان کو سننے فحش اور غیبت اور فضول اور مانند انکے سے باز رکھنا واجب
ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سننے والا شریک ہے کہنے والے کے ساتھ اور یہ بھی ہے
کہ سنا تخم خطرون اور وسوسون اور مشغولیون کا ہے اور وہ بمنزلہ طعام کے شکم مین بلکہ زیادہ ہے
اسلئے کہ طعام ایک دو روز مین شکم سے نکل جاتا ہے اور بات کان سے سالہا بلکہ عمر بھر نہین جاتی

اور باعث آفتون اور بغضون کی ہوتی ہی پس اس دروازہ عظیم کے بند کرنے مین بہت کوشش کرنی چاہیے اور سواے بات حق اور کلام حق اور وعظ کے کہ کان ایسی ہی چیزون کے لیے پیدا ہوا ہی نہ سنی چاہیے اور سواے سیاست ملک اور زیادہ کوئی خلق پر کان رکھنا چاہیے تا فراغت عبادت و ذکر مین حاصل ہو مسئلہ زبان کو کہ اشد نافرمان اور موجب فساد بہت کی ہی ضبط کرنا چاہیے اور اُسکو سواے تلاوت قرآن اور ذکر اور تعلیم اور تعلم اور وعظ اور کلام صلاح دارین اپنے کے اور غیر اپنے کے کہ پیدایش اُسکی اسی کے لیے ہی نہ کھولنا چاہیے رسول علیہ السلام نے بعد شمار اور بیان کرنے تمام اعمال صالحہ کے فرمایا اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ ذٰلِكَ الْاَمْرِ اور زبان اپنی پکڑ کر معاذ کو فرمایا کُفَّ عَلَيْكَ هٰذَا پھر معاذ نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم زبان کی باتون پر پکڑے جاوینگے فرمایا علیہ السلام نے ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ يَا مُعَاذُ هَلْ يَكُبُّ النَّاسَ عَلٰى مَنَاخِرِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِي النَّارِ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِهِمْ اور بعضی باتین زبان کی ایسی ہوتی ہین کہ جنسے عمل نابود ہو جاتے ہین اور عمل خیر سے بسبب اُنکے باز رہتا ہی مانند غیبت اور چغل خوری وغیرہ کے پس زبان کی محافظت مین سلامتی دین و دنیا کی ہی اسلیے کہ عداوت اور بغض دنیوی بھی زیادہ کی باتون سے ہوتا ہی حاصل یہ کہ بندہ جو بات کہ سواے ذکر اور عبادت اور ضروری کے زبان پر لاوے تو دو حال سے خالی نہین حرام ہی یا فضول حلال پس حرام پر البتہ ترتب عذاب کا ہی اور فضول مین بھی کتنی ہی قبائح اور خرابیان ہین جیسا کہ نامہ اعمال اپنے کو ساتھ لغو کے سیاہ کرنا اور وہ باعث درازی توقف کا ہی موقف حساب مین کہ جس سے انبیا ہول مین ہین اور یہ بھی ہی کہ اُسکو حضور پروردگار اپنے مین تمام خلائق کے مجمع مین پڑھنا اور شرمساری لیجانا ہوگی اور یہ بھی ہی کہ کرام کاتبین کو لغو کے لکھنے کے رنج مین ڈالتا ہی اور یہ بھی موجب بیحیائی اور بیباکی کا ہی اُنسے اور بہت فضول ہین کہ ہوتے ہوتے حرام اور معصیت کی طرف کھینچ لیجاتے ہین اور مستحق عذاب کا کرتے ہین پس احتیاط بہر نوع زبان کے روکنے مین ہی ابوبکر صدیق رضہ سے منقول ہی کہ

کنکریان منھ مین رکھتے تھے تاکہ ایک اور بغیر قصد کے بھی کوئی چیز زبان پر نہ آجاوے اور
آفتین زبان کی اس سبب سے بھی اشد واکثر ہین کہ اثر کلام کرنے کا بہت جلدی سرایت
کرتا ہی دل مین مانند عکس اُسکے کے یعنی جیسا کہ جو کچھ دل مین آتا ہو زبان اُسکو بیان کرتی ہی
ایسی ہی جو کچھ زبان پر آتا ہی دل پر ایک صفت مثل اُسکے پیدا ہوتی ہی مثلاً اگر قصد دل کا ساتھ
تضرع وزاری کے ہو زبان الفاظ نوحہ گری اور مانند اُنکے کے کہتی ہی دلکو اُس سبب سے
رقت اور غم پیدا ہوتا ہی اور الفاظ خوشی سے حرکت نشاط کی دل مین پیدا ہوتی ہی اور بُرے
الفاظ اور جھوٹ سے دل تاریک واندھا ہو جاتا ہی اور الفاظ سچ اور نیک سے دل صاف
وروشن ہوتا ہی اسلیے تاکید محافظت زبان کی بہت آئی ہی پھر جاننا چاہیے کہ کلام کرنے کی
آفتون کی حد نہین ہی لیکن چند آفتین مجملاً ذکر کرتا ہون مین منجملہ اُنکے باتین احوال گذشتہ کی
سیر وسفر سے ہین کہ باعث فائدہ دینی اور دنیوی کی نہون اور وہ کلام لایعنی ہی کہ نکالنے
والا اسلام کی خوبی سے ہی اگر زیادتی اور کمی اور جھوٹ اُسمین راہ پاوے والا حرام موجب
عذاب کا ہوتا ہی اور آفت کلام باطل ہین ہی مانند لڑائیون صحابہ اور وارداتِ اُنکی کے
اور اور آفت بدعتون اور کلام معصیت مین ہی مانند ذکر مجلس زنا اور شراب اور فسق وفجور کے
آفت کلام نزاع اور جھگڑے مین ہی کہ صفت درندون کی پیدا ہوتی ہی مگر کہ واسطے
اظہار حق کے ہو پس وہان ساتھ نصیحت اور نرمی کے کہے نہ ساتھ سختی کے اور اور آفت
کلام کرنا بیچ جھگڑے مال ومتاع اور ارث کے ہی کہ وہان اکثر کمی اور زیادتی ہوتی ہی اور
علاج اُسکا دست بردار ہونا اُس سے ہی اور اگر یہ نہ کر سکے تو سوا ے حق اور بات نرم کے
نہ کہے اور اور آفت فحش بکنا اور نام فرج وذکر کا لینا اور گالیان کسی کو دینی ہین اور تمام
عوام بلکہ خواص بھی اس سے خالی نہین ہین اور اُسکے وعید سے غافل ہین حدیث مین
آیا ہی کہ بہشت فحش گو پر حرام ہی اور یہ بھی آیا ہی کہ اہل دوزخ اُسکی گندہ دہنی سے فریاد
کرینگے نعوذ باللہ منہ اور اور آفت کسی پر لعنت کرنی ہی بغیر ثابت ہونے موت اُسکی کے

کفر پر خبر خدا اور رسول ع سے اسلیے کہ لعنت کرنے مین ہر طرح خطرہ عظیم ہی اگر وہ لائق لعنت کے
نہین ہی تو لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہی جیساکہ حدیث مین آیا ہی اور اگر وہ لائق ہی تو کرنے والے
کو کیا ضرر وہ یہ کہ وقت اپنا اسمین ضائع کرے اور ذکر و تسبیح سے باز رہے لیکن کافر اور
ظالمون پر بغیر تعیین کسی کے لعنت کرے تو مضایقہ نہین ہی مگر تو بھی اہل سنت کے نزدیک چپ رہنے کے
افضل ہونے مین جگہ لعنت کے شبہہ نہین ہی اور لعنت کرنے مین کچھ فائدہ نہین ہی اور ۱۰ آفت
شعر وگانا ہی کہ اسمین جھوٹ اور سبکی اور خفت عقل کی ہی اور ۱۱ آفت خوش طبعی ہمیشہ کی ہی کہ
آخر امر اسکا منجر بغض و عداوت کا درمیان دوستون کے ہوتا ہی لیکن کبھی کبھی اگر واسطے خوشی
خاطر کے کچھ بات خوش طبعی کی کرے تو جائز ہی بشرطیکہ جھوٹ نہو اور بہت نہ ہنسے کہ قہقہہ حرام ہی
اور ۱۲ آفت ٹھٹھا اور مسخرا پن اور نقل کرنا کسی کے قول اور فعل کا بطریق تمسخر کے ہی کہ اس سے
آزردہ کرنا مسلمان کے دل کا ہوتا ہی کہ حرام ہی اور حدیث مین آیا ہی کہ مَن ضَحِکَ ضُحِکَ
جو کوئی ہنستا ہی کسی پر اسپر لوگ ہنستے ہین لیکن مسخرہ پر اور جو کہ رنجیدہ نہوتا ہو اس سے ٹھٹھا
اور خوش طبعی حرام نہین ہی اگرچہ ترک اسکا بھی اولی ہی کہ لغو ہی اور ۱۳ آفت وعدہ جھوٹا ہی
اور وہ علامات نفاق سے ہی اگر وعدہ کرے تو سچا کرے اور اسکو وفا کرے اور ۱۴ آفت جھوٹ
کہنا اور قسم جھوٹی کھانی ہی اور وہ معصیت عظیم اور ریکسو کرنے والی ایمان کی اور تاریک کرنے والی
دل کی ہی لیکن اگر بضرورت اور مصلحت کے جھوٹ بولے اور دل اسکا کارہ ہو تو گنہگار نہین ہونے کا
اور شرع مین تین جگہ جھوٹ کی اجازت آئی ہی ایک تو جنگ مین کہ دشمن سے بھید اپنے
دل کا سچا نہ کہنا چاہیے دوسرے صلح فیمابین مین تیسرے جسکے دو بیبیان ہون تو جائز ہی کہ ہر ایک
کو کہے کہ مین تجھکو زیادہ دوست رکھتا ہون اور غیر ان جگھون مین جھوٹ حرام ہی مگر جس جگہ
کہ سچ بولنے مین فتنہ برپا ہو مثلاً نشان اس مظلوم کا کہ چھپ رہا ہو ظالم سے سچ نہ کہنا
چاہیے اور سچ ظاہر کرنے بھید اور کسی کے گناہ کے بھی سچ نہ کہے لیکن اہل صلاح نے ایسی
جگھون مین بھی بات ساتھ تعریض کے کہکر دروغ محض سے پرہیز کیا ہی اور تعریض یہ ہی

کہ ایسی بات کہے کہ سننے والے کے فہم مین غیر مراد سمجھنے والے کی آوے اور آفت غیبت ہی
کہ کوئی مجلس اور کوئی شخص مگر جسکو اللہ بچاوے غیبت سے خالی نہین ہی باوجودیکہ وہ کبیرہ اور
موجب وبال عظیم ہے اور قرآن مین اُسکو ساتھ کھانے گوشت بھائی مردہ اپنے کے تشبیہ
دی ہے اور حدیث مین وارد ہی اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا اور یہہ بھی آیا ہی کہ غیبت غیبت
کرنے والے کے اعمال کو ایسا کھاتی ہی جیسے آگ لکڑیون کو اور نیکیان اُسکی مدعی کو دینگے
اور برائیان مدعی کی غیبت کرنے والے کو نعوذ باللہ منہ اور غیبت اُس بات کو کہتے ہین
کہ اگر اُسکے سامنے کہا جاوے تو وہ رنجیدہ ہو اگرچہ وہ بات سچی ہو اور جھوٹ تو خود
بہتان ہی ہی کہ غیبت سے بھی اشد ہو اور چھٹکارا غیبت سے یون ہو کہ اُسکے بھید
مین تامل کر کر اس سے حذر کرتا رہے اور اسباب غیبت کے اپنے سے دور کرے
اور اسباب اُسکے غصہ کرنا ہی کسی پر اور رضا سے اورون کی اور نمود اپنی فضیلت کی او
رد کرنا فضیلت غیر کا اور اظہار عیب دوسرے کا ہی اگرچہ ساتھ اظہار عیب اپنے کے
ہو مثلاً یون کہے کہ مین بھی حرام کھاتا ہون اور فلانا بھی حرام کھاتا ہی اور اور سبب
غیبت کا حسد صاحب مال یا جاہ یا علم کا ہی کہ ساتھ ظاہر کرنے غیبت اُسکی کے لوگون
کو اُس سے بد اعتقاد کرے اور اور سبب ٹھٹھا اور کھیل ہی اور اور بے قصدی ہی کہ
غفلت مین غیبت کسی کی زبان پر آجاتی ہی پس چاہیے کہ کسی سبب سے غیبت روا
نہ رکھے اور جانے کہ فی الحقیقت اس کام مین دشمنی اپنے ساتھ کرتی ہی اور لوگون کی رضا
خدا کے غضب مین طلب کرنی ہی اور حماقت اور بدی اپنی لوگون پر ظاہر کرنی اور اپنے
تئین آگے داناؤن کے سبک کرنا اور ٹوٹا دنیا اور آخرت کا خرید کرنا ہی پھر جاننا چاہیے کہ
غیبت ہر جگہ حرام ہی مگر چھ جگہ کہ بعذر شرعی معذور و عفو کی گئی ہی ایک تو ظاہر کرنا ظلم ظالم
کا آگے حاکم اور مددگار اپنے کے دوسرے ظاہر کرنا منکرات کا آگے محتسب کے اُسکے
دفع کرنے کے لیے تیسرے آگے مفتی کے واسطے طلب فتوے کے چوتھے ظاہر کرنا احوال

چور اور بدعتی کا اُسپر کہ جسپر اعتماد ہو بلکہ علما نے کہا ہی کہ ظاہر کرنا احوال سلطان ظالم اور بدعتی
اور فاسق کا غیبت نہین پانچوین کسی کو ایسے نام و لقب سے ذکر کرنا کہ وہ اُس سے رنجیدہ
نہین ہوتا ہی غیبت نہین ہی جیسے اندھے کو نابینا کہنا لیکن ادنے یہ ہی کہ اُسکو بھی نام و
لقب اچھے سے ذکر کرے تا وہ خوش ہو جیسے اندھے کو بصیر کہے چھٹے ظاہر کرنا حال فاسق
معلن کا مانند دوم اور مخنث کے اور اُسکے کہ فسق سے عیب نرکھے جائز ہی اور ان جگہون مین
غیبت کرنے سے گنہگار نہین ہوتا ہی اور کفارہ غیبت ہر کسی کی کہ کی ہی ندامت گذشتہ پر اور
توبہ و استغفار ہی اور جسکی غیبت کی ہی اُس سے بخشوا لے تا گناہ خدا اور بندے کے سے
خلاص ہو اور اگر وہ مر گیا ہی تو بعد توبہ و استغفار کے خداے تعالی سے اُسکے لیے بھی
بخشش طلب کرے اور دعا کرے اور صدقہ دیوے اور عمل خیر بہت سے کرے اور اُس
بخشوانے مین جو کچھ غائبانہ کہا ہی اُسکے آگے سب ظاہر کر کر اُس سے بخشواوے اگر خوف
زیادتی فتنہ کا ہو والا مجملاً کہا کہ سب اُس سے عفو کروا دے اور اگر وہ عفو نہ کرے تو بدلے
اُسکے غیبت کے قیامت مین بھی ثواب بخشش چاہنے کا اُس سے ہو ویگا اور اور آفت زیادہ
کی سخن چینی اور نمامی یعنی چغل خوری ہی آفت اُسکی دنیا مین کبھی اُس حد کو نہ پہونچتی ہی کہ
خون ریزی ہو جاتی ہی اور آخرت مین بہشت مین نہین جاویگا جیسا کہ حدیث صحیح مین آیا ہی
اور پردہ دری کسی کے کام کی روا نہین ہی مگر یہ کہ کوئی کسی کا مال چرانا چاہے اور
مانند اُسکے کہ اُسمین نقصان کسی مسلمان کا ہو کہ اس صورت مین ظاہر کرنا کسی کے پردہ
کا روا ہی تا مسلمان اور مال اُسکا محفوظ رہے اور وہ بھی وبال فعل اپنے سے بچے اور
اوپر سننے والے بات چغل خور کے چھ چیزین لازم ہین ایک تو یہ کہ اُسکی بات کا یقین نہ کرے
کہ وہ فاسق ہی خداے تعالے نے اُسکی خبر کے قبول کرنے سے منع کیا ہی دوسرے یہ کہ چغل خور
کو نصیحت کرے اور منع کرے کہ نہی منکر کی واجب ہی تیسرے یہ کہ اُسکو دشمن کرے چوتھے
یہ کہ گمان بد نہ لیجاوے اُس مسلمان پر کہ چغل خور نے اُسکی طرف سے چغلی کھائی ہی پانچوین

یہ کہ تجسس اسکا نہ کرے چھٹے یہ کہ چغل خور کی چغلی کی خبر کسی کو نہ کرے اور آفت زبان کی
دورُوئی ہی کہ دو شخصون مین دشمنی ہو ہر ایک سے دوستی اپنی اظہار کر کر خوشامد کے لیے
بات ایک کی دوسرے کو پہونچاوے وعید سخت دورُوکے حق مین وارد ہی پس جو کوئی ملے
دو شخصون سے کہ آپسمین دشمنی رکھتے ہون بات ہر ایک کی دل مین رکھے دوسرے سے ظاہر
نکرے اور دونون کو نصیحت کرتا رہے اور آفت مدح اور ثناے خلق کی ہی کہ بیچ حق زیادہ
گوئی کے اسمین وعید شدید آیا ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ روز قیامت کے زبان انکی دراز
ہو کر زمین کو پہونچے گی اور وہ پانوون اپنا اسپر رکھکر روندیگا اور مدح کرنے مین نفاق
بھی پیدا ہوتا ہی کہ جو کچھ دل مین نہین ہوتا وہ ظاہر کرتا ہی اور یہ کہ تعریف کافر یا فاسق کی
کر کر مستحق عذاب کا ہو اور مدح کرنے مین ضرر اسکو بھی پہونچتا ہی کہ جسکی مدح کی ہی کہ اسکو
مغرور و متکبر اور کاہل اعمال سے کرتا ہی چنانچہ اکثر بسبب مدح خلق کے اپنا کمال سمجھکر عبادت
سے باز رہتے ہین پس مدح ساتھ ان موانع اور مبالغہ کے اور حق سے زائد روا نہین ہی
اور ایسی ہی اپنی تعریف کرنے سے ممانعت آئی ہی مگر کہ مقتداے خلق کا تعریف اپنے
حال کی کر کر خلق کو اپنے اقتدا پر حریص کر کہ عبادت پر لاوے اور ممدوح کو چاہیے کہ اپنی
مدح کے سُننے سے عجب و تکبر مین نہ پڑے بلکہ شکر منعم حقیقی کا بجا لاوے کہ یہ نعمت مجھکو عطا کی ہی
اور خطر عاقبت اپنے سے ڈرے کہ مبہم ہی اور محبت ثنا اور کراہت مذمت کو بالکل دل سے
نکال ڈالے تا غرور اور عجب اور ترک اعمال اور بہت آفتون سے محفوظ رہے اور علاج
اُسکا یہ ہی کہ سبب مدح کو اپنے حق مین کمال بلکہ راست نجانے اور اُس سے عجب مین نہ پڑے
اور اگر تعریف سچ بھی ہو تو شکر توفیق دینے منعم حقیقی کا یاد رکھنا چاہیے اور مذمت کرنے
والے کی سے رنجیدہ نہو اور اُسپر غصہ نہو بلکہ جانے کہ اگر اُسنے سچ کہا ہی تو احسان اُسکا مانے
اور اُس بُری بات سے پاک ہو اور اگر اُسنے جھوٹ کہا ہی تو نیکیان اپنی مجھکو دی ہین
جیسا کہ حدیث مین آیا ہی پس غصہ اور رنج کی کیا جگہ ہی اور یہ بھی جانے کہ اگر مین خدا تعالی کے

نزدیک اچھا ہون تو برا کہنا تمام خلق کا مجھکو ضرر نہین رکھتا اور اگر خدا کے نزدیک برا ہون
تو تعریف تمام خلق کی نفع نہین دیتی یہ ہین آفتین زبان کی کہ موجب نقصان دارین کی ہین
اور چھٹکارا اُنسے سوائے خاموشی کے متصور نہین اسی لیے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی مَنْ
سَکَتَ سَلِمَ وَمَنْ سَلِمَ نَجَا پس نرا سکوت نعمت ہی اور اگر اُسمین حق تعالی کے ذکر و فکر مین مشغول ہے
تو بہرہ مندی دارین کی ملیگی **مسئلہ** شہوت پیٹ کی اشد شہوات اور اصل اُنکی ہی اسلیے
کہ جب تک پیٹ بھرتا نہین ہی کوئی کام کر نہین سکتا اور جب پُر ہوتا ہی تو پانی بہت پیتا ہی
اور سوتا بہت ہی اور شہوت ستر کی پیدا ہوتی ہی اور اُسکے مٹانے کو مال چاہیے اور مال کے
حاصل کرنے مین تمام آفتین موجود ہین پس انسداد اسکا بھی باز رہنا شہوت شکم سے ہی
تا سب آفتون سے امن مین رہے پس باز رہنا حرام و شبہ کے کھانے سے سب مسلمانون
پر واجب ہی کہ موجب جہنم ہی جیسا کہ قرآن و حدیث مین موجود ہی اور کھانے والا حرام و شبہ کا
مطرود اور محروم عبادة و اکثر افعال خیر سے ہی اور اگر کچھ عمل بھی کرے تو مقبول نہین ہوتا ہی
حدیث شریف مین آیا ہی کہ بہت سے روزہ دار ہین کہ کچھ فائدہ اُنکو نہین ہی مگر رنج بھوک کا
اور ابن عباسؓ سے منقول ہی کہ قبول نہین کرتا خدائے تعالی نماز اُسکی کہ جسکے پیٹ مین
حرام ہو اور حق تعالے نے فرمایا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ نَارًا پس حرام باز رہنے سے
یہان باز رہنا فضول حلال سے ہی کہ سیر ہو کر کھانے سے بہت آفتین اُٹھتی ہین مانند سختی
اور تاریکی دل کے چنانچہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ دل کو بہت کھانے اور پینے سے
مارو نہین کہ دل مانند زراعت کے ہی کہ پانی کی طغیانی سے مر جاتا ہی اور بہت کھانا اقتضا
تمام اعضا کا اور باعث اُنکے فساد کا ہی اور اُس سے گندی سب اعضا مین پیدا ہوتی ہی
اور سب اعضا کو مانند معاد ضد گناہ پر لاتا ہی اسلیے کہ کھانا اور پینا پیٹ مین مانند تخم کے ہی
اگر حرام ہو تو افعال اور اقوال حرام و تاریک اُگتے ہین اور اگر کھانا وغیرہ فضول ہو تو
فضول افعال وغیرہ نکلین اور اگر حلال ہوگی وہ پھل ذکر اور فکر اور عبادت کے نکلین اور

فہم اور علم اور عقل کو کند کرے اور دانائی طبیعت کو دور کرے اور طاعت کرنے نہ دے
اور کسالت لاوے اور نیند بہت پیدا کرے اور حلاوت عبادت کو کم کرے اور حرام و شبہہ مین ڈالے
اور بیچ رنج حاصل کرنے بہت چیزون کے ڈالے اور طہارت کو باقی نہ چھوڑے اور سختی سکرات
موت کی بھی دیوے اور ثواب آخرت کو ناقص کرے اور مناقشہ حساب و ملامت مین
گرفتار کرے اگرچہ حلال سے ہو والا عذاب مین ڈالے نعوذ باللہ منہ اور بھوکا تمام آفتون سے
امن مین ہو اس لیے رسول علیہ السلام نے بھوک کو مغز عبادت کا فرمایا ہو اور یہ بھی حدیث
مین ہو کہ ثواب بھوک کا مانند ثواب جہاد کے ہو اور یہ بھی فرمایا علیہ السلام نے کہ بہترین
تمہارا نزدیک خدا تعالی کے وہ شخص ہو کہ تفکر اور ذکر اور بھوک اسکی دراز ہو اور بدترا
دشمن تمہارا نزدیک اللہ تعالی کے وہ ہو کہ کھانا بہت کھاوے اور پانی بہت پیوے اور
سوے بہت اور فوائد بھوک سے صفائی دل کی اور خاطر جمعی اور نرمی دل کی اور عجز و
بیچارگی ہو کہ دروازہ بہشت کا ہو اور زیر ہونا نفس کا کہ اہم مقاصد ہو اور کم سونا اور بے غفلتی
اور تندرستی اور دیر رہنا طہارت کا اور پانا حلاوت عبادت کا اور توفیق کثرت عبادت
کی اور قلت خرچ کی ہو اور بیان قدر رکھانے کا اور وقت روز حساب کے بیچ فصل دنیا
اور زہد کے اسمین گذر چکا ہو لیکن وہ طریقہ زاہدون کا ہو اور غیر زاہدون کو بھی چاہیے
کہ جب تک بھوکا نہو کھاوے نہین اور تھوڑی سی بھوک باقی رکھکر بس کرے اور طعام چرب
و شیرین اور لذات و خواہشون کی چیزون کی عادت نہ کرے کہ باعث سنگدلی اور تاریکی
دل کی ہو ایک بزرگ سے منقول ہو کہ مرید کو کہا کہ خواہش کی چیزین نکھا اور اگر کھاوے
تو طلب نہ کر اور اگر طلب بھی کرے تو تو دوست مت رکھ انکو کہ دوست رکھنا انکا
کام بہائم کا اور خسیس ترین درجات کا ہو اور حد حلال اور حرام کی شرع مین مذکور ہو اور کچھ
اسمین سے بیچ مسئلہ زہد اور کسب کے بیان ہوا اور جس چیز کی حلت اور حرمت یقینی نہو
وہ مشتبہ ہو اُس سے بھی بچے مگر بضرورت اور حکم لینے کا حاکم سے اور بازار والدین وغیرہ سے

اور قبول کرنا ہدیہ کا یہ ہی کہ اگر حلت اُس چیز کی یقینی جانتا ہی یا دینے والا اہل صلاح اور
تقوے سے ہو تو لیوے اور اگر عکس اُسکے ہو تو البتہ اُسکو رد کرے اور اگر حال اُسکا مبہم
ہو اور دینے والے کا حال معلوم نہین لینا اُسکا بھی شرع اور ظاہر مین روا ہی اور بغیر جاننے
کسی علامت حرام کے مسلمان پر ظن بد نکرنا چاہیے لیکن تقوے یہ ہی کہ بغیر تحقیق حلت کے
کوئی چیز کسی سے لینی چاہیے اور مراد شرع سے یہان جواز اور رخصت ہی اور تقوی سے مراد
افضل اور عزیمت ہی اور یہ دونون درجات شریعت سے ہین پس کوئی بدگمان نہو جاوے
کہ تقوی اور شرع آپسمین ضد ہین لیکن اختیار کرنا تقوی کا بغیر تحمل کرنے دشواریون کے
میسر نہین آتا اور افضل یہ ہی کہ جنگل اور پہاڑ مین رہکر اور پرمیوے اور ساگ جنگل کے
قناعت کرے اعلے درجہ تقوی کا یہی ہی اور اگر خلق مین رہے چاہیے کہ کھانا متقی کا
مانند کھانے مردار کے ہو کہ سوا وقت ضرورت اور قدر ضرورت کے نہ لے کہ اسقدر
اُسکو زیان نہین کرتا اگرچہ شبہ سے بھی ہو اسلیے کہ معذور ہی اور معذور کو معاف ہی
اور تحقیق کرنا اس زمانہ مین نبتا نہین لیکن لینے والے کو رعایت دینے والے کی نیت
کے کرنے بہرحال واجب ہی پس اگر دینے والا ساتھ نیت ثواب آخرت کے دیتا ہی اور
لینے والے کو محتاج یا عالم یا صالح اور متقی جانتا ہی اگر وہ صفت لینے والے مین موجود ہی
تو حلال ہوگا لینا اور نہین تو نہین اور ایسی ہی اگر ساتھ غرض مدد کرنے کے ایک فعل مین پر یا بطمع
عوض کے دیتا ہی تو حلال ہونا لینے اُسکے کا بغیر پورا کرنے اس شرط کے کہ اُسکی نیت مین ہی ظاہر
باطن مین میسر نہوگا اور وہ فعل اُسکا اگر واجب ہی مانند دفع ظلم معین وغیرہ کے پس وہ دینا
دینے والے کا بیشک رشوت اور حرام ہوگا اور ایسی ہی اگر مدد کرنے ظلم پر مقصود ہو تو بھی
حرام ہوگا پھر اگر مدد کرنی فعل مباح پر ہو مانند وکالت کے جھگڑے قصے مین اور ظاہر کرنے قصہ
دراز کے آگے حاکم وغیرہ کے کہ اُسکے کرنے مین محنت لازم آوے پس چاہیے کہ لینے والا بموجب
اجرت اس کام کے لیوے اور زیادہ اُس سے حرام ہوگا کہ بیچ حکم اجرت کسب کے ہی اور اگر

اُسکے کرلیے ہین کچہ محنت ہو مانند کہنے ایک کلمہ شفاعت وغیرہ کے تو لینا اُسکا بھی حرام ہوگا
اور حکم لینے طبیب اور مانند اُسکے کا بعوض ایک قول یا فعل اپنے کے بیچ تعین مرض اور دوا
اور مانند انکے کے بھی ایسا ہی ہے لیکن اگر بہت وقت اپنا صرف کرے اور محنت بہت کرے
تو اُسکو لینا موافق محنت اپنی کے جائز ہے اور بعضے کسب ہین کہ اجرت اُنکی بہت ہوتی ہے
عادۃً اگرچہ کام تھوڑا ہوتا ہے مانند سیدھا کرنے تلوار کجدار کے وغیرہ ذلک پس لینا اجرت معتاد
اُسکے کا مضایقہ نہین ہے اور اگر غرض دینے والے کی محض بڑھانا محبت اپنے کا ہو تو وہ
محض ہدیہ ہے کہ مستحب اور موجب ثواب کا ہے اور فضائل اُسکے بیشمار ہین لینا اسکا بے شبہہ
حلال ہے لیکن اگر وہ محبت واسطے حاصل کرنے اور آرزوون کے ہو مانند حاصل کرنے جاہ اور
عزت وغیرہ کے تو اگر وہ جاہ واسطے علم یا کسی اچھے کام کے ہے تو لینا اس ہدیہ کا امر خفیف تر ہے
مگر مکروہ ہے اسلیے کہ مشابہ رشوت کے ہے اور اگر وہ جاہ بسبب حکومت اور قضا اور مانند اُسکے
کے ہے تو وہ ہدیہ در حکم رشوت کے ہے لینا اُسکا حرام ہوگا مسئلہ شہوت ستر کی بھی سب
لوگون پر مسلط و غالب ہے اُسکی آفتون سے بچنا بہت ضرور ہے اور ضرر اس سے یہ ہے
کہ ڈرنے والا بدکاری سے نکاح کرے کہ فرض ہے اور اگر قدرت نکاح کی نرکھے ساتھ
روزون اور کم کھانے کے تو قوت شہوت اُسکی کو توڑے اور آفات اس شہوت کی
یہ ہے کہ غیر کی عورت پر اور لڑکے امرد حسین پر نگاہ کرے اور شہوت اُسکی غلبہ پکڑے اور
قصد زنا کا خیال مین لذت لیوے اور اُسکے وبال مین پڑے اور ہو دے کہ قید رہے ہمیشہ اور دیر
رہے اُن خیالات کے ایسا شیدا ہو کہ کبھی قول یا فعل سے ظاہر ہو کے اور اس سبب
دین کو برباد کر عذاب مین مبتلا ہو اور ایک آفت اُسکی آفتون سے یہ ہے کہ بتقصیر او عاشق
کسی پر ہو اور وہ فریفتگی موجب بہت آفتون اور فتنون دینی اور دنیوی کی ہے قسم
رسوائی اور رنج دنیا اور عذاب و عقاب آخرت سے چنانچہ کسی سے یہ بات پوشیدہ نہین ہے
اور اسی لیے مطلق نظر غیر محرم اور امرد حسین پر ڈالنی حرام ہے بلکہ غیر محرم کے لباس پر بھی

نظر نہ کرے کہ محرک شہوت ہی اور ایسی ہی سونگھنے خوشبو عورتون کی اور سننی انکی آواز اور پیغام
سننا اور بھیجنا انکو اور ایسی جگہہ جانا کہ عورتین نظر آوین یا عورتین انکو دیکھین پرہیز کرنا واجب ہی لیکن
اگر ناگاہ اور بیے اختیار نظر کسی عورت یا امرد پر جا پڑے تو گنہگار نہین ہوتا ہی جبکہ دوسری بار
قصداً نہ دیکھے پس ہمنشینی عورتون اور امردون اور نظر کرنے سے انکو جدا پرہیز کرنا چاہیے کہ
تخم سب فتنون کا یہ ہی رسول عم نے فرمایا کہ آنکھین زنا کرتی ہین اور زنا انکا نظر ہی اور ہاتھ
زنا کرتے ہین اور زنا انکا پکڑنا ہی یعنے محرمات کو اور پانؤن زنا کرتے ہین اور زنا انکا
چلنا ہی طرف محرمات کے اور یہ جو حسن پرستی بعضے فقیرون کی لوگ نقل کرتے ہین وہ
حکایتین غیر واقعی ہین انکے کہنے پر مغرور ہوکر اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالنا چاہیے
اور اسی لیے شرع شریف مین منع نظر کرنے سے عام واقع ہوا ہی فقیر اور کوئی اور مستثنی
نہین ہی اور اکثر خلائق بیچ نظر کرنے شہوت اور غیر شہوت کے متمیز بھی نہین مسئلہ
ہاتھ اور پانؤن کو کام مین لانے سے حرام چیزون مین پرہیز کرے اور لینے سے مال غیر کے
ساتھ چوری یا غصب کے اور کرنے خون ناحق کی سے اور مارنے اور ایذا پہونچانے
غیر کے سے ناحق اور پکڑنے عورت اجنبیہ کے سے اور لینے شراب کے سے اور تمام
حرام چیزون کی سے ہاتھ کو باز رکھے اور جانے کہ اسکو واسطے وضو اور عبادت اور پکڑنے
مصحف اور کتابون دین کے اور لکھنے انکے کے اور خدمت مان اور باپ کی اور
حاصل کرنے خیر آخرت اور دنیا کے پیدا کیا ہی ایسی چیزون مین اسکو کام مین لانا چاہیے
اور پانؤن کو واسطے سعی کرنے کے طلب علم اور عبادت اور زیارت مان باپون کی اور
صالحون کی اور عیادت بیمارون کی اور مانند انکی کے قسم خیر دنیا اور آخرت کی سے جو
کچھ کہ تعلق ساتھ چلنے کے رکھتا ہی پیدا کیا ہی انکو ایسی چیزون مین کام مین لانا چاہیے
اور سعی کرنے سے طرف فسق و فجور کے اور مدد کرنے ظالمون کی اور باطل اور حرام چیزون کی
باز رکھنا چاہیے اور ڈرنا چاہیے کہ روز قیامت کے یہی اعضا گواہی اوپر اعمال بد بندہ کے

وبگڑ اسکو عذاب مین گرفتار کرینگے جیسا کہ خدا تعالے فرماتا ہی الیوم نختم علے افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون مسئلہ محافظت اور سنوارنا دل کا بہت ضرور ہی بہ نسبت محافظت اور اعضا کے اسلیئے کہ وہ رئیس اور بادشاہ اعضا کا ہی اور سب تابعدار اُسکے ہین جیسا کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بنی آدم کے بدن مین ایک ٹکڑا ہی کہ اگر وہ صالح ہو تمام بدن صالح ہوتا ہی اور اگر وہ بد ہو تو تمام بدن بد ہوتا ہی آگاہ ہو کہ وہ ٹکڑا دل ہی اور سنوارنا اُسکا واجب اس سبب سے بھی ہی کہ نظرگاہ خدائے تعالی کی ہی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ نظر نہین کرتا ہی خدا طرف صورت اور باتون تمھاری کے ولیکن نظر کرتا ہی طرف دلون تمھارے کے اور اعمال تمھارے کے اور حق تعالی نے فرمایا ہی واللہ یعلم ما فی قلوبکم اور یہ بھی ہی کہ دل ایک خزانہ ہی جواہر روشن اور نجات دینے والے اور اشرف کا بندے کو دنیا اور آخرت مین اور جواہر یہ ہین عقل اور علم اور معرفت اور بصیرت اور نیت خیر اور حکمت اور الہام وغیرہ اور چور اور قزاق در پے خزانون ہی کے ہوتے ہین پس صاحب خزانہ کو محافظت خزانہ کی آفتون اُنکے سے بہت ضرور ہی تا کوئی دشمن اُسپر دست انداز نہو اور ضرر اور آفت نہ پہونچاوے اور جیسا کہ دل خزانہ ان جواہر کا ہی ایسا ہی جگہ وسوسون شیطانی اور ہواے نفسانی کا بھی ہی پس دل بالضرور جنگاہ لشکر خیر اور شر کا ہوا اور اسی لیئے ہمیشہ بیچ لڑائی اور تناقض خطرون کے مشوش رہتا ہی اور چونکہ دل بندے سے پوشیدہ ہی اور اُلٹ پلٹ ہونا اُسکا پلک مارنے سے زیادہ جلد تر ہی اور خطرے خیر و شر کے ہمیشہ مانند تیر باران کے اُسپر پڑتے ہین اور بندہ انکے روکنے پر قادر نہین ہی مانند اور اعضا کے کہ تھوڑی سی کوشش سے رک سکتے ہین اور باوجود ان سب باتون کے نفس بندہ کا ہر وقت منتظر اور کمربستہ در پے اُسکے کھڑا ہی کہ جلدی پیروی خطرہ بد کی کرے نہ چھوڑے کہ توقف ایک ساعت کا بھی کرے تا کہ شاید خطرہ دفع کرنے والا اُسکا واقع ہو اور اسی لیئے پاک

کا زیادہ ہونا اور مسفوا ہونا اسکا بہت دشوار اور موجب محنت اور مشقت بڑی کا ہی لیکن اگر
توفیق الٰہی شامل حال بندہ کے ہو تو آسان ہوتا ہی پہر جاننا چاہیے کہ مفسدات دل کی
نہایت نہین ہین ساتھ تھوڑے قول یا فعل کے دل بگڑ جاتا ہی ولیکن کتنے ایک اصول اُسکے
کہ بغیر دور کرنے اُنکے کے ہرگز دل صالح نہین ہوتا ہی ذکر کرتا ہون مین ایک اُنمین سے
طول امل ہی کہ روکنے والا قوی عبادت اور سلوک اور تمام قسمون خیر کا اور باعث سب
آفتون اور برائیون کا ہی اور وہی ہی کہ تمام عالم کو رنج مین ڈالا ہی اور ترک توبہ اور تاخیر
توبہ اور کاہلی عبادت مین اور ترک کرنا عبادت کا اور مشغول کرنا دنیا مین اور طلب کرنا
دنیا کا اور جمع کرنا مال کا اور زیادتی حرص کی اور سختی دل کی اور فراموشی آخرت کی اور ترک
کرنا استعداد موت کا یہ سب بسبب طول امل کے ہی اسلیے کہ جو کوئی طول امل مین پڑا
اور موت کو فراموش کیا کہیگا کہ ہنوز مین لڑکا یا جوان ہون جب چاہون گا توبہ کرلونگا
اور ترک دنیا اور مال اور طلب اُسکی کیونکر کرون مین شاید کہ عمر دراز ہو اور قوت کسب
کی نرہے یا بیمار ہون مین اور مجھکو قوت اور لباس اور مکان وغیرہ سے چارہ نہین ہی
یہ مال کام آویگا ورنہ محتاج ہو جاونگا اور یہ بھی ہی کہ فریب شیطان کا اُسکو آگھیرے
اور وسوسہ ڈالے کہ حاصل کرنا آخرت کا بھی صدقہ اور خیرات سے ہوتا ہی اور وہ مال کے
ہاتھ نہین آتا ہی اور عزت اور شرف دنیا کا بھی مال ہی سے ہی اور عمارت اور لباس
اور فکر معیشت اور اور اسباب دنیا کے ایسے حاصل کرنے چاہیے کہ ہمیشہ قائم رہین پس
علاج دفع طول امل کا یہ ہی کہ بندہ اپنی موت کو یاد کرے اور حال لوگون کے دیکھے کہ انہین
خیالات مین اجل اُنکی آپہنچی ہی اور ان سب چیزون سے محروم جاکر عذاب مین پڑے
ہین اور اسی لیے حدیث شریف مین آیا ہی کہ جو کوئی اپنی موت کو بیس بار ہر روز یاد کرے
درجہ شہیدون کا پاویگا اور یہ اس سبب سے ہی کہ باوجود ملاحظہ اور یاد کرنے موت کے
کوئی عمل برا یقینًا وجود مین نہین آتا ہی اور کوشش کرنی طاعت مین اور حاصل کرنا توشہ

آخرت کا بے رنج اور بے اختیار ظہور میں آتا ہے اور دوستی دنیا کی اور دل کی خواہشات کہ
باعث طول امل کی ہے بالکل دل سے نکل جاتی ہے اور بندہ مستعد موت کا ہوتا ہے پس ہر بندہ کو
چاہیے کہ یاد موت کی کئی طرح سے ہے ایک تو یہ کہ غافل اہل دنیا کا اور مستغرق اسکا کبھی
موت کو یاد کرے اور ڈرے لیکن آنے موت کے سے بسبب جدائی کے دنیا
اور لذتوں سے اور اہل اور اولاد سے مکروہ رکھے موت کو ایسا جیسے کہ دوست
ایسا یاد کرنا موت کا کچھ نفع نہیں دیتا بلکہ دور کرنیوالا اللہ تعالیٰ سے ہوتا ہے دوسرے یاد کرنا موت
کا توبہ کرنے والے کو ہے کہ اس سبب سے بیچ توبہ اور تدارک افعال گذشتہ کے چست ہوتا ہے
اور یہ بہت نفع دیتا ہے اور مکروہ رکھنا اسکا جلد ہی آنے موت کے تئیں برا نہیں ہوتا
اس سبب سے کہ نیت اسکی بخیر ہے کہ ایسا نہو کہ بغیر تدارک کے دنیا سے چلا جاؤں لیکن
مانند اہل دنیا اور اہل غفلت کے داخل بیچ وعید حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے
ہوگا کہ فرمایا ہے آپ نے مَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ اور تیسرے یاد کرنا
محبت خدا کا ہے موت کو واسطے اسکے کہ وصل محبوب کا بعد موت ہی کے ہوتا ہے اور یہ
شخص ایک دم موت سے غافل نہیں ہوتا ہے اور دم بدم بیچ آرزو اور ذوق کی موت کے
رہتا ہے اور یہ اعلے درجہ درجات یاد موت کا اور حقیقت یاد کرنے موت کی اس طرح
کہ فراغت تمام سے بیٹھکر فکر کرے کہ وقت موت کا پوشیدہ ہے اور شاید کہ آج کل میں آجاوے
اور اکثر ہوا ہے کہ بہت لوگ یکایک مر گئے ہیں پس نہ چاہیے کہ بغیر حاصل کرنے توشہ
آخرت کے دنیا سے چلا جاؤں اور بیچ احوال خلق کے بھی تامل کرے کہ کتنے شخص پیدا
ہوئے ہیں اور اسکے سامنے سب گور میں گئے ہیں اور اپنے ساتھ سوا کفن کے نہیں لے گئے
ہیں اور دنیا اور اموال اپنے کہ ساتھ رنج اور محنت کے پیدا کیے تھے پیچھے چھوڑ کر آخرت
میں بیچ پرسش اور حساب اور عذاب اسکے کے گرفتار ہوئے ہیں اور وہ مال کچھ
انکے کام نہیں آیا اور وارث اسکے ساتھ عیش اور خوشی کے بیچ ان مالوں انکے کے

تصرف کر رہے ہین جب یہ اندیشہ بندے کے دل پر غالب آویگا تو البتہ طول امل سے باز رہیگا
اصل دوسری اصلاح قلب کے لیے دفع کرنا حسد کا ہی کہ مفسد طاعات اور سبب گناہون کا
اور باعث رنج بیفایدہ کا ہی ساتھ ترتب عذاب کے اسپر اور اندھا کرنے والا دل کا ہے
اور حاسد ہمیشہ محروم و نا امید ہی رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ علما بسبب حسد کے دوزخ
مین جاوینگے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ حسد نیکیون کو ایسا نابود کرتا ہی کہ جیسے آگ لکڑیون کو
اور حدیث قدسی مین ہی کہ حاسد دشمن میری نعمت کا ہی اور حسد ایسا برا ہی کہ خدا تعالی نے
حکم کیا ہی حاسد کی شر سے پناہ مانگنے کا جیسا کہ فرمایا وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ
اور معنی حسد کے طلب زوال کسی کی نعمت کا ہی اور حقیقت مین یہ رد کرنا قضاء الٰہی کا ہی
نعوذ باللہ منہ اور اسی لیے حاسد کو دشمن خدا کی نعمت کا کہا پس پرہیز حسد سے واجب ہی
لیکن اگر ارادہ اور کی نعمت کے زوال کا نہو اور اسکے مثل کے حاصل ہونے کا اپنے
لیے بھی ارادہ کرے تو وہ حسد نہین ہی غبطہ ہی یعنی آرزو کرنی اور وہ منع نہین ہی بلکہ
اچھا ہی اگر کار دینی مین ہو اور ایسی ہی خواہش زوال نعمت ظالم یا فاسق کی کہ وہ آلہ
ظلم و فسق کا ہو حسد نہین ہی اور وہ جائز ہی اور علاج دفع حسد کا یہ ہی کہ جانے کہ حاسد
دنیا مین ہمیشہ رنج و غم حسد مین بیفایدہ مبتلا اور آخرت مین بیچ عذاب کے مبتلا
ہوگا اور اور علاج دور کرنا اسباب حسد کا ہی کہ تکبر اور عجب اور بغض اور محبت جاہ
و مال کی ہی تا جڑ حسد کی کٹ جاوے اور یہ بھی ہی کہ جو کچھ کہ حسد حکم کرے برخلاف اسکے
عمل مین لاوے اور اور اصل اصلاح دل کی دفع کرنا عجلت کا ہی کہ ڈالنے والی گناہون
مین اور فوت کرنے والے مقصودون کی ہی اور اس سے بہت آفتین اٹھتی ہین مانند
اسکے کہ بندہ واسطے حاصل کرنے ایک مرتبہ کے کچھ خیر کرتا ہی اور اسمین مشقت اٹھاتا ہی تا جلدی سے
وہ خیر حاصل ہووے اور حاصل ہونا ہر چیز کا موقوف ایک وقت پر ہی پس بسبب عجلت
اپنی کے نا امید ہو کر ترک اُس چیز کا اور طلب اُس مرتبہ کا کرتا ہی اور محروم رہتا ہی

یا طلب میں ایسا مبالغہ کرتا ہے کہ نفس تھک کر بالکل اُسکو ترک کر دیتا ہے اور ایسی ہی ترک
کرنا دعا کا بسبب جلدی کے محروم کرنے والا خیر دنیا اور آخرت کا ہے اور ایسی ہی شتابی کرنی
بیچ لینے کھانے اور پینے اور لباس و مال اور ہدیہ کے اور جلدی کرنی اقوال و افعال میں
بھی ڈالنے والی بیچ گمراہی اور بدعت اور شبہہ کے اور باز رکھنے والی تقوے سے ہے
کہ اصل سعادت دارین کی ہے اسلیے کہ اصل آہستگی اور تحمل اور احتیاط تمام امور میں ہے پس
اوپر آہستگی اور احتیاط کے مستقیم ہو کر کسی کام میں شتابی نہ کرنی چاہیے تا سب فتنوں سے
محفوظ رہے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے اَلْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ وَالتُّؤَدَةُ مِنَ الرَّحْمٰنِ حتےٰ
کہ اگر جماعت طیار ہو تو آنے والا جلدی نہ کرے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تسکین و وقار سے
اگر جہاں جگہ پاوے نماز میں داخل ہو جاوے مگر یہ کہ اصل ادا ے نماز میں اور توبہ میں
شتابی آئی ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے عَجِّلُوْا بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْفَوْتِ وَعَجِّلُوْا بِالتَّوْبَةِ
قَبْلَ الْمَوْتِ اور لڑکی کے نکاح کرنے میں جلدی کرے اور اور روایت میں آیا ہے کہ فرمایا
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اے علی تین چیزیں کہ نہ تاخیر کر دتم انمیں ایک تو نماز کہ
جب وقت آجاوے اسکا اور دوسرے عورت بے خاوند کی یعنی کواری ہو یا رانڈ یعنی اُسکے
بھی نکاح کردینے میں تاخیر نہ کر جبکہ پاوے تو اسکا کفو اور تیسرے جنازہ جب حاضر ہو یعنی
اسکی نماز میں بھی تاخیر نہ کر انتہے اسی قیاس پر اور اچھی باتوں میں بھی تاخیر نہ کرے اور
سواے اسکے جلدی ممنوع ہے اور انجام جلدی کا دنیا اور آخرت میں اچھا نہیں ہے اور اور
اصل اصلاح دل کی دفع کرنا تکبر کا ہے کہ وہ مضر اصل ایمان میں ہے اگر غالب ہو اور محروم
کرنے والا معرفت حق سے اور علم آیات اُسکے سے ہے اور موجب غصہ و بغض خدا کا اور
ذلیل اور خوار کرنے والا بندے کا اور باعث عذاب و جہنم کا ہے خداے تعالیٰ نے فرمایا
اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ اور فرمایا سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ
فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ اور فرمایا اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ

مثوی للمتکبرین اور مانند انکے بہت آیتین ہین تکبر کی برائی مین اور حدیث قدسی
مین آیا ہی کہ فرمایا اللہ تعالی نے کہ کبریا یعنی بزرگی ذاتی چادر میری ہی اور عظمت یعنے
بزرگی صفاتی آزار میری ہی جسنے ایک بھی چھینی مجھسے انمین سے داخل کرونگا اسکو
دوزخ مین انتہی اور کیونکر ایسا نہو کہ ہمسری خدائے تعالی کی ہی اور تکبر یہ ہی کہ اپنے تئین
سب سے بالا اور زیادہ اور بہتر جانے اور اس سے خوش ہو اور اورونکو کمتر اپنے سے
جانے اور نظر حقارت سے دیکھے اور مقدم ہونا اپنا سب کامون مین سب پر ڈھونڈے
اور اس سبب سے بات اچھی اور نصیحت کسیکی نہ سنے اور آپ جو کچھ کہے اسی کو حق جانے
اور تھوڑی سی بات مین غصہ ہو جاوے اور تکبر اس جگہ کو پہونچاتا ہی کہ تکبر کرنے والا
لوگون کو لائق اپنی خدمت کے نہین جانتا جیسا اکثر اہل دنیا ہر کسی سے بات بھی
نہین کرتے ہین اور اپنی خدمت مین بھی نہین رکھتے اور یہ بدترین صفات اور حجاب
اعظم ہی درمیان بندے کے اور خدا کے اور بندے کو سب نیکیون اور اچھے اخلاقون سے
باز رکھتی ہی اور ساتھ برائی کے متخلق کرتی ہی اور تکبر کے درجے ہین ایک تو تکبر خدا پر ہی
کہ جیسے فرعون و نمرود کر کر بندگی سے عار کر کر دعوی خدائی کا کیا اور دوسرے تکبر رسول
علیہ السلام پر کہ جیسے کفار قریش کہ انھون نے متابعت اور تصدیق رسول سے تکبر کر کر
منکر ہے اور تیسرے تکبر بندون پر ہی اور یہ اگرچہ درجہ مین اول سے کمتر ہی لیکن وبال
اسکا بھی بڑا ہی رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ بہشت مین نہین جانے کا وہ کہ جسکے دل مین
برابر ایک دانہ کے تکبر ہو اور اسباب تکبر کے متعدد ہین ایک تو علم ہی کہ عالم بے عمل
خود بین ہو کر سبکو مانند جانورون کے جانتا ہی اور سب سے تعظیم اور اپنی خدمت کی
امید رکھتا ہی اور افعال اور اقوال اپنے سے سب پر احسان رکھتا ہی اور یہ اس سبب سے
ہی کہ علم دینی سیکھا نہین ہی تا حقیقت کار اسپر کھلے اور موجب تواضع کا ہو اور واسطے
حاصل کرنے دنیا اور مال و جاہ کے سیکھا ہی کہ اس سبب سے اس علم نے بھی اسکے حق مین

زہر قاتل ہو کر اسکو ہلاکت دینی مین ڈالا ہی ایسے عالم سے اور اسکی صحبت سے حذر کر کر
ساتھ علماء باعمل کے صحبت رکھنی چاہیے اور عالم کو تامل کرنا اسقدر ہین کافی ہی کہ عالم کو
اسکی تقصیر پر عذاب جاہل سے زیادہ ہوتا ہی حدیث مین آیا ہی الجاہل یعذب
مرۃ والعالم سبعین مرۃ اور سبب تکبر کا زہد و عبادت ہی کہ زاہد اور پارسا اور عابد تکبر سے
کم ہی خالی ہین اور یہ انکی جہل و پندار سے ہی کہ اپنی پندار سے اپنے تئین نجات پایا ہوا
اور بہترین خلق کا اور اورون کو ہلاکت مین پڑا ہوا جانے اور اگر اتفاقاً اسکے ستانے
والے کو کچھ آفت پہونچے تو کہے کہ میرے لیے اسپر یہ آفت آئی اور احمق یہ نہین جانتا
کہ کسی پر بسبب ایذاء رسول علیہ السلام کے آفت نہین پہونچی یعنی علے العموم مین کس لائق ہون
اور عابدان امور مین کئی قسم کے ہین بعضے ایسے ہین کہ اگرچہ تکبر سے پاک نہین ہین لیکن ساتھ
مجاہدہ اور تکلف کے تواضع کرتے ہین اور اورون کو ساتھ زبان اور معاملہ کے بہتر جانتے
ہین اور بعضے زبان سے کہتے ہین اور معاملہ مین افعال تکبر کے پیدا کرتے ہین مانند تقدیم
اپنے کے مجلس وغیرہ مین اور بعضے ساتھ زبان کے بھی اور افعال کے بھی تکبر اپنا ظاہر کرین اور
کہین کہ ہم ایسی عبادت اور ایسا کام کرتے ہین کون ہی کہ مثل ہمارے ہو اور علاج تکبر کا یہ ہی
کہ وعید کی حدیثون مین تامل کرے اور تواضع کا پیشہ اختیار کرے اور جانے کہ جو کچھ خلق کو
آفت و رنج پہونچتا ہی بسبب نحوست میرے کے ہی اور جانے کہ تھوڑے سے تکبر سے تمام
اعمال میرے حبط ہونگے اور سبب تکبر کا نسب ہی کہ صاحب نسب حاجی کے اور اولیازادے
ایسے فخر مین رہتے ہین کہ سبھون کو مثل خادم کے بلکہ غلام اپنا جانتے ہین اور یہ نہین جانتے
کہ فاطمہ رضہ کو کہ بہت پیاری تھین تمام خلق مین حضرت کے نزدیک فرمایا کہ تکیہ اسپر نکر کہ مین
بیٹی رسول کی ہون عمل کر عمل کر اور فرمایا کل تقی آلہ اور خدا تعالی نے فرمایا فاذا
نفخ فی الصور فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون فمن ثقلت موازینہ
فاولئک ہم المفلحون ومن خفت موازینہ فاولئک الذین خسروا انفسہم فی جہنم

خالدون اور فرمایا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰیکُمْ اور سبب تکبر کا جمال اور مال اور قوت اور
تابعدار اور چاکر اور غلام اور مرید اور قرابت اور مانند انکے کے ہین جو کچھ کہ کوئی اُسکو نزدیک اپنے
نعمت جانتا ہی یہان تک کہ مطرب اور مخنث اور ڈوم بھی ساتھ کسب اور صنعت اپنی کے تکبر اور
تفاخر کرتے ہین اور علاج دفع تکبر کا یہ ہی کہ تامل کرے اسمین کہ جگہہ متکبر کی دوزخ ہی اور سوچے
کہ اصل آدم کی قطرہ منی کا ہی اور دنیا مین محتاج سب چیزونکا ہی اگر ایک روٹی ہی نہین پہونچتی ہی
تو ہلاک ہوجاتا ہی اور اگر ایک کانٹا چبھتا ہی تو باوجود اس جسم اپنے کے عاجز ہوجاتا ہی
اور رنج مین پڑتا ہی اور باوجود اسکے موت اور فنا اسکے سر پہ ہی ایسے شخص کو تکبر کیا لائق
ہی اور یہ بھی ہی کہ جو کچھ تکبر چاہے اُسکے خلاف عمل مین لاوے اور مال اور حشمت اور
جاہ اور جمال اور تمام اسباب تکبر دنیاوی کو فانی جانے اور فانی پر تکبر کرنا نہایت حمق ہی
اور عمدہ علاج تکبر کا یہ ہی کہ تواضع کا پیشہ کرے کہ یہ صفات انبیا اور اولیا کی سی ہی رسول علیہ السلام
نے فرمایا کہ کرم تقوے مین اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین ہی اور عائشہؓ نے
فرمایا کہ تم غافل ہو افضل عبادت سے اور وہ تواضع ہی اور تواضع یہ ہی کہ حق کو قبول کرے
اگرچہ لڑکا اور جاہل کہے اور اپنے تئین سب سے حقیر جانے مگر یہ کہ اہل دنیا کی اپنی نظر مین
کچھ قدر نہ جانے اور عمدہ ترین طریق تواضع کا یہ ہی کہ رسول خدا علیہ السلام کی سیرت کی پیروی
کرے اور یہ ایک حدیث یہان کافی ہی اگر کوئی عمل کرے ابو سعید خدری روایت کرتے ہین
کہ رسول علیہ السلام جانور کو گھانس دیتے باندھ دیتے اور گھر کو جھاڑتے اور بکری کو دوہتے
اور نعلین گانٹھتے اور کپڑے کو پیوند لگاتے اور اپنے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے اور
جب خادم ماندہ ہوتا اپنے ہاتھ سے پیستے اور اُسکی مدد کرتے اور بازار سے جو کچھ خریدتے
اپنی چادر مین لے آتے اور درویش اور تونگر اور چھوٹے بڑے سے پہلے آپ سلام علیک
اور مصافحہ کرتے اور آزاد اور غلام اور سیاہ و سپید مین فرق نہ کرتے اور کپڑے رات و دن
کے ایک ہی رکھتے اور جو عاجز و خاک آلودہ آپکی دعوت کرتا جاتے اور جو کچھ آگے

لاتا اگرچہ تھوڑا ہوتا اُسکو حقیر نہ جانتے اور رکھا نا رات کا صبح تک نہ رکھتے اور رکھانا صبح کا شام کے
لیئے نہ رکھتے نیک خو بزرگ طبیعت تھے اور نیک معاش اور کشادہ رو اور کشادہ لب تھے بے خندہ اور
غمگین تھے بے ترش رو اور متواضع تھے بے ذلت اور بار عبت تھے بے سختی کے اور
سخی تھے بے اسراف اور رحیم تھے سب پر نیک دل تھے اور ہمیشہ سر نگے کو جھکائے
ہوئے رکھتے اور کسی سے طمع اور توقع نہ رکھتے انتہے پس جو کوئی سعادت دو جہانی چاہیے
اسکی پیروی کرے تمام ہوا تقوی نفس اور اعضا کا مجملاً پس جو کوئی اسکو عمل مین لاوے
اُسکو عبادت اور سلوک آسان ہووے اور میسر ہووے اور حاصل یہ کہ اصل بڑی یہ ہی
کہ جانے کہ عبادت کے دو ٹکڑے ہین آدھا تو کرنا بھلائیون کا اور آدھا پرہیز کرنا گناہون
اور برائیون سے ہی کہ اُسکو تقوی کہتے ہین اور یہ آدھا پرہیز کا افضل ہی آدھے کسب سے
اسلیے کہ اگر پرہیز تمام ہو تو صاحب اسکا البتہ نجات پاویگا اگرچہ طاعت کمتر ہو بخلاف اُسکے
کہ طاعت اکثر کرے اور گناہون سے پرہیز نہ کرے نجات نہین پانے کا واسطے اُسکے کہ
اعمال ایک عمر کے ایک گناہ سے حبط ہو جاتے ہین اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ
مقابلہ مین ایک دانگ حق غیر کے بہشت سے باز رہیگا پس متقی اور نجات پانے والا
آگ سے وہ ہی کہ دونون ٹکڑے اُسکو میسر ہون والا نہ بندے کو چاہیے کہ جانب پرہیز
کی رعایت بہت کرے تا سلامتی حاصل ہو اگرچہ درجون سے باز رہے اور یہ بھی ہی
کہ واسطے سلامتی کے بلکہ واسطے حاصل ہونے سعادت کے بھی چار چیزین بہت مفید ہین اُنکو
عمل مین لانا چاہیے کم خوردن وکم گفتن وکم خفتن کم با خلق بودن وباللہ التوفیق اور ایسی ہی
فضول طعام اور لباس اور کلام اور نظر اور تمام فضولیون سے بچیے تا باعث حرام اور عذاب کے
نہووین **فصل** بیچ بیان عوارض کے کہ عابد وسالک جو چاہیے کہ توفیق آلہی سے موانع
بیرونی مذکورہ سابقہ کو دور کر کر عبادت مین مشغول ہو تو عوارض درونی نفسانی اُسکے
پیش کہ عبادت اور فراغ عبادت سے مانع آتے ہین ایک اُنہین سے مطالبہ نفس کا ساتھ

رزق کے ہی کہ سب چیزون سے باز آیا مین اور زہد و تقوی بھی اختیار کیا مین نے
لیکن قوت اور لباس وغیر ذلک سے جو کچھ کہ ضروری ہی کیا علاج کرون اور بدون کسب اور
ملنے کے خلق سے کیونکر ہاتھ آوے پس علاج دفع اس مطالبہ اسکے کا سوا توکل کرنے کے خدا تعالی
پر میسر نہین آسکتا اور تشویش نفس کی بغیر توکل قوی کے رفع نہین ہوتی اور فراغ عبادت کا
حاصل نہین ہوتا اور اسی سبب سے توکل واجب ہوا اور اسکے ترک مین ایک خطر عظیم ہی پس
جو کوئی کہ متوکل ہوگا جو کام کریگا ساتھ قوت اور یقین پورے کے کریگا اور بسبب اعتماد
اپنے کے خدا پر ساتھ ضامن ہونے رزق کے کسی ڈرانے والے سے اور وسوسہ ڈالنے والے
سے قسم آدمی اور شیطان و نفس سے نہین ڈریگا اور اسکے قول پر التفات نہین کریگا اور مطلوب
اپنے سے باز نہین رہیگا اور ساتھ فراغ دل کے عبادت اور سلوک مین مشغول رہیگا اور بالضرور
مقصود دنیا اور آخرت کے حاصل ہونگے اور اسی لیے رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جسکو خوش
آوے یہ کہ بڑا بزرگ لوگون مین ہووے تو چاہیے کہ تقوے اختیار کرے اور جسکو خوش آوے
یہ کہ قوی تر لوگون مین ہو تو چاہیے کہ توکل کرے اور جسکو خوش آوے یہ کہ غنی تر لوگون مین
ہو تو چاہیے کہ ہو ساتھ اس چیز کے کہ خدا کے ہاتھ مین ہی زیادہ اعتماد کرنے والا اس چیز سے
کہ اسکے ہاتھ مین ہی [illegible] بیان فرمائی اور معنی توکل کے یہ ہین کہ خدا کو کارساز اپنے کام کا اور
ضامن [illegible] کا جانکر محض اسپر اعتماد و بس کرے اور جانے کہ جو کچھ خدا نے قسمت مین کیا ہی
ہرگز فوت نہو گا اور حکم اللہ تعالی کا بدلنے کا نہین بندہ طلب کرے یا نہ کرے دنیا اور مال اور
اسباب اور کسب سوائے بہانہ کے نہین خدائے تعالی بے سبب بھی پہونچاتا ہی اور خدائے تعالی
رزق کا ضامن ہوا ہی اسکی ضامنی پر اعتماد و یقین واجب ہی فرمایا اللہ تعالی نے وعلی اللہ
فتوکلوا ان کنتم مؤمنین اور فرمایا وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا
اور فرمایا وتوکل علی الحی الذی لا یموت اور فرمایا ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ
المتین بلکہ قسم کھائی ہی کہ وفی السماء رزقکم وما توعدون فورب السماء

وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ پھر جاننا چاہیے کہ رزق چار قسم
پر ہے ایک تو مضمون کہ قوت آدمی کا اور قیام بدن اُسکے کا ساتھ اُسکے ہو ضامن ہونا خدا کا رزق
مین کہ ہے اسی قسم مین ہے پس توکل اس قسم مین بندے پر واجب ہے ساتھ دلیل شرعی کے جیسا
کہ گذرا اور ساتھ دلیل عقلی کے یہ کہ خداے تعالی نے بندے کو اپنی خدمت کا حکم کیا اور بندے کو
اُس چیز سے کہ قیام اُسکے جسم کا ہو چارہ نہین ہے تا کہ خدمت مین مشغول ہو پس موجب قیام جسم کا خدا
تعالی پر ہوگا قسم دوسری رزق مقسوم ہے کہ حق تعالی نے ہر ایک کے لیے ساتھ ایک قدر اور
وقت معین کے قسمت کیا ہے زیادہ اور کم اور تقدیم اور تاخیر اسمین راہ نہین پاتی حدیث مین
ہے کہ رزق مقسوم اور مفروغ ہے نہ ساتھ تقوی متقیون کے زیادہ ہوتا ہے نہ ساتھ تباہی تباہ
کارون کے کم ہوتا ہے اور تیسری قسم رزق مملوک ہے کہ حق تعالی ہر بندے کو موافق تقسیم
اپنے کے مالک اُسکا کرتا ہے قسم چوتھی رزق موعود ہے کہ خداے تعالی نے متقی کے لیے
بے رنج کسب اور مانند اُسکے کے وعدہ کیا ہے جیسا کہ فرمایا وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا
وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اور توکل کے کئی
درجے ہین اول یہ کہ بندہ ساتھ وعدہ آلہی کے مطمئن ہو اور صفت رزاقی کی سواے
خدا کے نہ جانے اور کسب و اسباب کو بھی خدا کی طرف سے جانکر اعتماد دل کا اُسپر نہ کرے
اور اُسکو سواے سبب ظاہری کے نہ جانے اور اعتقاد کرے کہ اگر کسب ظاہری نہ کرونگا تو
بھی روزی پہونچے گی اور یہ درجہ مسلمانون کا اور ادنے درجہ توکل کا ہے اور ضروری
ایمان کا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ حکم انکا ہے اور درجہ تسلیم کا ہے کہ
صاحب اُسکا سونپنے والا اپنا اور احوال اپنے کا تمام امور مین اللہ تعالے کو اور علم اُسکے
کو ہے اور کچھ تردد آگے اُسکے نہین رہتا ہے اور یہ درجہ اولیا کا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ
الْمُتَوَكِّلُوْنَ حکم انکا ہے اور درجہ تفویض کا ہے جیسا کہ آگے آویگا بیان اُسکا پس معلوم ہوا
کہ کسب اور سبب منافی توکل کے نہین ہے منافی جو ہے اعتماد دل کا ہے کسب و اسباب پر اور

غیر خدا پر کہ جسکو شرک خفی کہتے ہین لیکن جب پر کہ حالت اعتماد کی غالب آوے یا کوئی مرید
ترتیب کرنے اسباب کے اپنے اعمال و احوال مین قصور دیکھے ترک سبب کا کرے بیشک
اسکے درجات سے ہی بہتر بشرطیکہ قوت ایمانی رکھتا ہو اور حالت فراخی اور تنگی مین یکسان ہو
اور طمع اور امید کسی سے نرکھتا ہو رنج و بلا پر کہ پیش آوے راضی اور صابر ہو کر ساتھ
سلوک اور عبادت اور ذکر با فراغت کے مشغول رہے اور اگر یہ حالت نرکھے تو کسب
و اسباب درست کرنا ساتھ توکل دلی کے افضل ہی اور ایسی ہی بسبب کسل یا ریا مانند انکے
کے ترک کسب کا روا نہین اور ترک توکل کو جائز نہین ہی باز رہنا اس کار و سبب سے کہ قطعاً
کام سوائے اسکے بر نہ آوے اور سنت الٰہی اسپر گئی ہو مانند ترک کرنے کھانے کے ہاتھ سے
بہ گمان اسکے کہ طعام از خود منہ مین چلا جاوے بلکہ اسکو جنون اور حماقت کہتے ہین اور حق
توکل کا ایسے امور مین یہ ہی کہ جانے کہ حق تعالے نے ہاتھ کو اسلیے پیدا کیا ہی اور خالق اور
رزاق سب کا وہی ہی یہ آلات ہین کہ ہمکو اپنے فضل سے دیے ہین اور اعتماد کرنے والا
ہاتھ پر نہووے لیکن ہاتھ روکنا اس اسباب سے کہ حاصل ہونا کام کا ساتھ اسکے قطعی نہو
بلکہ ممکن ہو کہ بغیر اسکے بھی سر انجام ہو مانند لینے توشے کے سفر مین روا ہی اگرچہ لینا اسکا بھی
منافی توکل کے نہین ہی جبکہ اعتماد خدا پر ہو نہ توشے پر بلکہ اٹھانا اسکا سبب اور سیرت سلف
کی ہی پر ترک اسکا بسبب غلبہ اعتماد کے درجہ کمال توکل کا ہی اور عیال دار کو ترک کرنا کسب کا
جائز نہین ہی مگر یہ کہ عیال اسکے راضی ہون اور تنگی پر صابر ہون اور ذخیرہ کرنا اسقدر کہ
ایک سال کو کفایت کرے عیال کے لیے منافی توکل کے نہین اور اپنے نفس کے لیے چالیس روز
کا ذخیرہ کرنا روا ہی اور زیادہ اس سے دونون صورتون مین نکالنے والا توکل سے ہی
لیکن ساتھ ضرورت وقت کے اکتفا کرنا اور ترک ذخیرہ کا کرنا اولی اور اعلے اور افضل ہی
جسکا دل کہ بغیر ذخیرہ کے مطمئن نہو اسکو ذخیرہ کرنا اسقدر واسطے خاطر جمعی اور فراغ عبادت
کے افضل ہی اور ایسی ہی رکھنا اشیاء ضروری کا کہ ہر روز کام مین آوین اور علاج

بیماری کا اور دور کرنے کے لیے حضرت کا حکم منافی توکل کے نہیں ہے جبکہ اعتماد کلی خدا پہ ہو لیکن ترک
زیادہ اس سے کا درجہ کمال قوت کا ہے اور پوشیدہ رکھنا بیماری کا غیر طبیب سے اور چھپانا رنج کا اور
ترک کرنا گلہ شکوہ کا شرط توکل کی ہے اور لکھا ہے علماء نے کہ توکل ہوا کرتا ہے زہد اور توحید کے سبب سے
نہیں آتا اور بیان زہد کا پہلے آ چکا اور توحید تین قسم پر ہے ایک توحید کہ لا الٰہ الا اللہ زبان سے
کہے اور دل میں اعتقاد اسکا نہ ہو اور یہ درجہ منافقوں کا ہے دوسرے یہ کہ دل میں بھی اعتقاد کرے
اور یہ درجہ مسلمانوں کا ہے تیسرے یہ کہ اپنے شہود میں دیکھے کہ تمام موجودات ایک اصل میں سے
جو کچھ کہ چلتا ہے اور گردش کرتا ہے وہ سب ایک جگہ سے ہے فاعل اور محرک سوائے ایک کے کوئی نہیں ہے
اور یہ درجہ عارفوں کا ہے مسئلہ عارضہ دوسرا عوارض نفسانی سے خطر انجام کاموں کا کہ پوشیدہ ہے
اور نفس اس سبب سے بہت تشویش میں رہتا ہے علاج اسکا تفویض امور کا حق تعالیٰ کو ہے تا دل کو تسکین
ہو اور وہ واجب ہے اس سبب سے کہ بندے کو خیر و شر امور آئندہ کے معلوم نہیں اور بہت شر
صورت خیر میں اور زیان صورت نفع میں معلوم ہوتی ہے پس ہووے کہ ایک چیز کو نیک جان کر در پے
اسکے ہو اور بجا لاوے اور حقیقت میں وہ بری اور سبب ہلاکت بندے کی ہو اور جب بندے نے
سارے کام اپنے خدا کو سپرد کیے تو تمام تشویشوں اور رنج سے خلاصی پائی اسلیے کہ وہ تعالیٰ حکیم ہے
اور مصلحت بندے کی اوس سے بہتر جانتا ہے اور خیر اور شر اور ماضی و مستقبل اسکے آگے نہایت ظاہر ہیں
کہ خیر اور اصلاح بندے کی ہوگی وہی کریگا اور جگہ تفویض کی اس کام اور مقصود میں ہے کہ صلاح و
فساد اسکا قطعاً بندے کو معلوم نہ ہو مانند نوافل اور مباحات کے کہ انہیں قطعی حکم نہ کرے بلکہ ساتھ
استثنا اور شرط خیر و صلاح کے مقید کرے اسلیے کہ اسکے جزم میں طمع بری اور ممنوع ہے اور جسکا
فساد یقینی معلوم ہو مانند کفر اور بدعت اور گناہوں اور عذاب اور دوزخ کے نہ طلب کرنا اور بچنا
اس سے واجب ہے اور سب لوگ اس سے خود بخود نفرت رکھتے ہیں اور بھلائی یقینی معلوم ہو مانند
ایمان اور سنت اور طاعت اور بہشت اور ثواب کے بیشک طلب اور کرنا انکا واجب اور حسن ہے
اور کسی طرح جگہ خطر کی نہیں ہے اور ان دونوں قسموں میں تفویض روا نہیں ہے اور ضد تفویض

کی طمع ہی اور وہ دو قسم پر ہی ایک تو بیچ معنی رجا کے ہی اور وہ طلب کرنا اس چیز کا
ہی کہ اسمین خطر ہو اور یہ محمود ہی جیسا کہ خدا تعالے نے قول ابراہیم علیہ السلام سے خبر دی
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْئَتِیْ دوسری طمع بُری ہی اور وہ ساکن ہونا دل کا ہی ساتھ
ایک منفعت کے کہ اسمین شک ہو اور طلب کرنا ایک چیز کا بطریق قطع کے ہی اور اسکے
حق مین فرمایا ہی علیہ السلام نے کہ پرہیز کرو طمع سے کہ وہ فقر حاضر ہی اور علاج حاصل ہونے
تفویض کا یاد کرنا خطر انجام امور کا اور امکان ہلاک اور فساد انکے کا اور عاجز ہونا اپنا
خطر مین نہ پڑنے سے اور یاد کرنا مذبذب ہونے اور نہ ہونے کا اور پہونچنے اور نہ
پہونچنے کا انکو اور عدم یقین بیچ صلاح اور فساد انکی کے بیچ حق اپنے کے ہی پس جب یہ
اندیشے غالب ہونگے ناچار سب امور اپنے اللہ تعالے کو سپرد کر دیگا اور طلب کسی
چیز کی نہین کریگا مگر بشرط خیر اور صلاح کے اور جانے کہ جو کچھ خدا کریگا عین حکمت اور خیر
ہوگی اور اسکے لیے صابر اور راضی رہے اگرچہ ناموافق اسکی طبیعت کے ہو مسئلہ
بیمار ضعیف الاخطر وارد ہونے قضا کا ہی نفس اسکے وارد ہونے سے خوف و تشویش مین
رہتا ہی علاج اسکے دفع کا راضی ہونا ساتھ قضاے الٰہی کے ہی اسلیے کہ اگر راضی
نہوگا فراغ عبادت مین حاصل نہین ہوگا اور ہمیشہ غم و فکر مین رہیگا کہ کیون ایسا ہوا
اور ایسا نہوا اور ہو وے گا شکوہ اور تہمت اور تحکم خدا پر اس سے صادر ہو اور
وہ موجب ہلاکت کا ہی حدیث قدسی مین آیا ہی مَنْ لَّمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَائِیْ
وَلَمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ بعون کو اس وعید پر تامل کرنا چاہیے
کہ کیا شدید ہی اور سوا راضی ہونے کے قضا پر چارہ نہین اور اسکے فضائل مین حدیثین
اور اقوال صحابہ کے بہت آئے ہین اور اس سے زیادہ کیا فضیلت ہوگی کہ موجب
رضا سے خدا ہی جیسا کہ فرمایا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ اور مراد رضا سے ترک کرنا غصے کا
ہی اور دو غصہ یہ ہی کہ خشم قضا کے ہووے خدا کو اولے اور اصلح جانے اور

یقین اور صلاح یا فساد اُسکی کے نہ رکھتا ہو اور پہلوان سے کوئی لغزش نہ کھاوے کہ شرور
گناہ بھی قضاے الٰہی سے ہین راضی ہونا ساتھ اُنکے بھی جائز ہو پس جاننا چاہیے کہ رضا جو واجب
ساتھ قضا کے ہے نہ ساتھ مقضی کے کہ شر اور معاصی ہین اور قضاے شر شر نہین ہے اسلیے کہ حکم حکیم
مطلق کا ہے اُسمین بھی حکمتین اور مصلحتین ہین اگرچہ بندہ نہ جانے پس رضا ساتھ قضاے شر کے
شر نہین ہے اور ساتھ مقضی شر کے شر ہے پھر جان کہ مقضے چار قسم پر ہے ایک تو نعمت ہے اور نہ
اُسمین راضی ہونا ساتھ قضا اور قاضی اور مقضی کے واجب ہے اور ایسی ہی شکر اُسپر واجب ہے
اس سبب سے کہ نعمت ہے دوسرے سختی ہے اور اُسمین بعد راضی ہونے کے اُن تینون
چیزون پر صبر کرنا واجب ہے اور تیسرے خیر ہے اور اسمین بعد راضی ہونے کے تینون چیزون سے
احسان خدا کا جاننا واجب ہے اسپر کہ توفیق خیر کی دی چوتھے شر ہے اُسمین راضی ہونا ساتھ
قضا اور قاضی اور مقضی کے اس سبب سے ہے کہ حکم کیا ہوا خدا کا ہے اور اس سبب سے
کہ وہ چیز شر ہے اور بعد راضی ہونے کے پناہ مانگنی اُس سے واجب ہے اور جان کہ طلب یا دعا
کی بشرط خیر و صلاح کے منافی رضا کے نہین ہے اگر بطریق قطع اور تحکم کے نہو اور اوپر حاصل ہونے
اُسکے کے غصہ خدا پر نہ کرے اور ایسے ہی غصہ مین بہر حال خطر بزرگ اور خوف کفر و نفاق کا ہے
اسلیے کہ حق تعالی نے خبر دی ہے کہ جو رسول کے حکم پر راضی نہو وہ مومن نہین ہے اور اسپر قسم کھائی
اس آیہ مین فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ
لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا پس کیا حال ہوگا اُسکا کہ جو
قضا خدا پر راضی نہو مسئلہ عارضہ چوتھا سختیان اور مصیبتین ہین کہ طرف متوجہ ہونے والون
سلوک و عبادت کے زیادہ تر اور وہ بھی آتی ہین جیسا کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا اَنَا مَعَاشِرَ
الْاَنْبِيَاءِ اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ بلکہ کوئی عبادت نہین ہے کہ بے مشقت
صورت باندھے اور سواے مخالفت ہواے نفس کے راست آوے اور مخالفت نفس کی سخت
ترین کامون کی ہے اور ایسی ہی محافظت عمل کی اُسکے مفسدات سے اشد تر ہے اور

اور مصیبتین قسم قسم درد اور مرض اور موت خویش و برادرون اور یارون اور جاتے رہنے مال اور
نقصان اُسکے سے اور غیبت کرنے اور عیب چینی کرنے اور ہاتھ سے اُنکے سے دینی اور دنیوی بیشمار
ہین اور ہر ایک کے لیے اُنمین سے عذاب طرح طرح کا ہی پس ناچار ہر ایک سے صبر کرنا واجب ہوا
تا ایمان سلامت رہے اور عبادت مین مشغول ہو سکے اسواسطے کہ اور رزق اور تاسف کے نہین
ہوتا اور خیر دنیا اور آخرت کی ساتھ صبر کرنے کے وعدہ کی گئی ہی ایک تو غالب ہونا دشمنون
پر جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے وَاصْبِرُوا اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ اور دوسرا اور مطلب پانا
ہونا جیسا کہ فرمایا تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا
اور تیسرا اور تقدم اور پیشوا ہونا ہی جیسا کہ فرمایا وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ أَئِمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا
اور چوتھا اور تعریف کرنا حق کا ہی کہ فرمایا إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ
اور پانچواں اور بشارت ہی کہ فرمایا وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ اور چھٹا اور محبت خداے تعالی کی ہی کہ
فرمایا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ اور ساتواں اور پانا درجات بلند کا ہی کہ فرمایا أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ
الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا اور آٹھواں اور کرامت اور تحیہ ہی کہ فرمایا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ
اور نواں اور پانا ثواب بے نہایت کا ہی کہ فرمایا إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ
پس کوشش کرنی ایسی خصلت شریف کی حاصل کرنے مین بہت ضروری اور غنیمت جاننی چاہیے
اور مراد صبر سے روکنا نفس کا ہی جزع کرنے سے اور جزع ذکر کرنا عجز اپنے کا ہی سختی سے اور ارادہ
خلاصی کا ہی بطریق قطع اور حکم کے پس صبر ترک کرنا اس بات کا ہی اور علاج حاصل کرنے اور
آسان کرنے صبر کا تامل کرنا اسمین ہی کہ جو کچھ مقدر ہی جزع فزع سے بدلنے کا نہین اور نہ کم
زیادہ ہوگا اور نہ مقدم و موخر ہوگا اور ثواب صبر کا مفت تلف ہوگا پھر جان کہ صبر چار قسم پر ہی
ایک تو صبر اوپر استقامت طاعت کے دوسرے صبر کرنے گناہون سے تیسرے صبر فضول
دنیا سے یعنی جو کہ حاجت سے زیادہ ہو چوتھے صبر اوپر سختیون اور مصیبتون دینی اور دنیوی کے
پس جو کوئی ان سبکو بجالاوے عبادت مین مستقیم ہوگا اور گناہون سے

اسمین رہیگا اور رہا سے دنیا اور عذاب آخرت سے رہائی پا دیگا اور بہت سا ثواب
ملیگا اور جو کوئی جزع فزع کریگا ان سب نعمتوں سے محروم ہوگا اور عبادت نہین کرسکیگا
اور اگر کچھ کریگا تو بسبب بے صبری کے گناہون سے جاتا رہیگا تمام ہوا بیان چارون
عوارض نفسانی کا کہ دفع کرنے والا انکا زمرہ متوکلین اور مفوضین اور راضیون اور صابرون سے
ہوگا اور راحت دنیا اور ثواب آخرت کا اور خیر دنیا اور آخرت کی حاصل ہوگی اور
اوپر طریقہ سلوک اور عبادت اور ذکر و فکر کے کہ موجب سعادت دارین ہی پہونچنے والا اور
مستقیم ہوگا اور یہان حقیقت نفس کی بھی پہچانی لازم ذکرا اور روقت اور حال کسکا ہے اور یہ بھی ہے
کہ اسکی معرفت کو سبب معرفت حق کا کہا ہے علمانے چنانچہ مشہور ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور اغلب ہے کہ مراد نفس سے یہان روح انسانی ہو جیسا کہ قرآن مین ہے
تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ اور معنی لغوی نفس کے ساتھ جزم تا
ذات کے بھی ہین اور اسی کو قلب بھی کہتے ہین اور وہ لطیفہ ربانیہ روحانیہ ہے کہ حقیقت
انسانی متصف ساتھ حیات اور ادراک اور علم اور عرفان کے ہے اور مخاطب اور مطالبہ کیا
گیا اور عذاب کیا گیا اور ثواب دیا گیا بھی وہ ہے اور معلوم کرنا اسکے کنہ کا موقوف اور صفائی
باطن کے ہے کہ بغیر اسکے ممکن نہین ہے اور اگر کوئی بیان بھی کرے تو عوام کی سمجھ مین نہین آتا
بلکہ سبب فتنہ کا ہوتا ہے اور اسلیے شرع مین ظاہر کرنا اسکی کیفیت کا منع آیا ہے اور تعبیر اسکی
سوائے امر ربی کے زیادہ نہین آئی لیکن اسقدر ظاہر ہے کہ تعلق اسکا ساتھ قلب صنوبری کے
کہ ٹکڑا گوشت کا ہے مقرر ہے مانند تعلق صفت کے ساتھ موصوف کے کہ پاک جسمیت سے ہے
پس یہ ٹکڑا گوشت کا گویا کہ جگہ اور سواری اس قلب کی ہے اور جہان کہین کہ شرع مین ذکر
قلب کا آیا ہے مراد وہی لطیفہ ہے اگرچہ ظاہر مین فکر اس ٹکڑا کا بھی ہو کذا فی الاحیاء اور سب
اہل حق کے نزدیک روح محدث اور مخلوق ہے مگر یہ کہ اسکو فنا نہین ہے کما فی التمہید والرسالہ
القشیریہ اور اصول صفار مین آیا ہے کہ نفس جسم کثیف ہے اور روح اسمین جسم لطیف ہے اور عقل اسمین

بیان نفس

بعد ہر او رانی ہو واللہ اعلم شاید کہ مراد نفس سے یہان وہی مصطلح عارفون کا ہو کہ روح
حیوانی کہتے ہین اور وہ ایک بخار لطیف ہی کہ بسبب اختلاط عناصر اربعہ کے قلب صنوبری سے
نکلکر دماغ مین جگہہ پکڑتا ہی اور وہان سے براہ رگون کے تمام بدن مین پھیل کر ہر ایک اعضا
اور حواس کو قوت اور حس و حرکت بخشتا ہی اور باعث لذتون اور شہوتون کا یہی ہی اور حیوانات
مین بھی ہوتا ہی اور یہ موجب حیات حیوانون کی ہے اور قول اکثر علما اور عارفون کے نفس غیر روح کے ہے
جیسا کہ مشہور ہی اور ساری برائیان منسوب اسیکی طرف ہین یہان تفصیل برائیون کی
اور علاج انکا مذکور ہوا واسطے پاک کرنے اسی نفس کے ہی تا کہ مطمئنہ ہوکر تابع اور زیر دست قلب کا
ہووے وباللہ التوفیق **فصل** بیچ بیان خوف و رجا کے جب سالک اور عابد سے موانع
اور عوارض دور ہووین تو ساتھ ذوق اور فراغت کے عبادت کا مستعد ہو لیکن جب تک
کہ باعث خوف و رجا کا شامل حال اسکے نہوگا عبادت مین سرگرم اور چست نہوگا اور واجب ہونا
خوف کا اس سبب سے ہی کہ بے غلبہ خوف خدا کے بندہ گناہون سے باز نہین رہتا ہی
اور جو عبادت کہ کرتا ہی خالی عجب سے نہین ہوتی اور عجب نابود کرنے والا اعمال کا ہی پس
چاہیے کہ بندہ ہمیشہ اندیشہ قہر اور عدل خدا کا دل پر غالب کر کے بیچ بجا لانے حکم اور بچنے نواہی
اور منکر نے حرام اور فضول چیزون کے پرہیز کرتا رہے اور نفس کو سرزنش اور تہدید اور یاد دہی
دوزخ اور عذاب الہی کی کرتا رہے اور عجب مین نہ پڑے بلکہ شکر اللہ تعالے کی توفیق دینے کا
بجا لاوے کہ مجھسے طاعت کروائی اور ایسا ہی واجب ہونا رجا یعنی امید کا بھی اس سبب سے ہی
کہ آسان کرنے والی بیچ طاعت کی سواے امید نجات اور ثواب اور قرب الہی کے نہین ہوتی
اسلیے کہ نفس اور شیطان مانع عبادت اور ثواب کا ہی اور وعدہ گاہ ثواب کی پوشیدہ ہی پس
اگر امید رحمت اور وعدہ الہی کی نہو تو تحمل طرح بطرح کی مشقتونکا بندہ سے دشوار ہو اور جبکہ
بہشت اور وہان کی نعمتین قسم حور اور قصور اور طعام اور شراب اور لباس اور مکان اور لذت
دیدار الہی کی آخرت مین اور مانند انکے سے تمام وعدہ اللہ تعالی اسکے بدلے مین ایمان اور

طاعت کے یاد او ملحوظ رکھیگا سب رنج عبادت کے آسان بلکہ شیرین ہو جاوینگے پس سالک کو
باعث خوف و رجا کے چارہ نہین ہوگا تا عبادت پر قائم ہو اور تحمل اُسکے رنج کا ہو اور خوف
و رجا قبیل خطرون دل کے سے ہی کہ بندہ کو اُسکے لانے کی قدرت نہین لیکن اگر مقدمات اُسکے
یاد رکھے تو البتہ وہ حاصل ہونگے اور مقدمات خوف کے یہ ہین کہ یاد کرنا گذشتہ گناہون کا
اور یاد کرنا کثرت عیبون کا روز قیامت کے ہر ایک طالب اپنے حق کا ہوگا اور یاد کرنا سختی
و رنج عذاب حق تعالی کا کہ بندہ طاقت اُسکی نہ رکھیگا اور یاد کرنا ضعف اور عاجزی نفس اپنے کا
اور یاد کرنا قدرت اور وعید خدائے تعالی کا ہر کہ جو کچھ چاہیگا کریگا اور مقدمات رجا کے یہ ہین
کہ یاد کرنا فضل خدا کا اور وسعت رحمت اُسکی کا اور سبقت رحمت کا غضب پر اور سبقت
انعام حق تعالی کا بغیر استحقاق کے اور یاد کرنا وعدون اُسکے کا یعنی ثواب اور کرامت کا اور
یاد کرنا بہت نعمتون اُسکے کا کہ دین اور دنیا اور آخرت مین بندون کو دی ہین اور دیگا کی ہین
جو کوئی اُن دونون مقدمون پر مداومت کرے خوف و رجا اُسکو حاصل ہونگے اور
ضد خوف کی نڈر ہونا اللہ تعالی کے عذاب سے ہی اور ضد رجا کی ناامیدی ہی خدا تعالی
سے اور یہ دونون موجب کفر کے ہین پس بندے کو چاہیے کہ خوف و رجا برابر ہون تاکہ
امن اور ناامیدی مین نہ پڑے اور علاج برابر رکھنے ان دونون کا یہ ہی کہ بیچ آیتون
خوف و رجا کے تامل کرتا رہے اور آیتین خوف کی یہ ہین یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ
اے بندو میرے ڈرو مجھسے اور فرمایا اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰکُمْ عَبَثًا اور فرمایا اَیَحْسَبُ
الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی اور فرمایا مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ اور فرمایا
اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ اور فرمایا شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ اور مانند
انکے بہت آیتین ہین اور آیتین رجا کی یہ ہین لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ
الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اور فرمایا وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ اور فرمایا غَافِرِ الذَّنْبِ
وَقَابِلِ التَّوْبِ اور فرمایا هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ

اور فرمایا کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ اور فرمایا رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ
اور فرمایا وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ اور
نَبِّئْ عِبَادِیْ اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ
اور فرمایا وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ عَمَلِ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی اور مانند انکے
بہت آیتیں ہین اور اور علاج یہ ہے کہ تامل کرے افعال الٰہی مین کہ اپنے بندون کے
ساتھ کیے ہین ابلیس کو ایک نافرمانی سے مردود و ملعون ہمیشہ کا کیا اور آدم صفی اللہ کو
بسبب ایک لغزش کے بہشت سے نکال دیا اور ایسی ہی احوال انبیا اور اولیا کے ہین
کہ بسبب تھوڑے کام کے کارخانہ انکا الٹ پلٹ ہو گیا یا عتاب اور سزا انکو پہونچی ہے
پس کیا حال ہے اوسکا کہ گناہون مین آلودہ ہے اور ایسے ہی ایک ساعت مین بسبب
ایک قول یا فعل کے کفر ساری عمر کا اور گناہ ساری عمر کے بخشدیے اور اپنی رحمت مین
ڈھانک لیا مانند ساحرون فرعون کے کہ ایک دم مین بسبب کہنے آمنا باللہ کے بخشے گئے
پس کیا ہے فضل و رحمت اسکی ساتھ بندون مومن اور فرمانبردارون کے حدیث مشہور
مین آیا ہے کہ خدائے تعالٰی کی سو رحمتین ہین ایک انمین سے درمیان آدمیون اور جنون
اور چارپایون کے تقسیم کی ہے اور ننانوے واسطے رحمت کرنے بندون کے بیچ قیامت کے
ذخیرہ کی ہین اخیر حدیث تک فرمایا اور اور علاج یہ ہے کہ یاد کرے وعدہ اور وعید کو کہ
کیا ہے حق تعالٰی نے قسم مرگ اور گور اور قیامت اور بہشت اور دوزخ اور چہین یعنے
توفیق اعمال اور چہین لینے ایمان اور معرفت سے اور یاد کرے شدت جان کندن
کی کہ روح کو مانند کانٹے پوست کے ہر رگ سے کاٹینگے شدت اسکے رنج کا کون متحمل
ہوگا اور دیکھینگے عزرائیل کو دہشتناک صورت مین سیاہ گندہ دہن اور خبر دینگے
عزرائیل بندے کو دوزخ کی اور یاد کرے احوال پہونچنے قبر کا کہ پسلیان ادھر کی ادھر
نکلجاوینگی اور سوال کرینگے منکر نکیر اور عذاب کرینگے انکو اگر جواب باصواب نہ دینگے اور

کاٹینگے سانپ اور بچھو قبر مین اور یاد کرے ہول نفخۂ صور کا اور ہول قیامت کے کہ
عمل نیک اور گناہ پیش ہونگے اور تولینگے انکو اور ملینگے نامۂ اعمال بائین ہاتھ
مین اور رسوا ہونگے آگے سب خلق کے اور خوف ہے جواب حقوق بندون کا کہ واسطے
ایک دانگ کے بہشت مین جانا میسر نہین ہوگا اور گذرنے کا پل صراط پر اور یاد کرے
عذاب دوزخ کا کہ طرح طرح کی سختیون سے ہوگا کہ تفصیل اسکی انتہا نہین رکھتی لیکن مومن
مطیع اور متقی کو یہ سب آسان ہوگا جان اسکی آسانی سے مانند قطرے کے مشک سے نکل آویگی
اور ملک الموت بصورت حسین آگے اسکے آوینگے اور بشارت بہشت کی دیوینگے اور بھینچنا قبر کا
اسکے لیے مانند گلے لگانے مان کے بچے کو ہوگا اور گور مین ساتھ نعمتون اور راحت کے
رہیگا اور ہول نفخۂ صور اور ہول قیامت اور عذاب اور رسوائی کے سے محفوظ ہو کر
مانند بجلی کے پل صراط پر سے گذر کر بہشت مین داخل ہوگا اور وہان کی نعمتون اور دیدار
الٰہی کو پہونچیگا پس جو کوئی یہ علاج کرے اور باتون مذکورہ کے تامل پر ہمیشگی کرے اسکو
خوف و رجا حاصل ہوگا اور دونون برابر رہینگے اور یہ برابری ہر حال مین ہووے یا ایک
وقت مین خوف غالب ہو اور ایک وقت مین رجا غالب ہو اور یہ دوسری آسان ہے اور اکثرون
کو ہوتی ہے اور حالت اول دشوار ہوتی ہے مگر جسکو خدا چاہے نصیب کرے اور یہ بھی کہا ہے علما نے
کہ بندۂ تندرست و قوی کو خوف غالب رکھنا چاہیے اور دکھی ضعیف کو خصوصاً وقت حاضر ہونے موت
کے رجا غالب رکھنی چاہیے کہ اولیٰ تر ہے حدیث قدسی مین آیا ہے کہ انا عند ظن عبدی بی
اخیر حدیث تک فرمایا اور حقیقت رجا کی آرزو کرنی اصل و موقع پر ہے مانند اسکے کہ بندۂ مومن مطیع
کوشش کرنے والا عبادات مین حق تعالیٰ سے قبول ہونے طاعت کی اور مغفرت اور ثواب اپنے کی
آرزو کرے اور امید رکھے اور یہ خوب و معتدل ہے اور اگر بندہ کافر یا گنہگار ڈوبا ہوا گناہون اور
لذتون اسکی مین امید رکھے غرور اور حمق ہے نہ رجا جیسا کہ حدیث مین آیا ہے اور یہ آرزو ظالم او دنی
اکے آرزو رکھنے والے کو ہلاکت مین ڈالا ہے مثال اسکی ایسی ہے کہ ایک شخص کچھ بووے سین اور

ع [illegible]

ع [illegible]

وقت تخم ریزی کے چین مین پڑا رہے اور وقت کٹنے کھیتی کے حاصل ہونے محاصل کی امید کرے
اور حقیقت خوف کی ہراسگی ہی کہ بسبب علم اور معرفت خطرون دنیا اور آخرت کے اور قہاری اور
بے نیازی اور لاابالی شان خدا کی بندے کے دل مین پیدا ہووے اور ثمرہ اسکا یہ ہی کہ دل کو
دنیا کی چیزون سے سرد اور منغص کرے اور گناہون اور لذتون سے باز رکھے اسپر جو کوئی
باتین خوف کی زبان پر لاوے اور آنکھون سے روے اور بہت افسوس و حسرت ظاہر کرے
ولیکن مشغول رہنے سے شغلون دنیا اور اسباب اسکے مین اور گناہون اور لذتون سے باز نہ آوے
تو خوف رکھنے والا نہین ہوگا یہ بھی وسوسہ نفسانیون سے ہی **فصل نہم** مقدمات عبادات کے
چونکہ فضل الٰہی سے بندہ عابد سے موانع عبادت کے اور عارضے عبادت کے دور ہوے
اور باعث خوف و رجا نے اسکو مستعد کرکے عبادت بافراغت پر مشغول کیا تو اسکو چاہیے کہ اپنی
عبادت کو فاسد کرنے والی اور باطل کرنے والی اور برباد کرنے والی چیزون سے بچاوے تا رنج
بیفائدہ نہو اور اجر عبادت سے محروم نہ رہے پس جانے کہ ایک مفسدات عبادت سے ریا ہی
کہ پرہیز کرنا اس سے واجب ہی اس جہت سے کہ عبادت ریا کی مقبول نہین ہوتی ہی اور نا مقبول
ہونا سبب اجر کے نہین ہوتی حق تعالی نے فرمایا ہی فَمَن كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا
وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا اور حدیث قدسی مین آیا ہی کہ فرمایا خداے تعالی نے
مین بہت بے پروا ہون شریکون کا ہون شرک سے جو کوئی کسی عمل مین میرے غیر کو شریک کرے حصہ میرا اسکے
لیے ہی کہ قبول نہ کرون مین مگر جو کچھ کہ خالص میرے لیے ہی اخیر حدیث تک فرمایا اور ریا مین
خطرے اور ضرر بہت ہین حدیث مین آیا ہی کہ روز قیامت کے ریاکار کو کہینگے اے کافر اے فاسق
اے گنہگار اے زیان کار کوشش تیری باطل ہوئی اور اجر تیرا برباد گیا آج تیرے لیے کچھ حصہ نہین ہی
طلب کر اجر اس شخص سے کہ عمل اسکے لیے کیا تو نے اخیر حدیث تک فرمایا اور یہ بھی منقول ہی کہ یہ
امر سامنے خلائق کے بلکہ منادی سے ہوگا کہ سب سنینگے اور ریاکار کو رسوائی سب خلائق مین
ہووےگی اور یہ بھی آیا ہی کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ بہشت نے مجھسے کہا کہ مین حرام ہون

بخیل اور ریاکار پر اور یہ بھی حدیث مین آیا ہو کہ قرآن پڑھنے والے اور سخی اور شہید
ریاکار کو میدان قیامت مین لاوینگے اور ہر ایک اجر اعمال اپنے کا چاہیگا اور کہیگا کہ خدا کے
لیے اعمال کیے ہین تب حق تعالی اور ملائکہ کہینگے کہ جھوٹ کہا تمنے بلکہ مقصود تمھارا یہ تھا
کہ لوگ کہین کہ فلانا قرآن پڑھنے والا اور فلان سخی اور فلان دلیر اور شجاع ہی سو کہا گیا اور
غرض تمھاری حاصل ہوئی پھر حکم ہوگا کہ منھ کے بل دوزخ مین گھسیٹ کر لیجاؤ اور یہ حدیث
دراز ہی کہ اسمین حکم اسکا ذکر کیا آخر مین اسکے فرمایا علیہ السلام نے یہ ہین وہ خلق خدا کی
کہ اول آگ دوزخ کی ساتھ انکے بھڑکا دینگے اور یہ بھی حدیث مین ہی کہ دوزخ اور اہل دوزخ
فریاد کرینگے گرمی اوس آگ کی سے کہ ریاکارون کو ساتھ اسکے عذاب کرینگے اور ریا
دو قسم پر ہی ریاء محض کہ امر خیر محض بہر دنیا کے لیے کرے اور ریاء تخلیط کہ ساتھ ارادہ دنیا
کے اجر آخرت بھی منظور ہو اور ریا کو کبائر سے بلکہ قریب شرک کے کہا ہی اور وہ عبادت
واسطے نمود خلق کے کرنی ہی اور خوش ہونا بسبب مطلع ہونے لوگون کے عمل پر بعد فارغ
ہونے کے اوس سے اگرچہ اول مین قصد ریا کا نہو یہ بھی منجملہ ریا سے ہی پس جو کچھ کہ
محض نمود خلق کے لیے ہو سب مردود اور موجب دوزخ کا ہی اور جو کچھ کہ ملا ہوا واسطے
اللہ کے اور خلق کے ہی اجر اسمین موافق نیت للہیت کے ہی اور باقی ساقط ہی اور خوف
عذاب کا اور روکا اسمین بھی باقی ہی اور عبادت خالص للہ اوسوقت ہوتی ہی کہ ہونا نہونا
عبادت کا بہ نسبت خلق کے یکسان ہو اور داخل ہونا ریا کا پانچ جگہ مین ہی ایک تو بدن مین
کہ اوسکو حقیر اور دبلا کرے اور پست آواز ہو تا لوگ جانین کہ ریاضت کرنے والا اور کوشش
کرنے والا ہی دوسرے لباس مین کہ موٹا اور زاہدون اور صوفیون اور عالمون وغیرہم کا سا
پہنے اور سجادہ پر بیٹھے تا لوگ جانین کہ ساتھ اس صفت کے موصوف ہی اور حقیقت مین
ویسا ہووے نہین تیسرے گفتار مین کہ ساتھ زبان کے احتساب کرے یا احوال صوفیون کا
کہے یا ذکر کرے اور مانند انکے کہے تا لوگ جانین کہ ایسا ہی ہو چوتھے طاعت مین مانند دراز

پڑھنے نماز کے اور ادا کرنے اُسکے کے آگے لوگون کے اور صدقہ دینے اور روزہ رکھنے اور مانند انکے کے واسطے نمود لوگون کے اور پانچوین بیچ ظاہر کرنے کثرت مریدون کے اور تابعدارون کے اور مانند انکے کے ان سب جگہون مین ریا کو دخل ہی اور کرنا انکا ساتھ ریا کے حرام ہی اور موجب عذاب کا ہی اسپر تحمل کرنا ساتھ مباح کے لیے نیت ریا کے اور اظہار فضل اپنے کے ساتھ اُس چیز کے کہ علم دین اور جملہ طاعت سے نہو روا ہی اور خطرہ ریا کا اگر اول عبادت مین ہی مفسد سب عبادت کا ہی اور اگر اصل عبادت مین ریا نہین ہی مثلاً نماز اول وقت مین ادا کرنی ساتھ ریا کے اور آخر وقت مین ادا کرنی لیے ریا کے ہی تو ثواب اول وقت کا نابود ہو جاتا ہی نہ اصل نماز اور ایسا ہی اگر بعد نماز کے خطرہ ریا کا آیا اور اسکے ظاہر کرنے کی نوبت پہونچی اُسکے ظاہر کرنے پر عذاب دیا جاویگا اور اصل نماز بجا رہیگی اور اگر درمیان نماز کے خطرہ ریا کا آوے اور ایسا آوے کہ اصل نیت عبادت کو مغلوب کرے تو نماز کو باطل کریگا مثلاً نماز مین کچھ پیش آوے اور واسطے اُسکے اگر ریا نہو تو نماز کو توڑ دے اور واسطے ریا کے نہ توڑے لیکن اگر اصل نیت پر ریا غالب نہ آوے تو نماز باطل نہوگی اور اسی قیاس پر سب طاعتون کو قیاس کرو باللہ التوفیق اور علاج اس ریا کا آفتون اور عذاب اُسکے کا دنیا اور آخرت مین دل پر غالب کرنا اور اسباب اور اصول ریا کو کہ دوستی دنیا کی اور محبت جاہ کی اور تعریف خلق کی اور خوف ذلت اور طمع کا ہی دل سے دور کرنا ہی اور اپنی طاعتون کو ایسا پوشیدہ کرے کہ جیسا گناہ اور اپنے عیوب کو پوشیدہ کرتا ہی تا کہ کوئی اُسپر مطلع نہو اور جو خطرہ ریا کا گر آوے اسپر عمل نہ کرے لیکن اگر کوئی ریا سے امن مین ہووے اور جانے کہ میری طاعت کو اور لوگ دیکھ کر پیروی میری کر کر طاعت کرینگے تو اُسکو ظاہر کرنا طاعت کا روا ہی ولیکن یہ درجہ ہر کسی کا نہین ہی مغالطہ مین نہ پڑے اور ایسا ہی چھپانے گناہ کا ہر حال مین حکم کیا گیا ہی کہ کسی پر ظاہر نہ کرے اسلیے کہ حق تعالی اور رسول اُسکے نے ظاہر کرنے گناہ کے سے منع کیا ہی لیکن اگر نیت ریا سے چھپاویگا تا کہ لوگ اُسکو پارسا جانین تو حرام ہی اور جاننا چاہیے کہ عبادت مین

قسم پہر ایک تو وہ ہی کہ تعلق ساتھ خلق کے نہ رکھے مانند نماز اور روزہ وغیرہ کے پس جو کچھ
کہ اُس عبادت مین سے فرض ہی اُسکو ظاہر مین بجالاوے اور غیر فرض کو پوشیدہ کرے اور بسبب
آنے خطرہ ریا کے باز رہنا اُس سے روا نہین ہی بلکہ کوشش کرکہ اِس خطرہ کو دفع کرے اور نیت عبادت
کی محکم کر کہ بسبب ریا کے کم و زیادہ عبادت مین نہ کرے دوسرے جو کچھ کہ متعلق ساتھ خلق کے ہی
مانند قضا اور حکومت وغیرہ کے کہ یہ ساتھ عدل کے ہون تو عبادت سے افضل ہین اور بدون
عدل کے سب گناہون سے بدتر ہین پس جو کوئی کہ قادر عدل پر نہو تو قبول کرنا انکا اُسپر حرام ہی
کہ آفت اُنکی بڑی ہی اور لذت اُنکی بہت اور نفس ریا کو انمین دخل بہت ہی خصوصاً اُسوقت
مین کہ وجود عدل کا نادر الوجود ہی تیسرے یہ کہ وہ عبادت خدا سے و خلق سے بھی متعلق ہی
مانند وعظ اور فتوی اور پڑہانے وغیرہ کے پس ان مین بھی اگر نیت عبادت کی مضبوط ہو تو
بسبب داخل ہونے نیت ریا کے اُنسے باز نرہے اور خطرہ کو دفع کرے اسلیے کہ اُنمین نفع
اورونکو پہونچتا ہی اور اجر انکا بے نہایت ہی اور اُنمین یہ بھی شرط ہی کہ بات اُسکی لوگون کے
نزدیک معتبر اور مؤثر ہو اور اُسکو مخلص جانین اور تعلیم علوم دینی کی بقصد دعوت الی اللہ کے
ہو اور اگر ایسا نہو تو اُسکو باز رہنا اُس سے اولی ہی اور ایسا ہی اگر محض یہ نیت ریا اور طلب جاہ کے
ہو تو باز رہنا اُس سے فرض ہی اور ایک جماعت یعنی اولیا کی بہت ان چیزون سے بہاگ کر
گوشہ اور عبادت مین مشغول ہوئی ہین اور حاصل یہ کہ ریا عبادت مین حرام ہی اور اخلاص اُسمین
واجب ہی اور اخلاص اوپر دو قسم کے ہی ایک تو اخلاص عمل مین اور وہ ارادہ قربت خدا تعالی
کا اور تعظیم اُسکے حکم کی اور قبول کرنا حکم اُسکے کا ہی اور باعث اُسپر صحت اعتقاد کی ہی دوسرے
اخلاص بیچ طلب اجر کے اور وہ ارادہ طلب آخرت کا ہی ساتھ خیر کے پس اخلاص عمل مین
اس فعل کو سبب قربت الہی کا کرتا ہی اور اخلاص بیچ طلب اجر کے فعل کو مقبول اور باعث ثواب
دینے والا کرتا ہی اور نفاق فعل کو سبب قربت سے نکالتا ہی اور عمل کو نابود اور باطل کرتا ہی
اور استحقاق ثواب وعدہ کیے گئے کو بھی باطل کرتا ہی پہر جاننا چاہیے کہ عبادات ظاہری مین

دو نون طرح کا اخلاص لازم ہی اور اعمال باطنی ہین دونون نہین چاہیے اور ان مباحات مین
کہ واسطے قیام انسانیت کے ہو اخلاص طلب اجر کا درکار ہی نہ اخلاص عمل اسلیے کہ کرنا اُسکا
اُس قبیل سے نہین ہی کہ جسمین ظاہر ریا داخل ہو اور یہ بھی ہی کہ مباحات صلاحیت اُسکی نہین
رکھتی کہ بہ ذات خود قربت ہون بلکہ سبب ہین واسطے قربت کے اور بعضون کے نزدیک
عبادات ظاہری اور باطنی مین دونون طرح کا اخلاص لازم ہی اور اخلاص عمل ساتھ کرنیکے
نزدیک ہو مقدم اور موثر ہو اور اخلاص طلب اجر کا اثر ہوتا ہی کہ عمل سے مؤخر ہو اور بعضون کے
نزدیک معتبر بیچ فراغت کے ہی کہ جب عمل اخلاص پر فارغ اور تمام ہو اور اگر ساتھ ریا کے فارغ ہو
تدارک ممکن نہین ہی اور اگر نیت عمل کی کہ بندے کے دل مین باعث فعل پر ہی اگر ایک ہو مثلاً
روزہ رکھے محض بہ نیت فرمان برداری امر الٰہی کے اور رضا اُسکی کے بے لحاظ امر دوسرے
کے پس اس عمل کو خالص للہ کہینگے اور اگر ساتھ اسکے نیت اور چیز کی ملحوظ ہو تو خالص للہ نہوگی
لیکن ساتھ ملحوظی امر شرع کے مانند ثواب آخرت کے وہ عمل نابود نہوگا اور وہ ملوثی بری
نہین ہی بلکہ اچھی ہی اگرچہ درجہ خالصاً للہ سے کم ہی پس صاحب اسکا جملہ صدیقون اور مخلصون سے
نہین ہوگا بلکہ مسلمانون اہل آخرت مین سے ہوگا اور اگر وہ ملحوظ دوسرا اچھا نہین ہی مانند
کم محنتی بیچ روزے کے اور نمود دیا رسائی اپنی کے وغیر ذالک پس حبط کرنے والا عمل کا ہی کہ حرام اور موجب
عذاب کا ہی پس کوشش کرے بیچ حاصل ہونے اخلاص کے عمل مین بہت کرے تا اعمال اُسکے
سالم رہین اور پہونچنے والا سعادت دارین کا ہووے اور خراب کرنے والا عبادت کا عُجب ہی
اور مفسد عمل اور محروم کرنے والا توفیق الٰہی سے ہی اور عجب کرنے والا ہمیشہ محروم ہی رسول علیہ السلام نے
فرمایا ہی تین چیزین ہلاک کرنے والی ہین بخیلی کہ پیروی اُسکی کرے اور خواہش نفسانی کا اتباع
اُسکا کرے اور عجب کرنا آدمی کا اپنے دل مین اور یہ بدتر ہی سب سے اخیر حدیث تک فرمایا پس
پرہیز کرنا ایسی خصلت سے واجب اور ضروری ہی اور معنی عُجب کے بہت اچھا جاننا اپنے عمل
نیک کا ہی کہ جانے مین ایسا کرتا ہون اور اُس سے خوش ہو اُسکو صفت اپنی جان کر منعم ...

توفیق الٰہی سے غافل ہوکر زوال اور نابود ہونے عمل کے سے ڈرتے نہین اور ہووے
کہ عُجب بندے کو عمل سے باز رکھے اور علاج اُسکا یاد کرنا احسان اور توفیق الٰہی کا ہی کہ جانے
حاصل ہونا عمل کا ساتھ توفیق خداے تعالیٰ کے ہی اور خداے تعالیٰ نے اُسکو تقادر اسپر کیا اور
ثواب کا اسپر وعدہ کیا اور یہ یاد کرنا احسان خدا کا بیچ وقت باعثون عُجب کے فرض ہی اور تمام
اوقات مین مستحب ہی اور جاننا چاہیے کہ عُجب بلاے عظیم اور پیدا کرنے والا تکبر کا اور بھلانے والا
گناہون کا اور باز رکھنے والا تدارک گناہون سے اور کوشش سے عبادت مین اور باز رکھنے والا
شکر الٰہی اور تزکیہ نفس سے اور محروم رکھنے والا بست بلائیون سے ہی اور عجب ہی یہ کہ عُجب
کرنے والا بات حق اور نصیحت کی اور سے نہین سنتا اور اُسپر عمل نہین کرتا اور تھوڑی سی
سختی اور سبب سے غصہ مین آجاتا ہی اور غصہ خلق بُرا اور پیدا ہونے والا آگ سے اور باعث
آگ جہنم کا اور نزدیک کرنے والا شیطان سے ہی اور پیدا کرنے والا کینے کا بھی غصہ ہی کہ
بسبب نظاہر کرنے غصہ کے بسبب عاجزی کے ساتھ ایک اور صورت کے کینہ دل مین پیدا
ہوتا ہی اور کینہ بہت بُرا اور ہلاک کرنے والا ہی مانند خوش ہونے کے بیچ محقود کے بسبب
حسد اور شماتت محقود کے اور حقارت اُسکی کے اور غیبت اور فحش اور ظاہر کرنے عیوب اور
اسرار اُسکی کے اور ٹھٹھا کرنے کے ساتھ اُسکے اور رنجیدہ کرنے اور بدلا اوتارنے کے ساتھ
اُسکے اور قطع رحم اُسکے کے اگر محقود ناتے والا ہو پس کینہ سے بہت پرہیز کرے اور حدیث
مین آیا ہی کہ مومن کینہ رکھنے والا نہین ہوتا ہی اور علاج دفعہ کینہ کا دفع کرنا غصہ کا ہی کہ اصل
اسکی ہی اور وعید غصہ کرنے کا شدید آیا ہی اور فضائل غصہ کے دفع کرنیکے بہت ہین اور رکھنا
غصہ کا اچھے اخلاق اور کار مردون کے سے ہی پس چاہیے کہ سوا اُس جگہ کے کہ شرع نے
حکم غصہ کا کیا ہی غصہ نہ کرے بلکہ بیچ غیر اُسکے کے سب جگہ حلم کو پیشہ اپنا کرے اور علاج دفع
کرنے غصہ کا یہ ہی کہ اسباب غصہ کے کہ تکبر اور عجب اور ٹھٹھا کرنا اور طلب کرنا زیادتی جاہ و مال کا ہی
دور کرے اور ضد ان سب کی عمل مین لاوے اور سوچے کہ اگر مین لوگون پر غصہ کرونگا خدا تعالیٰ

مجھ پر غصہ کریگا اور تحمل اُسکے غصے کا کیونکر کرسکونگا اور یہ بھی ہے کہ جس پر غصہ کریگا وہ دشمن میرا ہوکر اُسکے بدلہ لینے مین کوشش کریگا اور فتنے برپا ہونگے اور علاج غصے کے دفع کرنے کا یہ ہے کہ بوقت پیدا ہونے غصے کے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھے اور پانی ٹھنڈے سے طہارت کرے اور حال اپنا بدل ڈالے یعنی اگر کھڑا ہووے بیٹھ جاوے اور اگر بیٹھا ہے تو لیٹ جاوے آٹھواں خراب کرنے والا عبادت کا غرور اور پندار ہے کہ قریب عجب کے ہے اور مغرور اُسکو کہتے ہین کہ ساتھ غرور و پندار کے قریب عجب کے ہے ذات اور افعال اپنے کے گمان نیک لیجاوے اور اُسکی آفت اور دور کرنے اُسکے سے غافل ہو اور دل کو خلوص سے خالی نجانے اور ہر عمل اپنے پر اگرچہ لائق قبولیت کے بھی نہو حق خدا تعالیٰ کے پروا سطے اپنے لازم جانے اور ساتھ اس سبب کے خاتمہ بد اور مواخذہ سے نڈر ہو اور یہ ایک بلائے عظیم ہے اور سبب اُسکا نہ جاننا ہے فعالی خدا کا اور حقیقت امور اور افعال ظاہر اور باطن اپنے کا اگرچہ صاحب اس خصلت کا علم اور عمل ظاہر بھی رکھتا ہو بلکہ علما اور عابد اور فقرا اس آفت مین مبتلا ہین پس بعضے عالمون مین سے بسبب تحصیل علم کے مغرور ہوکر گمان کرتے ہین کہ ہم اُس درجہ کو پہونچے ہین کہ ماخوذ نہونگے بلکہ ایک خلق ہماری شفاعت سے نجات پاویگی اور یہ نہین جانتے کہ مقصود علم سے عمل ہے اور سوائے عمل کے نجات میسر نہین ہوتی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اور اور جاے فرمایا جَزَآءً بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ اور بیحق عالم بے عمل کے فرمایا مَثَلُ الَّذِیْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ یَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ یَحْمِلُ اَسْفَارًا اور رسول علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی کو قیامت مین عذاب بہت بڑا اُس عالم سے نہین ہے کہ اپنے علم پر عمل نہ کرے اور یہ بھی فرمایا اَلْجَاهِلُ یُعَذَّبُ مَرَّةً وَالْعَالِمُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اور ایک اور جماعت علما کی عمل ظاہر بھی رکھتی ہین لیکن باطن کو تکبر اور حسد اور ریا وغیرہ سے پاک نہین کرتی اور یاد نہین لاتی کہ حدیث مین ہے کہ جسکے دل مین ایک ذرہ برابر تکبر ہو

بہشت مین نہ جاویگا اور حب ایمان کو تباہ کرتا ہی اور تھوڑا سا ریا بھی شرک ہی اور ایک
جماعت نے اسکو بھی جانا ہی لیکن گمان کرتے ہین کہ وہ اخلاق ان چیزون سے پاک ہی اور
حقیقت مین پاک نہین ہوتا اور ایک جماعت نے اصل علم مین غریب لکھا یا ہی کہ جو علم دین کا
ضروری ترک کرکے علم کلام اور جھگڑے او نساظرہ اور مانند انکے مین کہ باز رکھنے والے
عبادات اور آخرت سے ہین مشغول ہین اور جانتے ہین کہ اسلام بھی یہی ہی ایسے لوگ بہت مین
اور علاج اور امتحان ہر چیز کا انہین سے بچانے خود مذکور ہوا ہی اور قسم دوسری اہل غرور
عابد ہین کہ بعضے بسبب ادائے فضائل کے فرائض سے باز رہتے ہین جیساکہ وسوسہ طہارت
سے نماز کو وقت سے خارج کردیتے ہین اور بیچ نجاست وغیرہ کے احتیاط خلاف شرع کرتے ہین
اور جب لقمہ اور لینے مال کو نہ پہونچین تو اسکو حلال جانتے ہین اور یہ جانتے ہین کہ اصل سب چیزون کا لقمہ ہی
اور ایک جماعت مین غیبت اور ایک جماعت بیچ فرقت کے گرفتار ہو گئے ہوتے ہین اور کوشش کرتی ہین کہ حرف
خوب ادا ہوا اور اسمین فخر کرنے والے اور مغرور رہتے ہین اور نہین جانتے کہ مقصود تمام
نماز کا حضور دل کا ہی اور ایک جماعت ہر روز ختم قرآن کا کرین اور عمل بہت کو دوست
رکھین اور ساتھ اسکے مغرور ہوون اور نہ جانین کہ مقصود فراغت سے ذکر اور تفکر اور
سوچنا ہی اور وہ آہستگی مین میسر ہوتا ہی اور بہت عمل یعنی طہارت دل اور بغیر شرائط
اور اخلاص کے قائم نہین ہوتے اسلئے کہ تکبیر وغیرہ حق کی سوائے دل اور اخلاص کے
نہین ہی اور قسم تیسری اہل غرور سے صوفی ہین کہ ساتھ دعوے باتون تصوف کے مغرور ہوتے ہین
اور کسی کو مانند اپنے دنیا مین اور نجات پایا ہوا آخرت مین نہ جانین اور علما کو گرفتار قیل
وقال کا اور عابدون کو طالب مزدوری کا کہین باوجود اسکے کہ خود تصوف سے کچھ خبر بھی
نہین رکھتے ہین بلکہ بعضے انمین سے احکام الٰہی اور منہیات بھی ترک کرین اور کہین کہ ظاہر خدا
کی دلیل ہی دل ہمارا خدا سے لگا ہوا ہی احتیاج اعمال ظاہری کی نہین ہی اور بعضے بسبب ظاہر ہونے
عجائب کے غیب سے کسبب ریاضت کے حاصل ہو مغرور ہوتے ہین اور جانتے ہین

کہ نہایت کار تصوف کی یہی ہے ساتھ اس غرور کے کہ ترقی سے باز رہتے ہین اور ایسے
لوگ بہت قسم کے ہین کہ اپنی پندار مین گرفتار ہین انکو چاہیے جانین کہ تصوف اسکو کہتے ہین
کہ نفس صوفی کا بسبب ریاضت اور مجاہدے کے زیردست ہو کر تابع حکم او ر شہوت کی باقی نرہی
اور سب اعمال اسکے موافق حکم شرع اور سیرت سلف سابق کے صالح ہون اور ماسوا اللہ اسکی
نظر سے اٹھ کر اسکو جلال اور جمال حضرت الٰہیت نے گرفتار کر کے فانی غیر سے باقی بحق کیا ہے
پس حاصل کرنے ان احوال کے کوشش کرنی چاہیے اور تخیلات نفسانی اور غرور نفس اور
شیطان سے دور ہو کر اپنے تئین برے اخلاق سے پاک کرنا چاہیے تا صورت حصول
مقصود کی متصور ہو اور قسم چوتھی اہل غرور سے مالدار ہین کہ مال حرام قبضے مین لا دین اور
خیرات مین صرف کر کے اسکے ثواب کے امیدوار ہون اور یہ نہ جانین کہ پھیر دینا مال
حرام کا اسکے مالک کو فرض ہے اسکے صرف کرنے سے لائق عذاب کے ہوتے ہین اور اسی طرح
خرچ کرنا خیرات مین ساتھ نیت ریا کے بھی مستحق عذاب کا ہے اگرچہ حلال سے ہو اور بعضے حلال
مال مین سے بے ریا بھی صرف کرتے ہین لیکن غیر مشروع مین مانند مزین کرنے مسجد کے
ساتھ سونے کے اور مانند انکے مین خرچ کرتے ہین اور ایک جماعت اور ہے کہ زکوٰۃ مطلق
نہین دیتی اور بعضے زکوٰۃ دیتے ہین لیکن ایسے لوگون کو دیتے ہین کہ خدمت اپنی یا
تعریف اپنی یا کوئی اور غرض لینی چاہتے ہین یہ اور مانند انکے بیچ مثل ان اعمال کے
گرفتار اور مغرور ہین اور اپنے تئین صاحب خیر جانتے ہین اور یہ نہین جانتے کہ یہ سب
چیزین مفسدات اعمال سے ہین عمل خیر اور موجب ثواب کا اور مقبول نزدیک خدائے تعالیٰ
کے وہی ہے کہ موافق شرع کے اور خالصاً للہ بغیر عجب اور غرور کے ہو پس عابد اور سالک کو
بیچ قطع کرنے موانع اور عوارض عبادت کے خصوصاً بیچ دور کرنے ان مفسدات کے کہ ریا اور
عجب اور غرور ہین بہت کوشش کرنی چاہیے تا عبادت اسکی لائق حضرت الٰہیت اور
مقبولیت اور موجب اجر عظیم اور قرب الٰہی کے ہو والا رنج بیفائدہ ہے اور بسبب بعضے امور کے

کے

جملۂ عاملۃٌ ناصبۃٌ تصلیٰ ناراً حامیۃً کے ہو نعوذ باللہ منہ اور حبِ عبادت ساتھ
ان سب شرائط کے بجا لاوے دنیا مین ساتھ لوگون کے گذران نیک خلقی سے بھی کرنی
چاہیے اور بدخلقی اور صفت درندگی سے دور رہنا چاہیے اسلیے کہ حسن خلق منجملہ ترک عجب
اور غرور ہے اور وضع عابدون اور صالحون مین سے اور باعث قبولیت کا اور محمود ترین
اعمال کا ہے اور فضائل اسکے دارین مین بیشمار ہین اور بیچ حقیقت حسن خلق کے علما کو اختلاف
بہت ہے کہ وہ کیا چیز ہے خلاصہ سبکا یہ ہے کہ مراد حسن خلق سے نیک ہونا صورت باطن اور
آدمی کے دل کا ہے اسکو حسن خلق کہتے ہین جیسا کہ خوبصورت ظاہری کو حسن خلق ساتھ
دی روح کے کہتے ہین اور صورت باطنی بغیر اچھی ہونے قوت چار صفتون کے کہ علم
اور غصہ اور شہوت اور عدل درمیان ان تینون کے ہے اچھی نہین ہوتی اس سبب سے
کہ جب قوت علم کی اچھی ہوگی تو حق کو باطل سے اور نیک کو برے سے سب چیزون مین معلوم
کریگا اور بھلائی غصہ اور شہوت کی بسبب متابعت شریعت کے حاصل کریگا اور عدل اور
میانہ روی درمیان انکے موافق حکم شرع کے کریگا اور جو فعل اور قول کہ اس سے
صادر ہونگے البتہ محمود اور موافق شرع اور دین اور مروت اور عقل کے ہونگے اور یہ
بھی تمام حسن خلق ہے اور علاج حاصل کرنے حسن خلق کا یہ ہے کہ جو کچھ اخلاق بد ہون اور نفس
انکا حکم کرے تو خلاف اسکے عمل مین لاوے جیسا کہ اگر نفس بخل کو کہے تو مال دینے لگے اور اگر
غصے کو کہے تو حلم اختیار کرے اور اگر واسطے طلب کرنے لذتون اور شہوتون کے کہے تو
اسکو ساتھ زہد کے بیچ طعام اور لباس وغیرہ کے اور اسی کی خو پکڑے اور اگر فضول کلام بہتان
لگانے اور لعنت کرنے اور گالیان دینے اور خلجوری اور فحش گوئی اور غیبت اور ناشائستہ
انکے کہے غیبت دلاوے تو خاموشی اختیار کرے اور اگر کینے اور حسد کا حکم کرے تو سینہ
صاف اور خیر خواہی اور دوستی خلائق کی اختیار کرے اور اگر محبت دنیا اور مال اور حرص
کی طرف میل کرے تو درویشی اور زہد اور قناعت اختیار کرے اور اگر حب جاہ پیدا کرے

تو ذلت اختیار کرے اور محبت تعریف اور کراہت برے کہنے کی ظاہر کرے تو گمنامی اور
اور بد کہنے پر صبر کرنے والا ہو اور اگر ریا اور نفاق اور جھوٹ کی طرف میل کرے تو خلوص
اور صدق اور راستی پیشہ پکڑے اور اگر تکبر کو پسند کرے تو تواضع اور فروتنی اختیار کرے
اور اگر عجب و غرور میں گرفتار کرے تو احسان توفیق الٰہی اور فضل الٰہی اور نیازمندی و شکستگی
لحاظ رکھے اور اگر غفلت کی طرف مائل ہو تو ہوشیاری اختیار کرے اور اگر طول امل کو
کرے تو موت کو یاد کرے اور اگر خلق کے ساتھ ملے رہنے کو حکم کرے تو گوشہ گیری اختیار کرے
اور اگر بغض اور عداوت کرنے کو لوگوں سے کہے تو دوستی انکی اختیار کرے اور اگر
گناہ کرنے کو حکم کرے تو تقوی اور خوف الٰہی اختیار کرے اور اگر جلدی کرنے کو کاموں میں
حکم کرے تو آہستگی کی خو پکڑے اور اگر جزع فزع اور ناپسندیدہ اپنے پر ظاہر کرے تو
صبر کرے اور اگر فکر رزق میں ڈالے تو توکل اختیار کرے اور اگر بیچ انجام امور مبہمہ کے
تشویش دلاوے تو خدا کو اپنے کام تفویض کرے اور نعمتوں الٰہی پر شکر کرے اور بیچ خوف
و رجا کے برابر رہے اور اوپر توحید اور محبت اور شوق الٰہی کے مستقیم رہے اور تمام
احکام الٰہی بجا لاوے اور منع کیے چیزوں سے دور رہے اور بیچ خیر انکے ساتھ قضا
الٰہی کے راضی رہے اور یاد موت کی اور محاسبہ کی اور عذاب کی نہ بھولے اور گمراہی
اور بہکانے نفس اور شیطان کی سے دور ہو کر راہ راست کو اختیار کرے اور مقرر ہے
کہ بندہ ابتدا میں جو کچھ تکلف سے عمل میں لاوے آخر کو عادت اور طبیعت اسکی ہو جاتی ہے
پس جو کوئی کہ اخلاق بد کو تکلف سے دور کرکے بجائے اسکے اخلاق نیک رکھے
جیسا کہ مذکور ہوا یقین ہے کہ تمام اخلاق نیک عادت ہو جاوینگے اور اور علاج
حاصل کرنے اخلاق حسنہ کا یہ ہے کہ اکثر اچھے خلق والے لوگوں کے ساتھ صحبت رکھے
کہ بسبب اثر صحبت انکی کے نیک خلق ہووے اور اچھے خلق والے علماے ربانی ہیں کہ
انکی معروف اللہ تعالی کی پسندیدہ چیزوں میں ہوتی ہے اور بات انکی

واسطے غمخواری دین کے اور علم کا پڑھنا اور پڑھانا اور عمل انکا تخصیص ساتھ الصالحین اور
واسطے خیر خواہی اور ہدایت بندگان خدائے تعالیٰ کے ہوتا ہے پس جو لوگ کہ ان سے
دور رہتے اور بات انکی نہیں سنتا وہ اخلاق بد اور افعال بد اور غفلت اور نادانی میں گرفتار ہے
اور اکثر خلق کہ محروم ہیں اسی غفلت اور جہل کے سبب سے محروم اور بد افعال ہیں اور
غفلت اسکو کہتے ہیں کہ کار آخرت کی برائی کی خبر نہ رکھے پس جو کوئی کہ خبر رکھے کہ البتہ
بالطبع سبب رنج اور عذاب اپنے سے بچیگا اور جاننا انجام کار آخرت کی برائی کا کہ
غیبیات اور امور اخروی الٰہی سے ہی سوا خبر دینے اللہ اور نبی کے ممکن نہیں اور اسلیے
پہنچنا رسولوں کا اور اتارنا کتابوں کا اور تعیین سزا کن کا عادت اللہ تعالیٰ کی ہوئی اسلیے
کہ ہر کسی کو سوائے انبیا کے لیاقت اور قوت لینے کی حق تعالیٰ سے اور سمجھنا معانی اور مراد
کلام حق تعالیٰ کا مقدور نہیں ہے پس آگاہ کرنے والی اور شفقت کرنے والی اوپر تمام خلق سب کے
اور تخلق ساتھ اخلاق حسنہ کے ذات پیغمبر ہمارے کی ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بعد از زمانہ آپکے
کے عالم باعمل نائب اور وارث اصلی انکے ہیں پس صحبت انکی ساتھ ادب تمام کے اختیار
کرنی چاہیے اور انکی بات کو جان کے کانوں سے سنکر اسپر عمل کرنا چاہیے تا سعادت دارین
محرومی حاصل نہو اور سبب محرومی کا یہی ہے کہ راہ آخرت نہ چلی بسبب نادانی یا ناتوانی کے
اور سبب ناتوانی کا یہی قیدی ہونا نفس اور شہوات اور موانع اور عوارض کا ہے اور بیان
ان سب کا ساتھ علاج انکے کے اوپر گذر چکا اور علاج نادانی کا یہی تنبیہ ساتھ صحبت علما کے ہے

فصل جان کہ ضلال اور گمراہی بھی ایک حجاب عظیم ہے اور دور کرنے والی راہ حق سے
اور خفا کرنے والی خدا کی اور مٹانے والی اعمال کی بلکہ ایمان کی ہے نعوذ باللہ منہ دور ہونا
اس سے اور مستقیم ہونا راہ راست پر واجب ہے تا ایمان اور عمل مستقیم رہے اور موجب اجر و
نجات کا ہو اور گمراہی والے دو قسم پر ہیں ایک قسم تو وہ ہیں کہ مبتلا کفر اور عقائد باطلہ میں
ہیں اور بہتر فرقہ مشہورہ میں ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ستفترق امتی علی ثلث

وَسَبْعِیْنَ فِرْقَةً کُلُّهَا فِی النَّارِ اِلَّا وَاحِدَةً قَالُوْا وَمَا تِلْکَ الْوَاحِدَةُ قَالَ صَلَّی اللّٰہ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ عَلٰی مِثْلِ مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ
عنہ نے غنیۃ الطالبین مین بیان تعداد اونکے کا فرمایا ہی جیسے کہ خوارج کہ علی رضی اللہ عنہ
پر خروج کرکے پندرہ فرقہ ہوے ہین نجدات محکمہ ازارقہ فدیکیہ عطویہ عجاردہ خازمیہ مجہولیہ
صلتیہ اخنسیہ ظفریہ اباضیہ بیہسیہ شمراخیہ بدعیہ اور فرقہ شیعہ اور رافضیہ کہ حضرت علی کو
سب صحابہ پر فضیلت دیکر تین قسم ہوے ہین ایک غالیہ کہ متفرق ساتھ بارہ فرقون کے
ہوے ہین بنانیہ طیاریہ حربیہ مغیریہ خطابیہ معمریہ بزیغیہ مفضلیہ متناسخیہ شریعیہ سبائیہ
مفوضیہ اور قسم دوسری زیدیہ کہ اسکی جمیع شاخین ہین جارودیہ سلیمانیہ بتریہ نعیمیہ یعقوبیہ
اور ایک اور ہی کہ نام اسکا معلوم نہین اور قسم تیسری رافضیہ کہ چودہ فرقہ ہین قطعیہ کیسانیہ
کریبیہ عمیریہ عینیہ ناووسیہ اسماعیلیہ قرامطیہ مبارکیہ سمیطیہ عماریہ ممطوریہ موسویہ امامیہ
اور مرجیہ کہ رجا کو غالب رکھین اور کلمہ طیب پڑھنے والے کو داخل ہونا دوزخ کا تجویز
نہ کرین بارہ فرقے ہین جہمیہ صالحیہ شمریہ یونسیہ یونانیہ نجاریہ غیلانیہ شبیبیہ معاذیہ
مریسیہ کرامیہ حنفیہ اور مراد حنفیہ سے وہ ہین کہ اپنے تئین نسبت حنفیہ کی طرف کرین اور اونکی
اصل عقائد پر نہون اور معتزلہ قدریہ چھ فرقہ ہین ہذلیہ نظامیہ معمریہ جبائیہ کعبیہ بہشمیہ اور یہ
سب حق تعالیٰ کے صفتون کا انکار کرتے ہین اور اہل حق سے اعتزال کیا ہی اور مشبہہ تین
فرقے ہین مقاتلیہ داودیہ ہشامیہ اور یہ خدا کے لیے جسم ثابت کرتے ہین اور جہمیہ اور ضراریہ و
نجاریہ اور کلابیہ یہ ہر ایک فرقہ ہی عقائد باطلہ ہر ایک کے ان بہتر فرقون مین سے اس
کتاب مین مذکور ہین ساتھ رد انکی کے جو کوئی چاہے انہین دیکھ لے اور بطلان انکا بلکہ کفر بعضے کا
انہین سے انکے عقیدون سے ظاہر ہوا ہی اور قسم دوسری اہل ضلال سے پانچ فرقہ ہین کہ بالکل
موافق عقائد ایک فرقہ کے فرقون مذکورہ سابقہ سے بھی نہین ہین اگرچہ ساتھ بعض کے بیچ بعض
عقائد کے موافق ہون پس ایک انہین سے وہ ہین کہ منکر حساب اور ثواب آخرت کے ہین اور

جانتے ہین کہ انسان مانند سبزہ کے جو سوکھکر نابود ہوگیا اور ڈرانا رسولون کا فقط ڈرانے کیلیے
ہی اور وہ اس سبب سے اعمال و تقوی سے باز رہتے ہین اور علاج انکا سواے ہدایت خدا کے
ساتھ دکھلانے احوال آخرت کے یا اور طرح جس طرح کہ چاہے نہین ہی یا صحبت علماے باعمل و اولیا
کی ہی تا انکی برکت سے نور ایمان انکے دل مین سرایت کرکے اس اعتقاد سے باز رکھے اور فرقہ دوسرا
وہ ہی کہ محض منکر آخرت کے نہین لیکن سمجھے حقیقت اسکے سے متحیر ہوکر کہتے ہین کہ دنیا دیدہ و یقین ہی
اور آخرت غائب با شک ہی لہذا یقین کو ساتھ شک کے کیونکر ہاتھ سے دینا چاہیے اور علاج اسکا البتہ
کرنا احوال گذشتہ کا ہی کہ مانند خواب کے بھی یاد نہین رہا ہی اور حال دنیا کا سب یہی ہی اور یقین آخرت کا
خبر دینے اللہ تعالی کے سے اور نبی کے سے اور حضرت آدم کے وقت سے اس دم تک ساتھ
اتفاق اہل حق و بصیرت کے معلوم ہی پس واسطے دنیاے فانی کے ساتھ رنج ہمیشہ کے کیونکر راضی
ہونا چاہیے اور اسقدر بھی جانے کہ یہ سب حق ہی تو تابع شرع کا چھوٹا اور منکر اسکا ہلاک ہوا اور اگر بالفرض
حق بھی نہو تو یہی جانے کہ دنیا مین چند روز تنہا ہین غرضکہ بیچ نہ انکار کرنے شرع کے اور نہ ترک
کرنے عمل کے کسی طرح کا خطرہ متصور نہین ہوتا اور بیچ انکار کے اور ترک کرنے عمل کے البتہ خوف ضرر سے
خالی نہین ہی جو کوئی کہ تھوڑی بھی عقل رکھتا ہوگا تو اوسپر یہ بات پوشیدہ نہو گی اور فرقہ تیسرا ایک
جماعت وہ ہی کہ کہتے ہین دنیا نقد اور آخرت نسیہ یعنی قرض ہی اور نقد نسیہ سے بہتر ہوتا ہی اور اس سبب سے
دنیا مین مستغرق ہوکر آخرت سے اور اسکے کام سے غافل رہتا ہی اگرچہ منکر آخرت کا نہو اور علاج اسکا
یہ ہی کہ جانے نقد نسیہ سے بہتر اس صورت مین ہی کہ دونون برابر ہون اور جہان نسیہ ہزار اور باقی ہو
اور نقد ایک اور جلدی فنا ہونے والا ہو تو البتہ نسیہ نقد سے بہتر ہوگا اور فرقہ چوتھا وہ ہی کہ بسبب
ہونے اپنے کے اس جہان مین ساتھ ناز و نعمت کے جانتے ہین کہ انکو خداے تعالی اس جہان مین
بھی ایسا ہی رکھیگا اور اس خام خیالی سے اعمال ترک کر دیتے ہین اگرچہ آخرت پر ایمان رکھتے ہین
اور علاج اسکا سوچنا ہی بیچ احوال نعمت والون دنیا کے کہ گذر گئے ہین اور حق تعالی نے انکی آخرت
بد سے خبر دی ہی اور یہ بھی جانے کہ انبیا اور اولیا کہ بیشک دوستان خدا کے ہین بیچ دنیا کے

رنج و محنت میں ... ہیں اور آخرت انکی کیسی خراب ہوتی ہو تمام دنیا کا ...
نہین رکھتا بالکل اس سے پرہیز کرنا چاہیے کہ ناپسندیدہ خدا کی ہو اور ... دشمنوں کی
دنیا ہو اور حدیث میں آیا ہو کہ اگر تمام دنیا کی قدر نزدیک خدا کے برابر پر پشہ کے بھی ہوتی تو کسی
کافر کو دنیا مین ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا اور فرقہ پانچوان وہ ہو کہ کہتے ہین خدا کریم اور رحیم
سبکو بخشدیگا اور بہشت میں داخل کریگا اور اسقدر نہین جانتے کہ معنی کرم اور رحمت کے یہ ہین
کہ بندے کو اسباب عمل اور توفیق اسکے کے عنایت فرماے ہین اور ایک نیکی کے کرنے پر ثواب
سات سو حصہ تک کا وعدہ کیا ہو زیادہ اس سے کیا ہوگا اور اگر معنی کرم کے مطلقا وہی ہین
کہ بے عمل کے جزا دیوے تو باوجود وعدے خدا کے کہ فرمایا ہو وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا طلب رزق سے کیون نہین باز رہتا اور عمل آخرت سے کہ جسکے
حق مین فرمایا ہو وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ کیون باز رہتا ہو پس معلوم ہوا کہ وہ
ظن انکا نہایت غفلت اور حماقت سے ہو جیسا کہ حضرت رسول علیہ السلام فرمایا الاحمق من اتبع
نفسه هواها وتمنى على الله المغفرة یہ ہو بیان فرقون گمراہ کا کہ بندے مسلمان اور عابد اور
سالک کو انسے پرہیز لازم ہو اور عقائد سنت جماعت کے اور سیرت اگلے اچھے لوگون کے
ہو کر اپنے تئین برائیون سے پاک کرکے اعمال موافق شریعت کے بجا لاکر انکو مفسدات وغیرہ سے
جیسا کہ تمام اس کتاب مین پہلے ذکر ہوا نگاہ رکھے تا لائق نصرت الہی کا اور موجب ثواب اور نجات کا
ہووے فصل بعد قطع کرنے گھاٹیون موانع اور عوارض اور مفسدات کے اور لین حاصل ہونے
مقصود کے یعنی عبادت کے کہ پاک ہو آفتون سے ... شکر خدا کا لاوے اوپر اس نعمت بزرگ
اور اور نعمتون کے ہمیشہ بندے پر واجب ہو تا نعمت ہمیشہ رہے اور باقی تر رہے اور
بڑھتی جاوے کہ حق تعالے نے فرمایا ہو لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ اور یہ بھی فرمایا ہو فَكَفَرَتْ
بِأَنْعُمِ اللَّهِ فَأَذَاقَهَا اللَّهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ اور
رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ نعمت وحشی ہو پس قید کرو اسکو ساتھ

شکر کی اخیر حدیث تلک فرمایا اور دین و دنیا کی نعمتون کی خبر دی کہ اوس تفسیر اور
تحریر مین آوے حاصل یہ کہ نعمتین دنیا کی دو قسم ہین ایک تو نعمت نفع کی کہ جو اوپر
پہونچانے کو اچھی چیزین پیدا اور نفعتین دی ہین جیسے تندرستی اور فراغت اور
کھانے اور پینے اور لباس اور نکاح وغیرہ کی اور دوسری قسمت دفع کی کہ بندے کو سب
آفتون اور مضرتون بدن کی سے کہ بیماریان وغیرہ ہین اور قصد کرنے دشمن کے سے آدمی اور جن
اور درندے اور زہریلے جانورین محفوظ رکھا ہے اور ان آفتون کو دفع کیا ہے اور کرتا ہے اور نعمتین
دین کی بھی دو قسم ہین ایک نعمت توفیق دینے خدا تعالی کے بندے کو اوپر اسلام اور اتباع سنت
اور طاعت کے دوسری نعمت عصمت کہ بندے کو کفر و شرک اور بدعت اور گناہون سے محفوظ
رکھتا ہے تفصیل خدائے تعالی کی نعمتون کی بیان کرنی کسی کا مقدور نہین ہے بلکہ بہت نعمتین ہین
کہ بندہ انکو نعمت بھی نہین جانتا ہے اور اسی لیے فرمایا خدا تعالی نے وان تعدوا نعمت
اللہ لا تحصوھا پس بندہ کسی وقت واجب ہونے حمد و شکر منعم حقیقی کے سے
خالی نہین ہے اور اسکو اس سے غافل نہونا چاہیے کیا خوب کہا ہے شیخ سعدی نے
ہر نفسی کہ فرو می رود ممد حیات ست و چون بر می آید مفرح ذات پس در ہر نفسی دو نعمت
موجود ست و بر ہر نعمتی شکری واجب یعنی جو دم اندر جاتا ہے بڑھانے والا زندگی کا ہے
اور جو دم کہ باہر آتا ہے خوش کرنے والا ذات کا ہے پس ہر دم مین دو نعمتین موجود ہین
اور ہر نعمت پر شکر واجب ہے بیت از دست و زبان کہ بر آید کز عہدہ شکرش بدر آید
اور یہ بھی کہا شیخ نے بیت بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش عذر بدرگاہ خدا آورد ورنہ
سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد پھر جاننا چاہیے کہ حمد تعریف کرنی ہے ساتھ
فعل نیک کے جیسے لا الہ الا اللہ اور سبحان اللہ پس یہ اعمال ظاہرہ سے ہے
اور شکر قبیل صبر اور تفویض سے ہے پس یہ اعمال باطنہ سے ہے اور بیچ معنی شکر کے اقوال
بہت آئے ہین حاصل سب کا یہ ہے کہ شکر بندے کا عبارت ہے ہونے تعظیم خدائے تعالی کی سے

بیچ دل بندے کے اسقدر کہ حائل ہو وہ درمیان بندے کے اور خدائے تعالی کے گناہوں کے
موافق یاد کرے نعمتوں خداتعالی کے اور جب اسقدر رہو تو اصل شکر بجالایا اور شکر فرض ادا ہوا
پس جسپر اندیشہ غالب ہوگا تو ضرور ہے کہ وہ اپنے اعضا اور تمام نعمتوں الٰہی کو آلہ گناہوں کا
نہ کریگا اور تمام اسکی طاعت مین مشغول ہوگا اور اسی سبب سے کہا ہے علمانے کہ شکر یہ ہے کہ طاعت
کرے ساتھ تمام جوارح یعنی اعضا کے اپنے رب کی بیچ ظاہر اور باطن کے اور پرہیز کرے گناہوں سے
ظاہر اور باطن مین اور ضد شکر کی کفران نعمت ہے جیسا کہ ضد حمد کی لوم ہے - اور شکر کو تین
قسم کہا ہے علمانے ایک تو شکر زبان سے اور وہ اقرار کرنا ہے ساتھ نعمت منعم حقیقی کے
بعد جاننے اس بات کے کہ تمام نعمتین خدا کی طرف سے ہین اور سوائے اسکے جو کچھ ہین سب
اسباب اور واسطہ ہین دوسرے شکر کرنا ساتھ جوارح کے اور وہ طاعت اور عبادت
اور کام مین لگانا ہر عضو کا ہے ان چیزون مین کہ جنکے لیے پیدا کی گئی ہین اور باز رکھنا ہر عضو
کا اس چیز سے کہ حق تعالی نے منع کیا ہے تیسرے شکر کرنا ساتھ دل کے اور وہ خوش ہونا
منعم سے ہے ہر حال مین اور قائم ہونا اسکے حضور مین ساتھ حفظ حرمت کے اور خیرخواہی کرنی
سب خلق کی اور حسد نکرنا ہے باب بیچ آداب طریقت اور احکام اسکے کے جان کہ مراد طریقت
سے چلنا اس راہ کا ہے کہ پہونچانے والی خدا کی طرف ہو دنیا مین اور باعث اسکے مشاہدہ
کی یعنی دیکھنے کے دل سے یہان پہلے آخرت کے ہے بخلاف شریعت کے کہ فوائد اور احوال
اسکے کے اور نجات اور وعدے دیدار اللہ تعالی کے تابعدار شریعت کے لیے وعدہ کیے گئے
آخرت پر ہین پس طریقت مانند لب اور ثمرہ شریعت کے ہے اور شریعت اصل اسکی ہے اور
اسی لیے بنا سب کامون دارین کی شریعت پر رکھی ہے اسلیے کہ جب اصل نجات مین شبہ ہو تو
حاصل ہونا درجات عالیہ کا کیونکر متصور ہوگا پس جو کوئی اول شریعت مین مستقیم ہو کر پیرو
طریقت کا ہو بیشک مراد کو پہونچیگا والا ضال مضلون مین سے ہوگا اور اسی سبب سے ہے کہ اکثر
لوگ اس زمانے مین مطلب کو نہین پہونچتے ہین کہ کار شریعت کو سہل جانکر اسو طریقت مین

مشغول ہوتے ہین بلکہ اکثر طریقت سے بھی اور ظاہر صورت اور باتون اسکی کے منتظر ہوکر
اپنے تئین کامل اور واصل جانتے ہین نبہنا اللہ علی جمیع من خطیاتہ وایانا من اشیاعہ
علانیہا وخفیہا اور بعضون نے بیچ صفت طریقت کے کہا ہے کہ فنا کرنا بندے کا اپنی آرزو
کو بیچ خواہش حق کے ساتھ ذکر اور فکر اور مراقبہ اور نماز کے ساتھ مشاہدہ وحدت کے
حاصل یہ کہ اعمال طریقت کے یہ ہین کہ پاک کرے اپنے نفس کو اخلاق برون سے اور متصف
ہووے ساتھ اچھے اخلاق کے اور پاک کرے دل کو وسوسون نفسانی و شیطانی اور خطرہ ماسوا
اللہ سے چنانچہ بیان ان سب کا بیچ علاج سب کے پہلے باب مین گذر چکا ہے اور بعد اسکے
اختیار کرنا مرشد اور متابعت اسکے کا اور فکر اور ذکر خدا کا ساتھ ذوق اور شوق کے ضروری ہے
کہ کوئی بغیر اسکے خدا رسیدہ نہین ہوا ہے اور نہو گا فرمایا اللہ تعالی نے وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا
فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اور کتاب غوثیہ مین کلام الٰہی سے ہے
اَلْمُجَاھَدَۃُ بَحْرٌ مِنْ بِحَارِ الْمُشَاھَدَۃِ وَحِیْتَانُہُ الْوَاقِفُوْنَ فَمَنْ اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِیْ بَحْرِ
الْمُشَاھَدَۃِ فَعَلَیْہِ بِاخْتِیَارِ الْمُجَاھَدَۃِ لِاَنَّ الْمُجَاھَدَۃَ بَذْرُ الْمُشَاھَدَۃِ وَالْمُشَاھَدَۃُ بِدُوْنِ الْمُجَاھَدَۃِ مُحَالٌ
پس طلب کرنا مشاہدے کا بغیر مشقت کے دلیل کمال غفلت اور حماقت کی ہے کہ محال
طلبی احمق ہی کیا کرتے ہین اور تمام اولیاے کاملین اسی راہ مشقت مین چلے ہین تو
مقصود کو پہونچے ہین چنانچہ بیچ احوال اور کمال انکے کے ظاہر ہے مگر جسکو محض عنایت
اللہ تعالی کی پہونچے اور کشش اسکی تو اسکے تئین کھینچ لیجاوے کہ جَذْبَۃٌ مِنْ جَذَبَاتِ
اللہِ خَیْرٌ مِنْ عَمَلِ الثَّقَلَیْنِ اور وہ بہت نادر ہے اور نادر کا اعتبار نہین اور وہ شخص
بھی بعد حاصل ہونے اس جذبہ اور حال کے پھر آخر اعمال شریعت اور طریقت کا ضرور
محتاج ہوگا مگر کہ مجذوب مطلق اور بے شعور ہمیشہ کو رہے اور وہ بھی ناقص ہے فائدہ
پہونچانا اور فائدہ لینا اس سے کم ہے اور آپ بھی بہت لذتون سے دونون جہان کی اور حاصل
مشاہدہ اور قرب سے بیخبر اور ترقی سے محروم ہے پس بالیقین واضح ہوا کہ مدار سب کامون کا

اور حصول مقصود کا اوپر استحکام اور کمال متابعت شریعت کے اور کوشش کرنے کی
طریقت مین ہو جب ان دونون چیزون مین مضبوط اور اعمال اُنکے ساتھ اخلاص
اور شرائط کے بجا لایا کام بندے کا کہ کچھ اختیار رکھتا تھا تمام ہوا اور بعد اُسکے کار فیض اور
کرم خدا کا ہی کہ موافق قسمت ہر ایک کے بلکہ ساتھ فضل اپنے کے قرب اور مشاہدہ اپنا اور
احوال عجائب غرائب اور معرفت اپنی اور معرفت نفس بندے کی اور حقیقت اشیا کی بندے کو
حصول ہو سکے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیعُ اَجْرَ عَمَلِ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ اور اس
حالت معرفت مین بندے پر ثابت اور مشاہدہ ہوتا ہی کہ سوائے ایک وجود کے دونون
جہان مین موجود بالذات نہین ہی سوائے اُسکے جو کچھ کہ ہی مخلوق اور تجلیات اُسکی ہی
اور اس حالت پر ٹھہرنے کو مرتبہ فنا اور بقا کہتے ہین اور وحدت وجود اور حقیقت بھی
کہتے ہین اور انتہا سلوک اور کمال اور ترقی اولیا کی یہی ہی اور وصول بخدا اسی کو
کہتے ہین چنانچہ حضرت سید عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین فتوح الغیب مین
بمعنی الوصول الی اللہ عز وجل خروجک عن الخلق والھوی والارادۃ والمنی والثبوت
مع فعلہ عز وجل وارادتہ من غیر ان یکون منک حرکۃ فیک ولا فی خلقہ بل بک
بل بحکمہ وامرہ وفعلہ فھی حالۃ الفناء یعبر عنہا بالوصول فصل جان کہ اول
جو کچھ کہ بندے کو اوپر ارادہ حاصل کرنے معرفت اور قرب حق تعالی کے لاتا ہی محبت
خدائے تعالی کی ہی کہ اُسکے دل مین پیدا ہوتی ہی اور وہ دو قسم پر ہی ایک تو یہ کہ فضل الٰہی
سے کشش الٰہی اُسکو اپنی طرف کھینچکر اپنی محبت مین بیقرار کرے اور بسبب اس بیقراری کے
بندہ خود بخود واسطے اور اسباب ہونے قرب کی جستجو کرتا ہی اور قسم دوسری بسبب صحبت
علما اور اولیا کے اور سُننے اور مطالعہ احوال اُنکے کے محبت الٰہی بندے کے دل مین آجاتی ہی
حاصل یہ کہ جسطرح کہ موہبت ضروری مقاصد بندے کے محبت الٰہی ہی فضل و کمال بندے کا
اسی سبب سے ہی پس چاہیے کہ بندہ تمام اپنے تئین سپرد اُسکے کر دے اور ماسوی اللہ سے

بالکل اعراض کرے اور اگر یہ نہ کر سکے تو محبت اللہ تعالی کی اسکے غیر کی محبت پر غالب کرے اور مقابلہ میں اسکی محبت کے اور کی محبت کی حقیقت نہ جانے اور مقدم نہ کرے اور منجملہ نشان دوستی اسکی یہ ہے کہ ذکر اسکا بہت کرے کہ حدیث میں ہے مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ وارد ہی اور جو کچھ کہ اس سے دور کرنے والا ہو اس سے دور رہے اور عبادت اور تفکر میں مشغول رہے کہ حدیث میں آیا ہے تفکر ایک ساعت کا برسوں دن کی عبادت سے بہتر ہے اور فکر کرنا اللہ کی نعمتوں میں دنیا کو بندے کے دل پر سرد کرتے ہیں تو محبت اللہ کرتا ہے اور انس نورانیت پیدا ہوتی ہے کیونکہ یہ تمام مشاہدات کا وسیلہ ہے اور تفکر کئی قسم پر ہے ایک یہ کہ اپنے عیوب اور اخلاق میں تفکر کرے تا کہ بد اخلاق کو پہچان کر انکو دفع کرے اور نیک کے حاصل کرنے میں کوشش کرے دوسرے یہ کہ فضائل اور طاعتوں میں تفکر کرے کہ سب بجالاوے اور ممنوعات سے باز رہے تیسرے یہ کہ عجائب مخلوقات کے تفکر کرے تا کہ خواہ مخواہ اپنے خالق اور اسکی عظمت پر دلیل ہوں اور منجملہ مخلوقات سے ایک آدمی ہے کہ اصل اسکی ایک قطرہ منی کا ہے اور اس سے گوشت اور پوست اور اعضا اور رگیں اور چیزیں بہت پیدا ہوئی ہیں اور ہر چیز بشکل دیگر اور واسطے ایک کام اور منفعت و حکمت کے پیدا کی ہے اور روح کو حاکم ان سب کا کیا ہے اور جو کچھ کہ تمام عالم میں ہے نمونہ اسکا بیچ نفس اور بدن آدمی کے پیدا کیا ہے اور آسمان اور زمین اور پہاڑ اور دریا اور درخت اور گھاس پھوس اور حیوانات اور اور چیزیں اتنی ہیں کہ شمار میں نہیں آتیں اور بیچ ہر ایک کے انمیں سے عجائبات و غرائبات بے نہایت ہیں کہ حصر اور خیال میں نہیں سما سکتیں اگر شرح ایک قسم کی بھی لکھی جاوے تو دفتر چاہیے پس غرض یہ ہے کہ جو بندہ ہر چیز میں فکر کرے تو اسپر ظاہر ہو کہ اس چیز کا ضرور کوئی خالق ہے بے مثل اور حکیم استوار کار کہ ہو سکتا ہے ایسا کام مستحکم کسی سے نہیں ہو سکتا یا اور قرب ایسے صانع کی سے محروم نہ ہونا چاہیے پس بالضرور بیقرار ہو کر عاشق جمال اسکے کا ہو کر دوڑے اور اسباب حاصل کرنے مشاہدہ اسکے کا مستعد ہوگا

اور جملہ اسباب اُسکے سے بلکہ بہت بہتر سب سے ذکر اللہ ہی کہ خلاصہ نماز اور روزہ اور سب
طاعتون کا اور قریب تر واسطے حاصل ہونے مقصود کے ذکر اللہ ہی اور فضائل اور فوائد
ذکر کی کچھ نہایت نہین ہی اور کون سا فائدہ افضل ہوگا قرب اور مشاہدہ اور معرفت
حق تعالے سے اور وہ ذکر سے حاصل ہوتے ہین خدائے تعالی اُسکو یاد کرتا ہی جیسا کہ فرمایا
فاذکرونی اذکرکم اور قسمین ذکر کی چار ہین ایک تو زبان سے ہی فقط ساتھ غفلت دل کے اور
اسکا کچھ اثر نہین ہوتا اگرچہ اجر آخرت سے خالی نہین ہی جب کہ ساتھ ریا کے نہو دوسری
دل سے ہی یا دل سے ساتھ زبان کے کہ بغیر ریا کے ہووے لیکن جب تک کہ تکلف اور قصد سے
کرتا ہی ہوتا ہی والا پھر غافل ہوجاتا ہی ایسے ذکر کو اگرچہ اثر خوب ہی لیکن چاہیے کہ مشقت
کرے تاکہ وہ جگہ پکڑے اور غفلت نہ لاوے اور تیسری یہ کہ دل مین ذکر جم رہا ہو اور کسی
حال مین غافل نہو اور یہ درجہ اعلی ہی اور اسکو خوب دخل ہی اثر مین اور تخم سعادتون کا ہی چوتھی
یہ کہ ذکر اور ذکر کرنے والا درمیان سے اٹھ کر مذکور ہی باقی رہے پس یہ مقام منتہیون اور کاملون
کا ہی اور جاننا چاہیے کہ الفاظ ذکر و ان کے بھی کئی قسمون پر ہین تسبیح اور حمد اور استغفار اور درود
وغیر ذلک جیسے کہ حدیثون مین وارد ہین لیکن افضل اور اول اور قریب تر ساتھ حاصل ہونے مقصود کے
اور مختار اکثر مشائخ کرام کا ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ہی اور ذکر اسم ذات کا
کہ اللہ ہی سب سے زیادہ مفید ہی پس چاہیے کہ اس اسم کو ایسا دل پر غالب کرے کہ ایک دم بھی
بغیر اسکے نہ نکلے یہان تک کہ نیند مین بھی دل مین جاری رہے اور جاننا چاہیے کہ مدار کار سالک
کا امر شیخ پر ہی کہ جو کچھ شیخ اسکو اذکار اور تصور اسم ذات کا اور وظیفے جسطرح کے حکم کرے اسطرح
مشغول رہے کہ فائدہ اور کشود کار اسی مین ہوگا **فصل** جان کہ راہ سالک واسطے پہنچنے کی طرف
اللہ تعالی کے بہت پر خطر اور نازک ہی اور ممکن نہین ہی کہ بغیر پیر کے ہاتھ لگے اور مقصود کو پہنچے اسی لیے
فرمایا اللہ تعالے نے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاہِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ
لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ اور کوئی بغیر پیر اور متابعت اور فیض پیر کے خدا رسیدہ نہین ہوا ہی مگر یہ کہ

بعضون کو فضل الٰہی شامل حال ہوکر فیض جناب حضرت نبوت یا کسی بزرگ کی روح سے
بغیر پیر کے ظاہر مین پہونچا ہی اور انکو اویسی کہتے ہین اور حقیقت مین یہ بھی بے پیر ہو اور اس
معنی پر راست آیا جو کچھ کہ مشہور ہوے مَن لَّا شَیخَ لَہٗ فَشَیخُہٗ اِبلِیسُ اور کیونکر ایسا ہو کہ
ذات مقدس حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی برزخ کبری درمیان خلق و خالق کے اور بارگاہ
اللہ اکبر ہو کسی کو جناب کبریائی مین پہونچنا بغیر داخل ہوئے حضرت کے دروازے مین ممکن
نہین ہو یعنی جب تک کہ حضرت کی شریعت کی پیروی نہ کریگا جناب کبریائی مین کیونکر مقبول ہوگا
بیت محال ست سعدی کہ راہ صفا + توان رفت جز در پے مصطفی + بس جو کوئی کہ پیر نہ پکڑے محروم
رہیگا حضرت سید عبد القادر فرماتے ہین مَنِ استَغنیٰ بِرَاْیِہٖ فَقَد ضَلَّ اور اور جگہ فرمایا مَن لَّا یَریٰ
مُفلِحًا لَا یُفلِحُ اور یقینًا معلوم سب کو ہو کہ کوئی صنعت دنیا کی یا آخرت کی بغیر معلم کے نہین
معلوم ہوتی پس ہر ایک کو چارہ استاد اور پیر سے نہین ہو اسپر احوال پیر اور معلم ہر فن کا ہی
چنانچہ جو کوئی ارادہ جنت اور آخرت کا رکھتا ہی اسکو استاد علم شریعت کا کہ متقی ہو کافی ہی
تاکہ عقائد اور احکام ظاہر کے اس سے سیکھکر اسپر عمل کرے اور اپنے مطلب کو پہونچے اور جو ارادہ
کشف و کرامت کا رکھتا ہو اسکو شیخ صاحب کشف کا علحدہ ڈھونڈھنا چاہیے لیکن جو کوئی
طالب اور عاشق مولی کا ہو اسپر واجب ہو کہ شیخ کامل مکمل اختیار کرے تاکہ اسکی مراد کو پہونچانے
والا ورنہ عمر طالب کی ضائع ہوگی اور چونکہ ہمارے زمانہ مین فساد بہت پھیل رہا ہی اور اکثر دنیادار
اپنے تئین مشائخ مقرر کیا ہی مرید کرتے ہین کہ ظاہر سبب جاہ و مال و مشیخت کا ہی بہت حرص
رکھتے ہین اور عوام الناس اور بعضے خواص بھی کہ احوال اور مذاق عارفون کے سے خبر نہین
رکھتے ہین اور دیکھا دیکھی لوگون کے مرید ہر کسی کے ہوکر اپنے جواہر نفسون کو ضائع کرتے ہین
اور آخر کو بے نصیب رہتے ہین اسی لیے بحکم اَلدِّینُ النَّصِیحَۃُ وَالمُؤمِنُ یُحِبُّ لِاَخِیہِ المُؤمِنِ
مَا یُحِبُّ لِنَفسِہٖ کے یہان صفت پیر کامل کی کہ لائق مرید ہونے کے ہو کلام حضرت غوث الثقلین
اور اولیاے کاملین کے سے سمجھی جاتی ہین لکھے جاتے ہین تا طالب صادق بعد تحقیق اور پانے ان

صفتون کے جسمین کہ ہون مرید اُسکا ہو والا نا حاصل ہونے مثل اُنکے کے اور کلام قیون کے
خصوصًا کلام حضرت محبوب سبحانی کے جو فتوح الغیب و رسائل الہیا و غیرہ مین ہے عمل کرے اور
ہرگز بیر گزیدے تحقیق کے مرید غیر کامل کا نہووے اور عمر اپنی یون ضائع نہ کرے اور بسبب گمان
فاسد اپنے کے اسکے بعض احوال کو کہ کاملون کے نزدیک ہیچ حقیقت نہین رکھتا کمال نہ جانے
اور اس سبب سے اپنی طلب کو کہ نعمت بے بدل ہے ضائع نہ کرے اور اگر بسبب زیادتی محبت اور
شوق کے بیقرار ہو اور کسی شخص مین بعض ان احوال مین سے دیکھے چاہیے کہ اسکو صحبت ٹھہرا کر
اسی سے فائدہ اُٹھاوے کہ متقدمین نے بہت بہت جگہون سے فائدے اُٹھائے ہین لیکن بیعت پیر
سواے کامل مکمل کے کہ جامع سب صفتون کا جو کہ آگے مذکور ہونگی نہ پکڑے مگر جو کوئی کہ محض
واسطے برکت حاصل کرنے کے کہ داخل سلسلۂ اولیا ہین ہو مرید ہووے کہ اُسکو شیخ داخل سلسلۂ صحیحہ مین
کر لے یہ اور بات ہے اور اسی معنی پر محمول کرنا چاہیے اسکو کہ اس وقت مین پیری اور مریدی کا رواج
عام پایا ہے والا بعضے صلحا اور پرہیزگارون نے یہ کام بہت بعید ہی اور جاننا چاہیے کہ توڑنا بیعت
پیر بیعت کا بالاتفاق حرام ہے اور حدیث مسلم مین جو آیا ہے اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا
الآخر منہما اسمین بھی اشارہ اسکی طرف ہو سکتا ہے مگر یہ کہ طالب نے بسبب جہل اور
غفلت کے مرید کسی ناقص کا ہوا تو اسکو جائز بلکہ لازم ہے کہ اس بیعت کو مانند مصافحہ مسلمانون کے
جانکر اسکو توڑکر مرید کسی کامل کا ہووے تا معرفت الٰہی اور پہونچنے سے اسکی طرف محروم نہ رہے
اسلیے کہ آیا ہے کل ما شغلک عن اللہ فہو صنمک کذا حققہ محمد الصوفی فی بعض
رسائلہ عن المحققین المعتبرین لیکن اگر کوئی طالب کسی کامل کا مرید ہوا اور کسی سبب سے اسکو
کچھ حاصل نہوا یا معرفت مجمل حاصل ہوئی اور پیر اُسکا مر گیا یا کسی سبب سے جدائی ہو گئی اس سے اُسکو
فائدہ اُٹھانا کسی اور کامل سے بالاتفاق روا ہے چاہیے کہ اسکو پیر صحبت پکڑے اور صفتین پیر کامل کی
سبعہ مجالس وغیرہ مین یہ لکھی ہین تنبیہ اور ورع اور تقوی اور مخالفت نفس کی اختیار کرکے حالات
بزرگون کی کرکے نفس و طبیعت کو قتل کرے اور منہ موڑنے والا او فانی دنیا و عقبی و ما سوی اللہ

ہوکر سیر عالم ناسوت اور جبروت اور ملکوت اور مشاہدہ لاہوت اور کھولنے والا احوال جہان اور برزخ اور قبور کا اور مطلع اوپر اکثر اسرار الٰہی کے اور منزل مقام اور اسم اور لقب اپنے کے نزدیک اللہ کے ہوکر اور بیچ خلوت کے انہیں ساتھ خدائے تعالے کے ہوکر فنائے تمام حاصل کرکے عارف واصل اور صاحب شہود اور مامور امر الٰہی باطنی کا اور صاحب قلب اور حکمت کا اور صاحب حالت توحید کا اور دیکھنے والا حضرت نبوت کا اور مامور اُس جناب سرور صلی اللہ علیہ وسلم سے اور قادر اوپر سلب اور دینے احوال قلوب کے اور صاحب تاثیر اور جذب باطنی کا اور قادر اوپر قہر اور مارنے نفسون اور شیطانون کے اور مستجاب الدعوات اور زندہ کرنے والا اور پھیرنے والا دلون کا ہوا ہو اور عالم علم ظاہری اور باطنی کا اور عامل علم پیرا اور تابع شریعت کا اور صاحب معارف کا مطابق شرع کے اور موافق اور تابع عارفون محققین متقدمین کا قول اور فعل اور عمل مین ہو اور قادر اوپر اکمال اور تکمیل کے بھی شرائط کمال سے ہی بلکہ اول اور افضل شرطون سے ہر اور عمدہ طریق شرائطون مرید کرنے کے سے وارد ہونا امر الٰہی کا ہے ساتھ الہام کے پیر کے دل مین اسلیے کہ جو امر کامل کا اپنے ارادے سے ہو برا ہے حضرت محبوب فتوح الغیب مین فرماتے ہین مِنْ ذُنُوبِ هٰؤُلَاءِ السَّادَاتِ اَنْ يُشْرِكُوا اِرَادَتَهُمْ مَعَ اِرَادَتِ رَبِّهِمْ عَزَّ وَجَلَّ بلکہ اور بجا اسکو شرک کہا ہے اور گواہ اس مدعا کے بیچ احوال اور کلام بہت اولیا کے بیشمار ہین کہ اکثرون نے بعضے عارفون سے طلب بیعت کی کی ہے اور انھون نے جواب دیا ہے کہ نصیب تیرا فلانے کے پاس ہے ہمارے پاس نہین ہے واللہ اعلم بالصواب

فصل آداب صحبت پیر کے یہ ہین کہ اسکے آگے ہر کام مین اور ہر وقت مانند میت کے بے اختیار رہے اور بے چون وچرا اسکے فرمانے پر عمل کرے مگر جب کہ شریعت کا خلاف ہو تو کہنا کسی کا نہ مانے اور پیر کو چاہیے کہ مرید کرنے مین حریص نہو اور بے الہام الٰہی کے کسی کو مرید نہ کرے اور جسکو مرید کرے تو اسکی تربیت اور خبر گیری سے ظاہر اور باطن مین

تماقل نہ رہے اور خلل اور سستی مرید کو ساتھ قول اور فعل اور ہمت کے رفع کرے اور
اُسکا بھید نگاہ رکھے ظاہر نہ کرے اور مرید سے جو کوئی مکروہ چیز یا عجیب اور مانند اُسکے دیکھے
خلوت مین اُسکو نصیحت اور تادیب کرے اور افعال اُسکے اُسکی آنکھ مین چھوٹے اور
تھوڑے دکھاوے اور ساتھ سختی اور بدخوئی کے پیش نہ آوے تا موجب نفرت کا ہووے
بس جو کوئی اسطرح تربیت اور کامل کرنے مرید پر قادر نہو اُسکو تہذیب اپنے نفس کی کرنی
چاہیے اور مرید کرنے سے باز رہنا چاہیے والا قزاق ہے کہ لوگون کے لوٹنے کے لیے پیرا ہے
مسئلہ آداب صحبت فقیر کے ساتھ دینی بھائیون کے یہ ہین کہ اُنکے ساتھ مروت اور
ایثار سے گذران کرے اور قول اور فعل مین موافق آپس مین رہے نزاع نہ رکھے اور متوقع
اپنے حق کا نہ رہے اور اُنکی عیب پوشی کرتا رہے اور جھگڑا ترک کرے اگرچہ آپ حق پر ہو
مگر جہان کہین کہ شرع مین خلل آوے اور اُنکی ناخوشی سے دور رہے اگرچہ بسبب اصلاح کے
ہو اور حسب المقدور خوشی پہونچانے کی عادت اپنی کرے اور سبب نفرت اور ملالت کے
ترک مروت اور ترک احسان نہ کرے اور آداب صحبت فقیر کے اجنبیون کے ساتھ یہ ہین
کہ سب کو نظر شفقت سے دیکھے اور پردہ پوشی اختیار کرے اور اُنکی ایذا اور بدخلقی پر
صابر رہے اور فضیلت اپنی کسی پر نہ چاہے اور حتی المقدور اُنکی صحبت سے پرہیز کرے
اور بھید اپنا مخفی رکھے اور اغنیا کے آگے ذلیل نہو اور جو کچھ اُنکے پاس ہو اُسمین طمع نہ کرے
اور بالکل امید اُنسے منقطع رکھے اور بسبب تونگری کے اُنکی تعظیم نہ کرے دو تہائی
دین برباد جاتا ہے اور اپنے دل مین فضیلت فقر کی ملحوظ رکھے لیکن تعجب نہ کرے اور
غنی کو چاہیے کہ فقیرون کے ساتھ احسان نہ کرے اور اپنے مال سے اُنکی غمخواری کرے
اور آداب اور شرائط فقیر کے فقر مین یہ ہین کہ اپنے فقر پر راضی رہے اور اُسکے ہونے کو
غنیمت جانے اور سوا قدر کفایت کے نہ لیوے اور اُسکے لینے مین نیت فرمان برداری امر الٰہی کی
اور خوف ہلاکت نفس کا کرے اسلیے کہ ہلاک کرنا نفس کا بسبب دینے اُسکے حق کے بڑا

گناہ ہی اور مقدار حق نفس کی بیان زہد مین گذر چکی ہی اور چاہیے کہ ذلت اور گمنامی
اور نہ متوجہ ہونا خلق کا اختیار کرے اور نہ پانے کسی چیز سے مکدر نہو اگرچہ عیال دار بھی ہو
اور اگر عیال صبر نہ کرین انکے لیے کسب بھی روا ہی لیکن کسب کو سبب زیادہ نہ جانے
اور رزاق حقیقی خدا کو جانے اور توکل ہاتھ سے نہ دے اور اعتراض اور غصہ کرنے سے حق تعالی
پر پرہیز کرے اور اسکا شکوہ نہ کرے اور صبر اور رضا اور تسلیم پیشہ کرے اور اگر نہ کر سکے تو جو کچھ چاہے
خدا سے چاہے اور جو کچھ اپنے ہاتھ مین ہو اور دم نقد کو غنیمت جانے اور اندیشہ زمانہ آیندہ
اور طول عمل سے دور رہے اور مستعد موت کا رہے اور موت کے یاد کرنے اور ذکر الٰہی مین مشغول
رہے اور مہمان کی تواضع سے قسم طعام اور میوہ سے اور جو کچھ موجود ہو دریغ نہ کرے
مگر عیال دار ہو تو بھی زیادہ قدر حاجت عیال سے نہ رکھے کہ اسکو سبب تواضع مہمان
کے ضرر عیال پر پہونچانا روا نہین ہی مگر کہ عیال اسکے راضی ہون اور فقیر کو چاہیے کہ
تنگی اور فراخی مین ورع اور تقوی اور اولی بات کے کرنے سے باز نہ رہے اور حتی المقدور
کچھ خلق سے نہ چاہے اور اگر حالت مخمصے کی یا حاجت عیال کی غالب آوے تو بقدر حاجت
کے سوال کرے بطور خبر دینے حال اپنے کے نہ چمٹکر سوال کرے پس اگر دین شکر کرے
اور اگر نہ دیوین صبر کرے اور تعریف دینے والے اور مذمت نہ دینے والے کی نہ کرے اور
اس سے ملول نہو اور خلق کو خدائے تعالی کے وکیلون اور خادمون سے زیادہ نہ جانے اور
فقیر کو چاہیے کہ اپنے قطع رحم کرنے والے کے ساتھ ملاپ ڈھونڈھے اور نہ دینے والے کو دیوے
اور ظالم کو عفو کرے اور ہر چیز مین حکم شرعی قائم رکھے اور فقر اور رنج اپنا مخفی رکھے الا بضرورۃ
اور لوگون کے ساتھ نیک خلق اور کشادہ رو رہے اور جسطرح ہو سکے لوگون کو راحت
پہونچاوے اور سب پر شفیق رہے اور بزرگ کی بزرگی نگاہ رکھے اور کھانے اور پینے اور
اور احوال مین ذکر یا ذوالجلال سے غافل نہو اور آداب اور احکام کھانے پینے کے
جیسے کہ اوپر لکھے گئے محفوظ رکھے اور جو کچھ فتوح آوے حاضرون کو بانٹ دیوے رکھ نہ چھوڑے

اور اگر رباط وغیرہ مین رہتا ہو تو وہان کے رئیس سے مخالفت نہ کرے اور کوئی کام
خلاف اُسکی رائے کے نہ کرے اور لوگون کے سامنے آواز اپنی قراۃ اور تسبیح کی بلند
نہ کرے اور ساتھ کثرت نوافل کے مشغول نہو اسلیے کہ خوف ریا ہی بلکہ ساتھ عمل قلبی کے
مشغول رہے اور روزے رکھنے اور افطار کرنے اور مجالس غیر ممنوعہ کے جانے مین سب
کی موافقت کرے اور مجلس مین سووے نہین بلکہ تنہا جگہہ مین جاکر سووے اور چلنے مین
فقرا اور علما اور بزرگون سے سبقت نہ کرے اور سراجیہ مین آیا ہی کہ جاہل کو پہل کرنے عالم پر
چلنے مین اور بیٹھنے مین اور کلام مین روا نہین ہی اگرچہ جاہل بڈھا اور عالم جوان ہو اور
فقیر کو چاہیے کہ سائل کو رد نہ کرے اور انتظار مین نہ رکھے جلدی جو کچھ موجود ہو دیدے
والا نرمی سے جواب دے اور مشورہ چاہنے والے کو ایسا مشورہ دے کہ جسمین صلاح دارین
ہو اور اہل وعیال کے ساتھ حسن خلق سے گذران کرے اور رضا انکی اپنے پر مقدم رکھے
بشرطیکہ خلاف شرع نہو اور حتی المقدور انکو محتاج کسی چیز کا نہ کرے اور فقیر کو جب تک کہ
ضرورت پیش نہ آوے سفر نہ کرے اور جب سفر کرے تو ان اعمال مین کہ سفر مین کرتا تھا
قصور نہ لاوے اور دل مین تشویش نہ رکھے اور جہان کہ ترقی اپنے احوال کی معلوم کرے
بہت اقامت وہان کرے اور بے امر الٰہی کے اور بے ضرورت وہان سے نکلے نہین اور
جس جگہہ کہ قبولیت اور جاہ اُسکی ظاہر ہو جلدی وہان سے نکلے مگر یہ کہ کامل مکمل ہو کہ
سب کاروبار اُسکے موقوف اوپر ارادہ اور امر باطنی الٰہی کے ہین اور جہان کہ جاوے
وہان کے صلحا اور مشائخ سے ملاقات کرکر سے بقدر نصیب کے فائدہ حاصل کرے اور
بزرگون کی قبرون کی بھی زیارت کرے **فصل** جاننا چاہیے کہ سفر کئی قسم پر ہی ایک تو واسطے
طلب علم کے دوسرے واسطے عبادت کے مانند حج اور جہاد اور زیارت مدینہ اور تلاش
اولیا کے اور واسطے حاصل ہونے وصل خدا وغیرہ کے پس جو کچھ کہ علم وعبادت اور طلب
خدا سے فرض ہی سفر بھی اُسکے لیے فرض ہی اور مستحب [illegible] مستحب ہی [illegible] سفر [illegible]

دور ہونے کے اُن چیزون سے کہ سالک کے دل کو تشویش مین ڈالتی ہین اور دین مین قصور لاتی ہین مانند قید ریاست اور کثرت علائق کے اور شہرت اور اجتماع خلائق اور قید مال اور جاہ اور مانند انکے کے پس سفر انکے لیے سنت انبیا اور سیرت صلحا سے ہے چوتھے سفر بھاگنے کا بدن کی سفر چیزون سے مانند وبا وغیرہ کے کہ وہ جائز نہین ہے بلکہ اسی جگہ رہنا لازم ہے اور ایسی ہی جائز نہین ہے قصداً جانا اُس جگہ کہ وبا ہو لیکن نکل جانا کسی جگہ سے بسبب گرانی غلہ کے اُس جگہ کہ ارزانی ہو جائز ہے کہ وہان فراغت عبادت سے بہت حاصل ہوگی پانچوین سفر واسطے امور دنیا کے مانند تجارت اور نوکری وغیرہ کے اور یہ جائز ہے بشرطیکہ دین مین خلل نہ لاوے بلکہ اگر اس سفر مین نیت ہو خبر گیری فقرا کی اور خدمت عیال کی اور فراغ عبادت اور مانند اُنکے کے قسم اعمال خیر سے ہے تو جملہ سفرون دین کے سے ہوتا ہے لیکن سیاحت دوام اور حرص کا تحصیل مال مین اور اُٹھانا بہت شدائد کا اُسکے لیے برا اور مشوشات دل سے ہے اور جب کوئی سفر اختیار کرے تو آداب اُسکے بجا لاوے اور وہ یہ ہین کہ حقوق اور قرض اور امانتین لوگون کی اگر اُسکے ذمہ ہون ادا کرے اور نفقۂ عیال کا بقدر کفایت کے اُنکو دیوے اور خرچ راہ اپنا لیوے اور عیال کی خبر گیری کے لیے کسی کو مقرر کرے اور کوئی رفیق بہم پہونچا کر سفر کرے کہ تنہا سفر مین جانا بہت دشوار ہے اور آفتین رکھتا ہے مگر کہ لاچار ہو اور سفر مین خوشخو اور ظاہر کرنے والا اخلاق حسنہ کا اور سخاوت کرنے والا ہے اور کرایہ کرنے والے کے ساتھ احسان کرے اور رفقا کا مددگار اور انجام جانی اور مالی رہے اور اگر کوئی رفیق تھک جاوے تو اُسکے لیے ٹھہر جاوے اور پیاسے کو پانی پہونچاوے اور اُسکے مال و اسباب کا خبردار رہے اور اُنکی ایذا پر صابر رہے اور بھید اُنکا مخفی رکھے اور اُسکے ساتھ نرمی سے گذران کرے سختی اور تندخوئی سے پیش نہ آوے اور سفر کے لیے پنجشنبہ کا اول روز افضل ہے یا روز شنبہ اور دوشنبہ ہے اور روز جمعہ کے پہلے نماز جمعہ سے سفر کرنا بعضون کے نزدیک برا ہے اور اکثر راہ رات کو قطع کرے اگر خطر نہو اور وقت

نکلنے کے اپنے مکان اور شہر سے اور وقت سوار ہونے کے سواری پر استخارہ اور دعائیں ہر وقت کی پڑھکر دوستوں کو رخصت کرکر باہر نکلے اور دعائیں اُسکی اور دعائیں وقت نظر آنے منزل وغیرہ کی حدیث میں مذکور ہیں ظفر جلیل وغیرہ میں دیکھنی چاہییں اور چاہیے کہ سفر میں با احتیاط رہے اور قافلہ سے اور رفیقوں سے جدا نہو اور رات کو ہوشیار رہے اور وقت خوف دشمن یا درندے کے آیۃ الکرسی اور سورہ لایلاف اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھکر استعانت خدا سے کرتا رہے اور اپنی سواری پر بھی احسان کرے اسطرح کہ ایک ساعت اتر کر اُسکو چرا وے اور زیادہ اُسکی طاقت سے بوجھ نہ لادے اور اُسکے اوپر سووے نہیں اور اُسکے منھہ پر مارے نہیں کہ قیامت میں اس سب کا سوال ہوگا اور جن چیزوں کی کہ اکثر حاجت پڑتی ہے اپنے ساتھ رکھے مانند عصا اور کنگھی اور مسواک اور سرمہ دان اور مقراض اور چھری اور آئینہ اور باسن پانی اور رسی اور تیل اور مانند انکے کے جو کچھ کہ ضرور ہو اور چاہیے کہ سر راہ اور پانی پر نہ اترے اور رات کو نہ رہوے اور ہمیشہ با طہارت رہے اور جب وطن کو پھر کر آوے اول کسی کو بھیج کر خبر کردے اور یکایک گھر میں نہ چلا آوے اور شہر میں آکر اول مسجد میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے پھر گھر میں آوے اور گھر والوں اور دوستوں کے لیے موافق مقدور کے تحفے ہمراہ لاوے اور دیوے اور عجائب و غرائب سفر کے سوائے ضرورت کے ظاہر نہ کرے اور کسی جگہہ زیادہ ہفتہ عشرہ سے نہ رہے مگر کہ کچھ کام نہ رکھتا ہو اور جو کسی کیہاں مہمان ہو زیادہ تین روز سے نہ رہے مگر کہ صاحب خانہ خوشی سے رکھے

فصل آداب سونے کے یہ ہیں کہ جب تک نیند غلبہ نہ کرے سووے نہیں اور ذکر و فکر میں مشغول رہے اور جب نیند غالب ہو ذکر اللہ کا کرتا ہوا سووے اور مستحب ہے کہ دروازہ گھر کا بند کرے اور آگ اور چراغ بجھا دیوے اور اگر کچھ کھایا ہو تو کلی کرکر سووے اور اگر وضو کرکر سووے تو فضیلت بہت رکھتا ہے والا تیمم ہی کرلے اور بسم اللہ اور دعائیں

فصل آداب سونے کا

سونے کے وقت کی پڑھ کر داہنی کروٹ رو بقبلہ لیٹے اور او راوندھے لیٹنا مکروہ ہی
اور اگر خواب وحشتناک دیکھے تو کسی سے کہے نہیں اور اگر اُسی وقت جاگے تو خدا سے
پناہ مانگے اور بائین طرف تین بار تھتکارے اور پڑھے اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ خَیْرَ رُؤْیَایَ
وَاکْفِنِیْ شَرَّھَا اور آیۃ الکرسی اور اخلاص اور معوذتین مگر یہ کہ جنبی ہو تو سورتین
مذکورہ نہ پڑھے اور خواب خوب مبہم دیکھے تو تعبیر اُسکی اُس سے پوچھے کہ عالم اور دانا اور
محب اُسکا ہو ہر کسی سے نہ کہے اور جب غلبہ نیند کا جاتا رہے اور آنکھ کھل جاوے جلدی
اُٹھ بیٹھے اور کلمہ اور ذکر اللہ کرے کہ شیطان اور کاہلی دفع ہوتی ہی والا پھر شیطان
فریب دیکر غفلت اور خواب مین لیجاتا ہی پھر اُٹھکر طہارت کر کر دو رکعت پڑھکر ذکر
اور اوراد مین یا اور کام مین مشغول ہو اور اگر رات ہو تہجد ادا کر کر ذکر اللہ مین مشغول
رہے فصل شرائط فقرا اور قرب الٰہی سے مجاہدہ اور ریاضت نفس کا ہی کہ بدون
اُسکے قرب اور مشاہدہ اللہ تعالیٰ کا میسر نہین ہوتا بلکہ حاصل ہونا اخلاق حمیدہ کا
بھی بغیر اُسکے نہین ہوتا اور اصل مجاہدہ کی یہ ہی کہ جو کچھ نفس کہے خلاف اسکے عمل مین لاوے
اور تمام مالوفات اور لذتین اور شہوتین نفس کی اُس سے باز رکھے اور تمام احوال افعال
اور اقوال مین ایک ذرہ حظوظ نفس سے اُسکو نہ دیوے اور نفس کے ساتھ نرمی اور ہمیشہ
نہ کرے اور جانے کہ اصل سب بدیون کا اور دشمن آدمی کا اور مخالف اُسکا یہی نفس ہی
اور شیطان بھی کہ دشمن جانی انسان کا ہی نفس ہی کے سبب سے راہ پاتا ہی پس ایسے
دشمن سے غافل نہونا چاہیے اور پرورش اُسکی نہ کرنی چاہیے اور سوائے حق ضروری
اُسکے کہ سبب بقا اور قوت عبادت اُسکے کا ہو نہ دینا چاہیے اور بیان ضروری
سب چیزون کا مسئلۂ زہد مین لکھا گیا ہی اور غفلت اور مکرون نفس کے سے ہوشیار ہوکر
ساتھ غرور اور آفتون اُسکی کے فریفتہ نہونا چاہیے اکثر ہوتا ہی کہ اپنے تئین سے ظاہر دکھاتا ہی
اور اصل مین ویسا ہوتا نہین اور وہ بغیر امتحان کے ظاہر نہین ہوتا اور امتحان یہ ہی کہ اُسکے

ہر دعوی مین سچ حالت خلاف اُسکے کے دیکھیے اگر دونون حالتون مین یکسان رہے تو صادق ہے
ورنہ کاذب جیسا کہ مثلاً اگر دعوی اپنی صابری کا کرے جب تک کہ راحت مین ہے معلوم نہین ہوتا
اور جب بلا و رنج پہونچنے اور اُسی حالت پر ثابت رہے کہ راحت مین تھا تو اپنے دعوی مین
سچا ہے اور اگر تھوڑا سا بھی اس حال سے تغیر پاوے تو جھوٹا ہے اور حاصل یہ کہ نفس کو سوا مجاہدہ
اور ریاضت کے چارہ نہین ہے تا کہ مطمئن ہو والا النفس ہلاک کرنے والا آدمی کا ہے مولوی
روم فرماتے ہین بیت آزرے نفس چون کردی تمام ٭ در توآن ابلیس را بیدو اسلام
نفس سوفسطائی آمد می زنش ٭ کہ زدن سازد نہ حجت گفتنش ٭ ابراہیم بن ادہم کہتے ہین
جو کوئی جب تک یہ چند گھاٹیان طے نہ کرلے درجہ صلحا کو نہین پہونچیگا اول یہ کہ دروازہ نعمت
و آسایش کا اپنے پر نہ بند کرے اور شدت و محنت اختیار نہ کرے دوسرے یہ کہ عزت
نہ چھوڑے اور ذلت پیشہ نہ کرے تیسرے یہ کہ سونا نہ چھوڑے اور بیداری قبول نہ کرے
چوتھے یہ کہ در بے غنا کے جاوے اور فقر اختیار نہ کرے پانچوین یہ کہ طول امل نہ چھوڑے
اور ستعداد موت نہ کرلے مطلب کو کب پہونچیگا اور جان کہ اہل مجاہدہ کو دس خصلتین ضرور ہین
اول یہ کہ عادت قسم کھانے کی نہ کرے اگرچہ سچی ہو دوسرے یہ کہ جھوٹ سے دور رہے
اگرچہ ہزل یعنی ٹھٹھے سے بھی ہو تیسرے یہ کہ ہر حال مین وعدہ خلافی نہ کرے چوتھے یہ کہ
لعنت اور ایذاے خلق سے اپنی زبان اور ہاتھ کو بچاوے پانچوین یہ کہ کسی کو بددعا
نہ کرے اگرچہ اس سے ظلم دیکھے اور ایسی ہی بدلہ اسکا ہاتھ سے بھی نہ لے چھٹے یہ کہ اہل قبلہ کو
یعنی انکو کہ کعبے کی طرف نماز پڑھتے ہین کفر شرک کی طرف نسبت نہ کرے اور اوسکو
قطعی کافر نہ کہے اگرچہ اس سے اسباب کفر کے قسم اعتقاد اور عمل اور قول سے ظہور مین
آدین و ہوالصحیح ساتوین کسی گناہ کا ظاہر و باطن مین قصد نہ کرے آٹھوین یہ کہ جب تک ہو سکے
محنت اور کام اپنے اوپر نہ ڈالے بلکہ محنت اور تنگی اپنے اوپر اٹھالے نوین یہ کہ طمع اپنی
لوگون سے منقطع کرے اور کسی سے امید خیر کی نہ رکھے دسوین یہ کہ تواضع اختیار کرے اور ہون

اپنے سے بہتر جانے اگر چھوٹا لڑکا ہی تو جانے کہ اُسنے گناہ نہین کیا ہی یا کم مجھسے کیا ہی پس بیشک
مجھسے بہتر ہی اور اپنے سے بڑے کو جانے کہ اُسنے عبادت مجھسے زیادہ کی ہو اور اگر عالم کو
دیکھے تو بسبب علم کے افضل جانے اور اگر جاہل کو دیکھے تو تصور کرے کہ وہ بسبب جہل کے
گناہ کرتا ہی اور مین باوجود علم کے گناہ مین پڑتا ہون اور اگر کافر کو دیکھے تو خیال کرے کہ شاید
خاتمہ اُسکا بخیر اسلام پر ہو اور خاتمہ میرا بد ہو پس جو کوئی یہ جانے اور بجا لاوے خداے تعالے
اُسکو سب خرابیون اور آفتون سے سلامت رکھیگا اور کہا ہی علمانے کہ ارکان سلوک اور مجاہدے کے
چار ہین کم سونا کم بولنا کم کھانا کم خلق کے ساتھ رہنا پس جو کوئی ان چار کو اختیار کرے بہت
آفتون سے محفوظ رہے اور عالی درجون کو پہونچے اور جان کہ جیسا مجاہدہ لازم ہی ویسا ہی
محاسبہ اور مراقبہ نفس کا اور مراقبہ بھی لازم ہی اور محاسبہ یہ ہی کہ ہر صبح و شام افعال اور اقوال
تمام روز و شب کو ملاحظہ کرکر ہر چیز پر کہ کی ہو شکر توفیق الٰہی کا بجالاوے کہ شکر باعث
زیادتی اعمال اور انعام الٰہی کا اور مانع عجب و کبر کا ہی فرمایا خداے تعالی نے لئن شکرتم
لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید اور ہر شر اور گناہ پر اور قصور پر
کہ عمل مین ہوا ہو نفس کو عقاب کرے اس طرح کہ اگر کچھ شبہہ کا یا حرص سے کھایا ہو تو بھوک
سے عقاب کرے اور اگر قول اور عمل اور فعل مین معصیت ہو تو اُسکے ضد سے عقاب
کرے اور توبہ اور استغفار بہت کرے تا حق تعالے بخشدے اور اسی سبب سے صبح و
شام استغفار کا وظیفہ مقرر ہوا ہی پس جو کوئی اس محاسبہ پر مداومت کرے امید واثق ہی
کہ اکثر معاصی سے پاک رہے اور شدت حساب آخرت کے سے امن مین ہو اور کہا ہی
علمانے کہ مجاہدہ و محاسبہ تمام نہین ہوتا ہی بدون مراقبہ کے کہ جانے ہر حال مین حق تعالے
مجھسے قریب ہی اور جانتا ہی جو کچھ کرتا ہون اور سنتا ہی جو کچھ کہتا ہون اسلیے کہ جب یہ
اندیشہ دل پر غالب ہوا بالضرور دل اور اعضا خیال ماسوے اللہ سے اور اُن اقوال
اور افعال سے کہ دور کرنے والے خدا سے اور غصہ دلانے والے خدا کے ہین اور تمام

ناپسندیدہ چیزوں اُسکے سے باز رہینگے اور مجاہدہ اور محاسبہ آسان ہوگا اور معنی مراقبہ
کے نگاہ رکھنے کے ہین اور مراد یہان حفاظت دل کی ہی روز و شب بندہ کو چاہیے
کہ اپنے دل کو داخل ہونے خیالات ما سوی اللہ سے پاک و محفوظ رکھے کہ اُسکے ذکر مین مشغول رہے
تا حق تعالے کے قرب اور مشاہدہ کو پہونچے اور یہ جو عوام کے نزدیک مشہور و مروج ہوا ہی
کہ ساعت دو ساعت آنکھین بند کر کے سر جھکا کر ہو بیٹھے اور پھر تمام شب و روز مشوشات
قلب مین بلکہ گناہون مین گذرانے اور دل کے پاک کرنے مین کچھ ہمت نہ لگاوے وہ کچھ
نہین ہی بلکہ غالبا موجب عجب و پندار کا ہی ہان اگر اُسی قدر وقت خداے تعالے کے
ذکر مین گذرے اور بے ریا اور عجب کے ہو اجر سے خالی نہین ہی لیکن اُسکو سبب قرب
اور مشاہدہ کا اور سبب پہونچنے کا اللہ تعالی کی طرف جاننا غفلت و نادانی سے ہی
مراقبہ مقرب بخدا وہی ہی کہ ہمیشہ ہو اور طہارت قلب کے ساتھ ہو نہنا اللہ علے جمیع
مرضیاتہ وا وصل الی جنابہ و قربہ بمنہ و کرمہ و بجاہ نبیہ صلے اللہ علیہ وسلم فصل آداب
سلسلہ قادریہ کے کتب حضرت محبوب سبحانی مین ہین اور اکثر شیخ عبد الحق
وغیرہ اکابر نے اپنے شیوخ سے ذکر کیے ہین یہ ہین کہ التزام ظاہر شریعت کا اور تمسک
ساتھ کتاب اور سنت کے خوب طرح کرے اور اعتقاد اہل سنت و جماعت کا اور طریقہ
اور سیرت سلف کی اختیار کرے اور ریاضت اور مجاہدہ نفس سے باز نہ رہے اور
طلب مولے مین صبر جمیل کرے اور ثابت رہے اور بسبب کسی بلا اور رنج اور عذر اور
ملامت کرنے والے کے اور ظہور کشف و کرامت کے طلب خدا سے اور سلوک طریقہ سے
باز نہ رہے اور قضاے الٰہی پر راضی ہو اور متوجہ بخدا اور اعتماد و توکل کرنے والا اُسپر
اور مدد چاہنے والا اس سے ہر حال اور کام اور وقت مین رہے اور اُسکو تمام احوال مین
دانا اور بینا جانے اور نفس اور ہوا اور ارادہ اپنے اور خلق خدا کی سے فانی ہو اور
انقطاع کلی خلق سے پیشہ کرے اور جانے آنے سے طرف خلق کے اور توقع رکھنے

کسی چیز کے انسے باز رہے اور تعلق اور توکل اسباب پر نہ کرے اور جد وجہد طلب مولےٰ مین بہت کرے اور شغل علوم دینی کا رکھے اور اغنیا اور صحبت اُنکی سے حذر کرے اور فقرا کے ساتھ صحبت رکھے اور مسلمانون خصوصاً اہل سلسلہ اپنے کو نصیحت کرے اور اُنکے ساتھ احسان کرے اور کتب اس جماعت کی خصوصاً کلام مبارک حضرت محبوب سبحانی کا کہ سنن المجالس اور فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین وغیرہ مین ہین مطالعہ مین رکھے اور حسب المقدور اُسپر عمل کرے اور وسوسون نفس اور شیطان کے سے دور رہے اور التجا بہ خدا رکھے اور اشتیاق دائم اور عشق کامل اور ایمان راسخ رکھے اور آنے اور جانے خلق کے سے اعراض کرکے امید ہر چیز کی خدا سے رکھے اور کسی کی تعریف سے خوش اور مذمت سے ملول نہو اور کسی سے ڈرے نہین اور کسی کی ملامت سے اپنے کام سے رُکے نہین اور محبت خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل رکھے اور حضور مع اللہ ہمیشہ ملحوظ رکھے اور کلام نالائق اور مخالف شرع سے زبان کو بچاوے اور شغل لایعنی یعنی بیفائدہ چھوڑے اور سکوت و خاموشی پیشہ کرے اور محزون القلب اور خوشرو ہوکر ذکر اور فکر مین مشغول رہے اور سخاوت اختیار کرے اور بخل سے پرہیز کرے اور ہزل سے پرہیز کرے اور طریقہ اعتدال کا سب کامون اور گفتار مین مرعی رکھے اور حب للہ اور بغض فی اللہ اور امر معروف اور نہی منکر اور مضبوطی دین اور حسن اخلاق اور طیب مذاق پیشہ پکڑے اور نزاع وجدال سے دور رہے اور خیر خواہ خلائق ہو اور احوال اور معانی اپنے نفس کی اور بیگانہ کی اور عیوب لوگون کے پوشیدہ رکھے اور سب اعمال پر استعانت خدائے تعالی سے ڈھونڈے اور توحید پر قائم ہوکر ترک تدبیر اور اختیار اپنے کا کرکر اکتفا تدبیر خدائے تعالی پر کرے اور قضا و قدر اور رضائے اللہ تعالی پر راضی ہو اور تسلیم کرے اور جزع فزع اور شکوہ اللہ تعالے کا اور خلق کا نہ کرے اور فقر اور توکل وغیرہ آداب محمودہ پر جو پہلے باب مین مذکور ہین مضبوط رہے

اور اپنے تئین برے اخلاق مذکورہ سے پاک کرے اور تلاوت قرآن اور نماز اور احکام شرعی کی محافظت کرے اور ہر امر مین اتباع شریعت کا ہاتھ سے نہ دے کہ سوا اسکے اور کسی مذہب اور ملت مین صورت نجات اور چھٹکارہ کی نہین یا اللہ ہم سب کو توفیق نیک عطا فرما اور قدم ہمارے اور صراط مستقیم کے ثابت رکھ اور خاتمہ ہمارا بالخیر کر آمین آمین ثم آمین الحمد للہ اولاً و آخراً و ظاہراً و باطناً و صلے اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

تمت

خاتمۃ الطبع

بعد حمد جناب کبریا و نعت حضرت سرور انبیا و منقبت زبدۂ اصفیا و مدح اصحاب اتقیا رضوان اللہ علیہم اجمعین واضح ہو کہ اس ہنگام سعادت فرجام مین یہ رسالہ شریف کار آمد خاص و عام مسمی بہ فلاح دارین نام جناب حضرت مولانا و مقتدانا مولوی محمد قطب الدین صاحب رئیس دہلی نے بیچ بیان عقاید و سلوک مذہب اہل سنت جماعت کے ملفوظات جناب حاجی غلام مصطفے صاحب مرحوم سے کہ بزرگان جناب ممدوح الذکر سے تھے زبان اردو عام فہم مین باضافہ بعض فوائد ایسا آسانی کے ساتھ عمدہ اور تحفہ ترجمہ فرما کر تالیف کیا کہ ہر شخص کو بدل و جان پسند آیا فی الحقیقت جناب ممدوح کی ذات بابرکات سے ہمیشہ امور خیر ظاہر ہوتے ہین اور ترویج دین اسلام کی صرف مولوی صاحب ممدوح کی عرق ریزی سے ہی مصداق اس بیان کا یہ ہی کہ جب جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع دہلی کو تشریف لیگئے تو حضرت مولوی صاحب ممدوح الصدر نے یہ رسالہ اپنی تالیفات جدید سے تبرکاً طبع ہونے کے واسطے منشی صاحب موصوف کو عنایت فرمایا چنانچہ رسالہ مذکور کارپردازان مطبع ہذا کے اہتمام سے ماہ اپریل سنہ ۱۸۸۴ع مطابق ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۰۱ھ مقام کانپور مین دوسری دفعہ طبع ہو کر مقبول ارباب ایمان ہوا اور قدردانی حضرات شائقان رسالہ ہذا سے مکرر طبع ہو کر قند مکرر کی حلاوت بخشی ہے